وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کیلئے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 105)

فیضانُ المواہب

رشیدؔ وارثی کے مجموعۂ حمد و نعت اور مناقب

خوشبوئے التفات

کا تعارفی مجلّہ

شائع کردہ

بزمِ وارث ۱۹۰/۱۔ قصرِ وارث کراچی۔ ۲۵
شاہ فیصل کالونی

تعاون: اردو مرکز نیویارک

Scanned with CamScanner

مجلہ کمیٹی

چیئرمین مجلس مشاورت
جناب رئیس وارثی (نیویارک)

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر سعید وارثی

نائب چیئرمین مجلس مشاورت
جناب نصیر وارثی (نیویارک)

مدیر منتظم
جناب حمید وارثی

مدیر معاون
فرح رشید

مدیر
محمد طارق بن آزاد

پروف ریڈر
ڈاکٹر زاہد علی

کمپیوٹر گرافر
محمد اویس خان وارثی

تیکنیکی معاونت
محمد زکریا شیخ الاشرفی

معاون
محمد جنید علی خان

تیکنیکی معاونت
محمد زبیر خان وارثی

معاون
محمد صہیب علی خان

مئی 1992ء میں ظفر زیدی میموریل سوسائٹی کے زیر اہتمام نیویارک میں منعقدہ مشاعرے میں رشید وارثی اپنا کلام پیش کر رہے ہیں۔ اسٹیج پر (دائیں جانب سے) جناب جمال پانی پتی، جناب حفیظ تائب، جناب محسن بھوپالی، جناب محسن احسان اور جناب اشفاق احمد بھی نظر آ رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر محمد سعید خان وارثی

مدیر منتظم
عبدالحمید خان وارثی

مدیر
محمد طارق بن آزاد

مدیر معاون
آنسہ فرح رشید

معاونین
ڈاکٹر عظمیٰ حمید، حنا حمید، صبا حمید، ثنا حمید،
محمد جنید علی خان، محمد صہیب علی خان

تکنیکی معاونت
محمد اویس خان، محمد زبیر خان، زکریا شیخ

کمپوزنگ
اُردو آرٹ، اُردو بازار کراچی
فون 2632052

پروف ریڈنگ
ڈاکٹر زاہد علی، فہمیدہ رشید

بزم مشاورت
محمد رئیس احمد خاں وارثی، محمد نصیر احمد خاں وارثی
کوثر اختر، عشرت عادل

محدود اشاعت - فروخت کیلئے نہیں

شائع کردہ
بزم وارث - 1/190 شاہ فیصل کالونی
کراچی 25، فون 4571707
تعاون: اُردو مرکز، نیویارک

بعونِ العزیز الوهاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شذرہ

''خوشبوئے التفات'' کا تعارفی مجلّہ ''فیضان المواہب''

الحمدللہ ! برادر عزیز القدر رشید وارثی سلمہٗ کی حال ہی میں طبع ہونے والی کتاب ''خوشبوئے التفات'' کی تقریب رونمائی کے موقع پر شائع ہونے والا زیرِنظر تعارفی مجلّہ ''فیضان المواہب'' (المواہب) پیش خدمت ہے۔ مجلّہ ہٰذا کی ترتیب و اشاعت میں تعاون فرمانے والے اہل قلم اور دیگر معاونین کی خدمت میں حرف سپاس و امتحسان پیش کرنے کے ساتھ میں ''خوشبوئے التفات'' کی اشاعت کے حوالے سے خصوصی طور پر سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب مظہرالحق صدیقی، انڈی پینڈنٹ یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر فضیلت مآب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، چیئرمین اُردو ڈکشنری بورڈ حکومت پاکستان، مرجع علم و دانش ڈاکٹر سیّد فرمان فتح پوری، چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد محسن شعر و ادب جناب افتخار عارف اور بزم وارث کے تمام کرم فرما حضرات و معاونین کی خدمت میں حرفِ تشکر کا اعادہ کرتا ہوں۔ بلاشبہ ان کی گرانقدر نگارشات اور معاونت سے کتاب ہٰذا کے حسن و زینت میں قابل ذکر اضافہ ہوا۔
(تقبل اللہ سعیهم و اجرهم اجرا عظیما)

زیرِنظر مجلّہ میں ''خوشبوئے التفات'' کی علمی و فنی اہمیت و افادیت، مصنف کے فن و شخصیت، ان کے ابلاغی پس منظر اور مطمح نظر کے بارے میں وطن عزیز کے مایہ ناز اسکالرز، معتبر اور پختہ کار اہل علم و دانش، مفتیانِ دین متین اور صاحبانِ شعر و ادب کی جانب سے تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح خوشبوئے التفات کے مافی الضمیر کی تفہیم و ابلاغ کی راہیں مزید کشادہ و ہموار نظر آتی ہیں۔

یہاں بڑے دُکھ اور سوزمندی کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ اگرچہ کتاب ہٰذا کی اشاعت کے فوراً بعد اس کا ایک ایک نسخہ اس موضوع پر کام کرنے والے پاکستان کے بیشتر علمائے کرام اور اسکالرز کی خدمت میں ان کی آراء اور تاثرات سے مستفید ہونے کے لئے ماہ جون میں ارسال کیا گیا تھا، اور ان میں سے متعدد اہل علم حضرات نے وقت مقررہ پر اپنے تاثرات رقم کرنے کا ذاتی طور پر وعدہ بھی کیا تھا، دو ڈھائی ماہ کے عرصے کے دوران ان کو یاد دہانی کرائی جاتی رہی اور وہ اس سے معذرت کے بجائے اپنے وعدے کا اعادہ فرماتے رہے۔ اس طرح صرف اس انتظار میں کہ کہیں ان کی قابل قدر نگارشات مجلّے میں شامل ہونے سے رہ نہ جائیں مجلّے کی اشاعت میں دو ماہ تک مسلسل تاخیر ہوتی رہی۔ معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایک انتہائی غیر ذمہ دارانہ طرز عمل ہے جو اصلاح طلب ہے۔ خصوصاً اسلامی ادب پر کام کرنے والے اہل علم حضرات ایفائے عہد کی شرعی اہمیت کے حوالے سے قرآن کریم اور سیرت طیبہ کے آئینے میں اپنے اس طرز عمل کا جائزہ لیں تاکہ انہیں خود یہ معلوم ہو سکے کہ وہ اس دنیا میں خواہ کسی بھی علمی یا سماجی منصب پر فائز ہوں، تاہم انہیں اس حوالے سے خود اپنی کردار سازی کی ضرورت ہے۔

توصیف رسالتؐ ہے فقط کام اُسی کا قرآن کی میزاں پہ جو کردار کو تولے

ڈاکٹر محمد سعید خان وارثی
چیف ایڈیٹر

Scanned with CamScanner

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مناجات

حضرت شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحق نبی انام — علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
بحق امام علی مرتضیٰ — وصی نبی و ولی خدا
بحق بتولِ کہ زہراؓ است اُو — نساء جہاں را ویست آبرو
بحق امام حسنؓ مجتبیٰ — جگر گوشہ شاہ مشکل کشاؓ
بحق امام شہیداں حسینؓ — شہادت ازو یافتہ زیب و زین
بحق امام شہ دین و داد — کہ نامش علیؓ ہست و زین العبادؓ
بحق امام کہ باقرؓ خطاب — شنیدیم او راز روی کتاب
بحق امام کہ اُو جعفرؓ ست — بصدق و صفا خلق را رہبرست
بحق امام کہ موسیٰؓ ست نام — ازویافتہ شرع و دین انتظام
بحق امام علی رضاؓ — لقب ضامن و ثامن آمد ورا
بحق امام محمدؓ تقیؓ — کہ دین نبیؐ شد از و منجلی
بحق امام نقیؓ رہنما — شفیع خلائق بروز جزا
بحق امام حسن عسکریؓ — کہ سوئے حقیقت کند رہبری
بحق امام کہ مہدیستؓ آں — جہاں منتظر کہ شود اُوعیاں
بحق ہمہ ذُریاتِ رسولؐ — کہ ہستند شاں جملہ اہل قبول
بحق بنائے کہ بیت الحرم — بود نام او کعبۃ اللہ ہم
بحق ملائک کہ بر انقیاد — کمربستہ انداز سر اعتقاد
بحق صحائف کہ بر انبیاؑ — بتعلیم خلق آمدہ از سما
بحق ہمہ اولیاؒ انبیاؑ — کہ بودند شاں خاصگانِ خدا
بحق شہنشاہ دیں غوث پاک — نوازندہ از سمک تا سماک
کسانیکہ محزون و افسردہ اند — بحب علیؑ نیز غم خوردہ اند
کسانیکہ کردند خود را خراب — بغمہائے آلِ رسالت مآبؐ
وہب من لدنک الضمیر المنیر — فانک علی کل شی قدیر

بعجز و نیاز من اے بے نیاز
تلطف بفرما و بامن بساز

درود وسلام

حضرت ستار وارثی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مظہر کبریا پہ درود و سلام
جلوۂ حق نما پہ درود و سلام

جس کی خوشبو سے مہکی ہے ساری فضا
اس کی زلف رسا پہ درود و سلام

جس کے قطرے پسینے کے، عطر حنا
اُس حسیں دل رُبا پر درود و سلام

فخر آدم ہے وہ مدعائے خلیل
اس رسولِ خدا پہ درود و سلام

وہ شہنشاہِ لولاکؐ ، رحمت لقب
اس جہاں آشنا پہ درود و سلام

عرش اعظم کا مہماں وہ مولائے کل
اُس شہِ دوسرا پہ درود و سلام

حضرت آمنہؓ کا وہ نورِ نظر
اس کی ہر ہر ادا پہ درود و سلام

جس کے سجدوں پہ خالق کو بھی ناز ہے
اس کے ہر نقش پا پہ درود و سلام

بھیک پر جس کی پلتا ہے سارا جہاں
اس کی جود و سخا پہ درود و سلام

جس کی چوکھٹ پہ جھکتے ہیں شاہ و گدا
ایسے فرماں روا پہ درود و سلام

مشکلیں نام سے جس کے آسان ہوں
ایسے مشکل کشا پہ درود و سلام

حاجتیں جو غریبوں کی پوری کرے
ایسے حاجت روا پہ درود و سلام

باادب بھیج ستّار صبح و مسا
احمدؐ مجتبیٰ پہ درود و سلام

Scanned with CamScanner

محبت

وہ پھول ہے، کیسے مان لوں میں
کہ پھول کا رنگ ہے رمیدہ
غلط ہے اس کو بہار کہنا
بہار تو ہے خزاں گزیدہ

وہ کہکشاں ہے میں کیسے کہہ دوں
کہ کہکشاں تو رہینِ شب ہے
میں مطمئن چاند سے نہیں ہوں
کہ چاند کو بھی دوام کب ہے

ہے روزِ روشن بھی تیرہ قسمت
یہ راز وقت غروب جانا
میں کیسے سورج سمجھ لوں اُسؔ کو
نصیب سورج کا ڈوب جانا

صبا سے اُسؔ کو مثال دے دوں
تو یہ جسارت جواز چاہے
صبا تو کلیوں کو زندگی دے
چمن کے کانٹوں کو بھول جائے

وہ یوں نہیں نغمہ حسیں بھی
کہ نغمہ، نغمہ نواز تک ہے
وہ ساز ہوگا تو کیسے ہو گا
کہ ساز ترکیبِ ساز تک ہے

جو رونق بزم پُرکشش تھی
وہ صبح ہوتے دھواں دھواں ہے
یقیں ہے وہ شمع بھی نہیں ہے
کہ شمع اِک شب کی داستاں ہے

کہوں میں انساں بلا تامل
مگر ہے انسان کا تو سایہ
دیارِ سدرہ کی منزلوں سے
نہ کوئی انساں گزر کے آیا

وہ سارے کردار بھی ہیں کم تر
ہے ذکر جن کا کہانیوں میں
کنول سے اُسؔ کی مثال کیسی
کنول تو کھلتا ہے پانیوں میں

کتاب کہہ کر سمجھنا چاہوں
تو عقل یہ بات بھی نہ مانے
حکایتوں سے دلیل لاؤں
تو سوچوں، قصے ہیں سب پُرانے

اگر کہوں ہے وہ لوح و کرسی
تو بات پھر بھی نہیں ہے جچتی
میں جس سے اُسؔ کو مثال دیتا
کوئی تو ایسی مثال بچتی

کبھی کبھی یوں بھی سوچتا ہوں
خدا نہیں پر خدائی اُسؔ کی
کبھی کبھی یوں بھی سوچتا ہوں
یہ حد نہیں انتہائی اُسؔ کی

نہ اُس کا ہمسر، نہ اُسؔ کا سایہ
وہ نور والا، وہ تاج والا
ہے نبض دوراں پہ ہاتھ اُسؔ کا
وہ کل کا مالک، وہ آج والا

اگر کہوں ہے وہ سبز پتہ
تو دھیان میں خشک ڈال آئے
درخت کہنا فضول ہوگا
رُتوں کا مجھ کو خیال آئے

کہوں اُسےؔ، ہے وہ عرش قدسی
تو بات پھر بھی بجا نہیں ہے
زمین والوں کی دسترس میں
فرازِ عرش علیٰ نہیں ہے

کہاں یہ قطرہ مثال دریا
کہاں مری منزل طلب ہے
اُسےؔ سمندر قرار دیتا
مگر سمندر تو پُر غضب ہے

اُسےؔ میں بادل کا نام دیتا
مگر یہ بادل ہے کیسا بادل
تمام صحرا ترس رہا ہے
مگر کہیں اور برسا بادل

میں اُسؔ کو ٹھہراؤں رازِ پنہاں
تو ذہن کی ہے یہ نارسائی
ہزار فکر و نظر نے چاہا
سمجھ میں پھر بھی نہ بات آئی

اگر کہوں میں وہ آدمی ہے
تو کم نگاہی کے زخم کھاؤں
فرشتے آدمؑ پہ معترض تھے
اُسےؔ فرشتہ بھی کہہ نہ پاؤں

وہ ہے، اُسؔ کی انتہا کیا
خدا ہی سمجھے، خدا ہی جانے
دل شکستہ مگر اُسیؔ کو
دوا بھی سمجھے، دعا ہی جانے

مراد جس کی ہے جو بھی اپنی
حضور ربِ جلیل مانگے
سعیدؔ لیکن میں اُسؔ کو چاہوں
جسے دعائے خلیلؑ مانگے

ڈاکٹر محمد سعید خان وارثی

Scanned with CamScanner

پروفیسر منظر ایوبی

''خوشبوئے التفات'' پر ایک نظر

نام عزیز احمد ایوبی، منظر تخلص اور منظر ایوبی قلمی نام ہے۔ 4 اگست 1932ء کو بدایوں میں پیدا ہوئے۔ 1950ء میں پاکستان ہجرت کی۔ 1952ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا۔ کراچی یونیورسٹی سے 1954ء میں بی کام اور 1969ء میں ایم اے کیا۔ 1950 سے 1961ء تک وزارتِ عمال حکومت پاکستان سے وابستہ رہے۔ اس کے بعد مختلف گورنمنٹ کالجز میں لیکچرار، پروفیسر اور پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے ریٹائر ہوئے۔ انہوں نے 1946ء میں شعرگوئی اور نثرنگاری کا آغاز کیا1981ء میں ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ ''تکلم'' شائع ہوا اس کے بعد نظموں کا مجموعہ ''مزاج'' اور قومی و ملی شاعری کا مجموعہ ''چڑھتا چاند اُبھرتا سورج'' 1987ء میں شائع ہوا۔ 1988ء میں ان کی کتاب ''نئی پرانی آوازیں'' شائع ہوئی جبکہ اُردو اور انگریزی ادب پر ان کی دو کتابیں اور پانچ اسٹیج ڈرامے زیرطبع ہیں۔ (ادارہ)

''خوشبوئے التفات'' اُردو دنیا کے معروف نعت گو جناب رشید وارثی کا دینی و مذہبی موضوعات پر مشتمل مجموعہ کلام ہے جسے بزم وارث، کراچی نے نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے۔ عام کتابوں کے مقابلے میں صوری اعتبار سے مجموعہ نہایت پُرکشش، خوبصورت اور جاذبِ نظر ہے۔ عمدہ کاغذ، بہترین کمپوزنگ، اعلیٰ ڈیزائننگ، مضبوط جلد اور حسین ٹائٹل، قارئین کرام کے دامن ذوق کو اپنی جانب کھینچتا اور انہیں مطالعہ پر مجبور کرتا ہے۔

جہاں تک مشتملات کا تعلق ہے، اس میں حمدیں بھی شامل ہیں اورنعت اور مناقب بھی۔ ان پر موضوعاتی، اسلوبیاتی اور فنی لوازمات کے حوالے سے اظہار خیال کرنے سے قبل اربابِ نقد ونظر کو رشید وارثی کے خانوادے اور اس علمی وادبی فضا کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جن میں ان کے ذہن کی نشوونما اور فنی تربیت نے کئی مراحل طے کئے۔

رشید وارثی کے والد ماجد حضرت ستار وارثی (مرحوم) کا شمار عہد حاضر کے مقبول نعت گو شاعروں میں ہوتا ہے۔ ''آیۂ رحمت، خوشبوئے دوست، حرف معتبر، معطر معطر اور عرفانِ وارث'' ان کی مذہبی و دینی شاعری کے ارفع نمونے ہیں۔ برادران میں ڈاکٹر سعید وارثی اپنے منفرد شعری لہجے کے علاوہ ملکی سطح پر سماجی فلاح اور عوامی بہبود کے حوالے سے اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔ محمد نصیر خاں وارثی اور رئیس وارثی مدتِ دراز سے اردو کی نئی بستیوں (بالخصوص امریکہ کے مرکزی شہروں) میں اپنی سخن وری اور نوانجی کی جوت جگائے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ

ایں خانہ تمام آفتاب است

رشید وارثی کا یہ شعر اپنے خانوادے کے بارے میں خود ایک مستند حوالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

خوشبو ہے رشید ایسے نسب نامہ کا عنواں
پشتوں سے جو توصیف رسالت میں بسا ہو

مشرقی تہذیب وتمدن کے رنگ میں رنگے ہوئے، مذہبی و دینی اور علمی وادبی اقدار کے حامل گھرانے میں پروان چڑھنے والی شاعری کی قدر وقیمت کا اندازہ لگانا قارئین کرام کے لیے مشکل نہیں۔ رشید وارثی نے داخلی ماحول کے ساتھ ساتھ اپنے خارجی حالات ومحرکات سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ خوشبوئے التفات کے آئینے میں جگہ جگہ ان کے اثرات کا انعکاس اور خدوخال واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

موضوع یا مضامین کے اعتبار سے مجموعہ کلام کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں بکھری ہوئی عقیدتوں کی خوشبو اور پاکیزہ احساسات و جذبات کے گلہائے رنگ برنگ اپنی اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ 'الوہیت' کا اظہار ہو یا سلام بحضور شاہِ مدینہ، قصیدۂ محبوب رب انام ہو یا منظوم شرحِ قرآن کریم، مناقب خلفائے راشدین ہوں یا مدح آلِ رسول اکرم، غرض تمام کی تمام ادبیات، محبت وعقیدت کے جذبوں میں ڈوبی ہوئی، مفاہیم ومعانی کی خوبصورت تصاویر اور حروف واصوات کے حسین پیکر رشید وارثی کی قوتِ تخلیق ہی کے مظہر ہیں بلکہ تاریخ اسلام کے عمیق مطالعہ سرکارِ دو عالم کی عظمت بالخصوص اہل بیت سے ان کی شدید محبت کے عکاس بھی ہیں۔ مختصر یہ کہ بہ لحاظ موضوع خوشبوئے التفات تنوع، ہمہ گیری، رنگا رنگی اور بوقلمونی کا حسین شاہکار ہے۔

جہاں تک زبان و بیان اور جذبہ واحساس کے اظہار کا تعلق ہے رشید وارثی کو ان پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ الفاظ کی دروبست، حسین تشبیہات واستعارات، دلکش اشارے اور علائم اچھوتی تراکیب اور دیگر فنی لوازم کے برمحل استعمال سے رشید وارثی نے اپنا انوکھا اسلوب اور اندازِ نگارش اس طرح گوندھا اور ایک لڑی میں پرویا کہ قاری پر معانی ومطالب کی گرہیں کھلتی جاتی ہیں اور اسے اشعار کے مکمل ابلاغ میں کسی نوع کی الجھن محسوس نہیں ہوتی۔

مذکورہ فنی محاسن کے علاوہ ''خوشبوئے التفات'' کے خالق کو اپنے ہم عمر اور ہم عصر شاعروں میں اس باعث بھی سبقت اور برتری حاصل ہے کہ وہ شعر کے تخلیقی عمل میں کافی محتاط رہے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت ان کی جملہ شاعری (خوشبوئے التفات) ہے۔ گویا حفظ مراتب (عبد ومعبود، آقا و بندہ، وغیرہ کا امتیاز) کے تعین اور اظہار میں رشید وارثی سے کہیں کوئی لغزش سرزد نہیں ہوتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 7 پر

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

شاعری جزویست از پیغمبری

مفسر قرآن ڈاکٹر محمد حسن رضوی پاکستان کے ایک معروف عالم، سخن طراز اور ادیب ہیں۔ انہوں نے پوسٹ گریجویشن کے بعد جامعہ الازہر سے پی ایچ ڈی کی ڈگری "شهادة العلامة معادلة دكتورا" (من علماء الازهر) حاصل کی۔ وہ قرآن کریم کا آسان اردو ترجمہ اور خلاصۃ التفاسیر کے نام سے شیعہ، سنی، صوفی تفاسیر کا خلاصہ کئی ضخیم جلدوں میں شائع کر چکے ہیں۔ قرآن کریم کی موضوعاتی ترتیب ''روح قرآن'' اور اُصول کافی کے انگریزی ترجمے کے علاوہ قرآن و حدیث اور جدید علوم کی روشنی میں لکھی ہوئی ان کی کتاب ''اثبات و معرفت خدا'' علمی حلقوں میں بہت مقبول ہے۔

وہ خوشبوئے التفات کے مصنف رشید وارثی کے ہائی اسکول ایجوکیشن کے زمانے میں استاد معاشیات رہے ہیں اور ان کے ذوق شعر گوئی کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں۔ (ادارہ)

شاعری جزویست از پیغمبری

خاص طور پر جب شاعری کے فن کو عشق حقیقی و معنوی یعنی خداوند عالم کی محبت اور خاصانِ خدا کی محبت پر صرف کیا جائے جس شاعری کا سرچشمہ خدا، رسولؐ اور آل رسولؐ کی محبت ہو، وہ شاعری عبادت بھی ہے اور جزو پیغمبری بھی ہے۔ اسی لیے جناب رسولؐ خدا نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا تھا کہ ''جب تک تم ہماری محبت میں شاعری کرتے رہو گے خدا کی تائید تمہارے شامل حال رہے گی۔'' (الحدیث)

ایمان کی حقیقت محبت کے سوا کچھ نہیں۔ اسی لیے جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

''دین محبت کے سوا کچھ نہیں'' (الحدیث)

قرآن میں بھی فرمایا:

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله

''کہیے اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، خود خدا تم سے محبت کرے گا۔'' (القرآن)

ملاحظہ فرمائیں کہ دین کی ابتداء بھی محبت ہے، انتہا بھی محبت ہے۔ خدا و رسولؐ کی محبت ہی اصل ایمان ہے۔ خداوند کریم نے فرمایا:

والذين آمنو اشد حبا لله

''جو لوگ واقعتاً ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں وہ اللہ سے شدید ترین محبت رکھتے ہیں۔'' (القرآن)

خداوند عالم کی محبت کا معیار رسولؐ کی پیروی کو قرار دیا گیا ہے اور رسولؐ کی پیروی بغیر رسولؐ سے محبت کیے ممکن نہیں۔ اس لیے جس طرح خدا کی محبت کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح رسول خداؐ کی بھی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ رسولؐ کی محبت کو کل دین اور اصل دین سمجھنا چاہیے۔ بقول ڈاکٹر اقبال

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

(خود کو مصطفیٰ تک پہنچاؤ کہ سارے کا سارا دین انہیں سے ملتا ہے۔ اگر اُن تک نہ پہنچے تو پھر جو کچھ بھی ہے سب کفر ہی کفر ہے۔)

اور جناب رسول خداؐ نے فرمایا :

''جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کو میری آل سے محبت کرنی چاہیے۔ مجھ سے محبت کرو خدا کے لیے اور میری آل سے محبت کرو میرے لیے۔'' (الحدیث)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خداوند عالم کی محبت کا معیار، جناب رسول خداؐ سے محبت کرنا ہے اور جناب رسول خداؐ سے محبت کا معیار آل مصطفیٰ علیہم السلام کی محبت ہے۔

محترم رشید وارثی کا کلام خدا، رسول ﷺ اور آل رسولؐ کی محبت میں اس قدر رچا بسا ہوا ہے کہ اندھا بھی ان کے کلام میں اس محبت کی چمک کو دیکھ سکتا ہے۔ خداوند عالم کی محبت سے بڑی کوئی عبادت نہیں بلکہ تمام عبادتوں کی اصل خداوند عالم کی محبت ہے۔ محترم رشید وارثی کی معرفت اور محبت الٰہی کو ملاحظہ فرمائیں:

بے کراں وسعتوں میں رہتا ہے
وہ خدا ہے دلوں میں رہتا ہے
سب ہی رعنائیوں میں اس کا جمال
سب ہی سچائیوں میں رہتا ہے

میر انیسؔ نے اس حقیقت کو یوں فرمایا تھا :

ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا
جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو طنز کے طور یوں فرمایا۔

کیا ہے تجھ کو مدرسے نے کور ذوق ایسا
کہ بوئے گل سے بھی تجھ کو ملا نہ گل کا سراغ

معرفت الٰہی اور عشق الٰہی کا کمال یہ ہے کہ انسان خود کو خداوند عالم سے بیحد قریب محسوس کرتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

نحن اقرب اليه من حبل الوريد

''ہم اس سے رگِ جاں سے بھی بہت زیادہ قریب ہیں۔'' اس حقیقت کا ادراک صرف عشق و معرفت ہی سے ممکن ہے جو محترم رشید وارثی کو حاصل ہے :

میرے علم کا یہ حاصل، رگ جاں سے تو قریں ہے
ہے تاں کم نگاہی، میرا وہم نارسائی

☆☆

ترا موجۂ مواہب تو ازل سے بیکراں ہے
دو جہاں میں پل رہی ہے ترے لطف پہ خدائی

معرفت الٰہی میں ایک منزل وہ آتی ہے کہ سالک اپنی عاجزی کا اظہار برملا کرتا ہے۔ یہ عاجزی ہی اس کی کمال معرفت کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

''ہم تجھے ایسا نہ پہچان سکے جو پہچاننے کا حق ہے''

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
مادر ہنوز اوّل وصف تو ماندہ ایم

وارثی صاحب نے فرمایا:

خوشبو سے عیاں، پھول کی رنگت سے عیاں
ہستی ہے تری جلوۂ قدرت سے عیاں
لاریب تو ادراک میں آ سکتا نہیں
ہے عجز مرا دیدۂ حیرت سے عیاں

جب عشق و معرفت کا یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کا لازمی منطقی نتیجہ یہ ہوتا ہے:

جس حال میں ہوں تیرا تمنائی ہوں
بس پیش نظر تیری رضا ہے یارب

☆☆

اے مرے خدا! مرے کبریا!
ہے رشید زار کی التجا
کہ تری رضا کی تلاش میں
ہو نثار تجھ پہ متاع جاں

یہ تمنا حاصل بندگی اور معراج سعادت ہے۔ اس سے بڑی کوئی تمنا نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ تمنا صرف وہی اپنے دل کی گہرائیوں میں پیدا کر سکتا ہے جو ذکر و فکر و حب الٰہی تک رسائی رکھتا ہو کیونکہ یہ تمنا حاصل محبت و معرفت ہے۔ رشید وارثی نے ذکر و شکر کی حقیقت کو کتنے واضح الفاظ میں پیش فرمایا ہے:

نعمت رساں کی یاد سے غافل ہو جس کا دل
حرفِ سکوں نصیب میں اس کے لکھا نہیں

توحید خالص کو حرف تمنا کی شکل دے کر کس قدر خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا ہے:

شوق تیرا جو رگ و پے میں سمایا ہوتا
میرے اللہ مرا دل نہ پرایا ہوتا
کاش میں ترک تمنا کی تمنا کرتا
بے نیازی کا تری لطف اُٹھایا ہوتا

توحید خالص کا حاصل توکل علی اللہ ہوتا ہے:

اس کی رحمت کے بھروسے پہ کبھی تم نے رشید
تیز آندھی میں کوئی دیپ جلایا ہوتا

یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ توحید خالص وسیلے سے بے نیاز ہوتی ہے۔ توحید کا عقیدہ وسیلے کی نفی نہیں بلکہ اثبات کرتا ہے اس لیے خود خدا نے اپنی محبت کا معیار رسول خدا کی پیروی کو قرار دیا ہے۔ خود خداوند عالم نے

> خداوند عالم کی محبت کا معیار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کو قرار دیا گیا ہے اور رسولؐ کی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کیے بغیر ممکن نہیں۔

اپنے دین اور کلام کو رسول خداؐ کے وسیلے ہی سے ہم تک پہنچایا ہے۔ اگر خداوند عالم وسیلے کو پسند نہ فرماتا تو ہم سے براہِ راست خطاب فرماتا۔ اپنے رسولﷺ کو ہم تک پہنچنے کا وسیلہ نہ بناتا۔ جب وہ قادر مطلق ہم تک اپنے پیغام کو پہنچانے کے لیے اپنے رسولﷺ کو وسیلہ بناتا ہے، تو ہم لاچار خدا تک بغیر رسولﷺ کے وسیلے کے کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ اس حقیقت کو ڈاکٹر اقبال نے یوں فرمایا:

جہاں سے پلتی تھی اقبالؔ روح قنبر کی
ہمیں بھی ملتی ہے روزی اسی خزینے سے
ہمیشہ وردِ زباں ہے علیؑ کا نام اقبالؔ
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے

محترم رشید وارثی صاحب نے اس حقیقت کو یوں فرمایا:

اللہ مرا مالک و مولیٰ تو ہے
تمثیل سے بالا ہے کہ یکتا تو ہے
دربارِ مدینہ سے مجھے ملتا ہے
وہ رزق جو تقدیر سے دیتا تو ہے

پھر یہی محبت رسولﷺ، آل رسولؐ کی محبت میں دکھائی دیتی ہے:

جو تعلق روح کا ہے ہستیٔ انسان سے
حب مولیٰؑ کا وہ رشتہ ہے مرے ایمان سے

پھر اس کی وجہ بھی بتلائی ہے:

حق علیؑ کے ساتھ ہے، قرآں علیؑ کے ساتھ ہے
دو جہاں میں سرورِ ذی شاں علیؑ کے ساتھ ہے
حوض پر ہر صاحب ایماں علیؑ کے ساتھ ہے
اور لوائے حمد کی برہاں علیؑ کے ساتھ ہے
دو جہاں میں نصرت باری علیؑ کے ساتھ ہے
نبض دوراں پر علیؑ شیر خدا کا ہاتھ ہے

☆☆

قولِ احمدؐ ہے، علیؑ کا خون میرا خون ہے
ہیں اگر موسیٰؑ نبی، تو مرتضیٰؑ ہارونؑ ہے
(از بخاری شریف)

اس شعر میں آل مصطفیٰ کی محبت کی شدت کو محسوس فرمائیں۔

میں، مرے ماں باپ قرباں آپؐ کی ناموس پر
ہے یہی قربِ خدا کا راستہ یا سیدہؑ

مصطفیٰﷺ اور آلِ مصطفیٰؐ کا تعلق ملاحظہ فرمائیں:

جمالِ اسمِ محمدؐ کا آئینہ ہے حسینؑ
شکستہ کشتیٔ اُمت کا ناخدا ہے حسینؑ

ایک ہندو شاعر نے کیا خوب دو شعر کہے۔

ڈوب کر پار اُتر گیا اسلام
آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے؟
تم مل ملا کے بابری مسجد بچا سکے؟
تنہا حسینؑ دین نبیؐ کو بچا گیا

امام حسین علیہ السلام کی معرفت کا اندازہ ان دو اشعار سے فرمائیں:

حسینؑ خواب براہیمؑ کی حسیں تعبیر
حسینؑ آیۂ ذبح عظیم کی تفسیر
حسینؑ دست مشیت کا شاہکار ہے تو
حسینؑ گلشن توحید کی بہار ہے تو

حب آل نبیؐ کی شدت یہ ہے کہ یہ حسینؑ ابن علیؑ سے علیؑ ابن الحسینؑ تک پہنچتی ہے:

ہے مثال کعبۂ و قرآں زیارت آپ کی
اُلفت محبوب داور ہے محبت آپ کی

Scanned with CamScanner

آپ کی اُلفت سے روشن ہے ضمیر کائنات
آپ کی تشنہ لبی سے پانی پانی ہے فرات
صبر ایوبی کو بخشی آپ نے تازہ مثال
آپ کی ہستی پہ نازاں ہے خدائے ذوالجلال

جناب رسول خداﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت ایک پکارنے والا پکارے گا کہ وہ کھڑا ہو جائے جو زین العابدین ہے۔ (یعنی تمام عالم میں عبادت کرنے والوں کے لیے باعث فخر ہے) اس وقت انبیاء کرام علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اولیاء، شہدا، صالحین، صدیقین موجود ہوں گے مگر اوّلین و آخرین میں کسی کی مجال نہ ہوگی کہ کھڑا ہو سکے۔ اس وقت صرف میرے فرزند علی ابن الحسینؑ کھڑے ہو جائیں گے اور سارے ملائکہ پکاریں گے ”بے شک آپ ہی تمام عبادت کرنے والوں کے لیے باعث فخر و زینت ہیں“ (صواعق محرقہ ابن حجر مکی)

حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ جو فرزندانِ رسول ہیں اور علم حقیقی کا سرچشمہ ہیں، ان کی محبت و معرفت ملاحظہ فرمائیں:

اُنہیں کے نور ولایت سے کوفہ و بغداد
فقہ و علم و شرف کے ہیں تابدار نگیں
یہ ان کی موج کرم ہے ہزاروں اہل کرم
ضیائے شمع رسالت کے آج بھی ہیں امیں

پھر اس حب آل محمدؐ کی یہ معراج بھی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ محبت آل رسولؐ ساتویں امام، امام موسیٰ کاظمؑ تک پہنچتی ہے اور پھر امام علی ابن موسیٰ رضاؑ تک جو اہل بیت رسولؐ کے آٹھویں امام ہیں۔

حسینؑ ابن علیؑ کے صبر و استقلال کے وارث
وقار و حلم کے مظہر امام موسیٰ کاظمؑ ہیں

☆☆

قرب حق کی دلیل کامل ہے
آپ کی اقتدا امام رضاؑ
مری تسکین جاں کا ہے باعث
آپ کا تذکرہ امام رضا

پھر اس محبت کا سفر اور آگے بڑھتا ہے اور امام محمد تقیؑ اور امام علی نقیؑ کو اس طرح خراج محبت پیش فرماتے ہیں جو ائمہ اہل بیت کے نویں اور دسویں امام ہیں۔

؎ وا ماندگانِ شوق کو راحت اُنہیں سے ہے
ان کا وجود حاصل فصل بہار ہے
جو دل ہے ان کی یاد کا مسکن بنا ہوا
اس پر نزولِ رحمت پروردگار ہے

؎ ہیں ترے فیضان سے روشن زہد و عرفاں کے چراغ
جو ہیں چرخ علم و دانش پر مثال کہکشاں
اے امام عاشر اہل صفا و اولیاء
بوسہ گاہِ انس و جاں ہے تیرا سنگ آستاں

آخر میں دعا ہے کہ خداوند عالم بطفیل محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب رشید وارثی کی اس محبت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کو محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ محشور فرمائے۔ اجر کم علی اللہ

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

بقیہ :

خوشبوئے التفات پر ایک نظر

مناقب نویسی کا فن بڑی نزاکتوں اور احتیاطوں کا متقاضی ہے۔ شدت جذبات اور جوش عقیدت بعض اوقات قلمکار کو حدودِ شریعت سے متجاوز کر دیتا ہے لیکن جن نعت گو شعراء کو اظہار و ابلاغ پر مکمل دسترس حاصل ہے ان کی تخلیقات میں پاس ادب اور مرتبے کا لحاظ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ رشید وارثی نعت گو شاعروں کے اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں نازک سے نازک خیال اور نفیس و پاکیزہ جذبے کے اظہار کا ہنر آتا ہے۔ والہانہ عقیدت اور شدید جذباتیت کے باوصف رشید وارثی نے ہر موقع پر خود کو سنبھالے رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ کہیں بھی لغزشوں کے مرتکب نہیں ہو پاتے۔ اس اعتبار سے زیر بحث ان کی شعری دستاویز فنی عیوب و شعری اسقام سے مبرا اور پاک ہے۔

> رشید وارثی نے داخلی ماحول کے ساتھ ساتھ اپنے خارجی حالات و محرکات سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ خوشبوئے التفات کے آئینے میں ان کے اثرات کا انعکاس اور خدوخال واضح طور پر نظر آتے ہیں۔

اس موقع پر رشید وارثی کے ایک شعری وصف کا ذکر نہ کرنا بڑی زیادتی کے مترادف ہوگا یعنی سراپا نگاری کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو مرکز فکر بنانا جس کے سبب رشید وارثی کا ہر شعر مقصدیت و افادیت سے پُر ہے۔ گویا ان کی شاعری مسلم امہ کے دینی و مذہبی جذبات و احساسات کی ترجمان ہی نہیں بلکہ اس میں عہد نو کے تقاضوں کی روشنی میں مسلمانوں کو نئی راہیں تراشنے اور نئی منازل تک رسائی حاصل کرنے کا پیغام بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ فی زمانہ مسلمانوں کی زبوں حالی اور ان کو حصارِ تنزل سے باہر نکالنے کی یہی صورت ہے کہ ہمارے نعت گو شعراء بھی دیگر سخن وروں کی مانند مذکورہ بالا اصناف شاعری کے پلیٹ فارم کو قومی اور ملی اتحاد، باہمی اتفاق و محبت اور یک جہتی کے لیے استعمال کریں۔

اُمید قوی ہے کہ ”خوشبوئے التفات“ اپنی گوناگوں خوبیوں اور منفرد محاسن کے باعث علمی، ادبی اداروں نیز دینی و مذہبی حلقوں میں عام مقبولیت اور پذیرائی حاصل کرے گی۔ رشید وارثی کے فنی و شعری ارتقاء اور دنیائے ادب میں ان کی کامرانی و کامیابی پر میں دل کی گہرائیوں سے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

❁❁❁❁

Scanned with CamScanner

سیّد رفیق عزیزی

عشق بیتی

سیّد محمد رفیق عزیزی صاحب 7 مئی 1914ء کو ہندوستان کی ریاست جے پور کے قصبہ ہندون سٹی میں پیدا ہوئے۔ 1939ء میں علی گڑھ کالج سے بی اے آنرز (فلاسفی) کیا۔ 1940ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے ہندی زبان کا ہائی پروفیشنسی امتحان پاس کیا۔ پاکستان آنے کے بعد 1947ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ایک طویل عرصہ تک ماہنامہ ''نقاد'' کراچی کے آڈیٹر رہے۔ آپ پاکستان کے ایک سینئر صحافی اور ادیب ہونے کے ساتھ ایک معروف شاعر اور تنقید نگار بھی ہیں۔ فلسفۂ وحدت الوجود اور وحدت الشھود پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی شاعری اور نثر نگاری میں اس کے گہرے نقوش نمایاں نظر آتے ہیں۔ (ادارہ)

☆ نعت کسے کہتے ہیں؟

☆ نعت کیوں کہی جائے؟

☆ نعت گوئی کی کیا کوئی شرائط ہیں؟

☆ نعت عرض کرنے سے فائدہ کیا ہے؟

☆ نعت کی دینی حیثیت کیا ہے؟

ان سوالات کے جواب میں بڑی مفصل تحریریں شائع ہو چکی ہیں۔ سارے جوابات بہت مدلل دیے جا چکے ہیں۔

لیکن ...... جو بات اب تک نہیں کہی گئی ، وہ یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی یہ فرمایا ہے کہ:

☆ میں اور میرے فرشتے نماز پڑھتے ہیں اس لیے اے ایمان لائے ہوئے لوگو! تم بھی نماز پڑھا کرو!

☆ میں اور میرے فرشتے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اس لیے اے ایمان لائے ہوئے لوگو! تم بھی زکوٰۃ دیتے رہو۔

☆ میں اور میرے فرشتے روزے رکھتے ہیں، اس لیے اے ایمان لائے ہوئے لوگو! تم بھی روزے رکھا کرو!

☆ میں اور میرے فرشتے حج کرتے ہیں، اس لیے اے ایمان لائے ہوئے لوگو! تم بھی حج کیا کرو۔

☆ میں اور میرے فرشتے جہاد کرتے ہیں، اس لیے اے ایمان لائے ہوئے لوگو! تم بھی جہاد کیا کرو۔

البتہ یہ حکم، تاکید کے ساتھ صادر فرمایا گیا:

''میں (اللہ تعالیٰ) اور میرے فرشتے، نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں (پس) اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو، تم (بھی) اُن (ﷺ) پر درود اور سلام بھیجو۔''

اب اس حکم صریح پر کسی بھی قسم کے غور وفکر کی گنجائش نہیں ہے بلکہ یہ ایسا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جس میں حکم عدولی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس حکم کو، اس حکم کے عین مطابق، غیر مشروط ادا کرتے رہنا فرض ہے۔ اس کیلئے کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ نہ وقت معین ہے۔ جبکہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد، سب کے اوقات، شرائط، تعداد یا مقدار مقرر کیے جانے کے صریح احکام جاری فرما دیئے گئے ہیں۔

اب تک کسی سوال اور غور وفکر کی گنجائشیں تو تھیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جو کام کر رہے ہیں وہی کام کیے جاؤ کے قطعی حکم کے بعد کسی سوال، کسی سوچ، کسی شرط، کسی حیلے، کسی مجبوری یا معذوری کی ہر گنجائش ختم فرما دی گئی ہے۔

اب غور طلب مسئلہ، سامنے یہ آتا ہے کہ عبادات میں افضل ترین عبادت کونسی ہے اور کیا اس عبادت میں شرائط کی گنجائش ہے؟ اور کیا اس میں قضا کی بھی گنجائش ہے؟

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

یہ ہے وہ حکم صریح جو صادر ہو چکا ہے۔ پس ''حمد'' اور ''نعت'' کے مابین فرق نہیں رہا اور دلیل اس کی واضح حقیقت کی صورت میں موجود ہے۔ یعنی تمام تر خوبیاں (''تعریف'' نہیں) جس کی ہیں، جس کے لیے ہیں، اس کا اسم موصوف، ظاہر و باہر ہے۔

الحمد میں کنایۂ موصوف کون ہے
جانِ رفیق جانِ جہاں تُو ہی تُو، تو ہے
(رفیق عزیزی)

پس، نعت گوئی اپنی جگہ ایک افضل و برتر حقیقی عبادت ہے۔

نور من نور اللہ اور لا موجود الا اللہ کے پس منظر کو دیکھئے تو ھوالاول کامل حمد ہے تو ھوالآخر کامل نعت ہے۔ ھوالظاھر کامل نعت ہے تو ھوالباطن کامل حمد ہے۔ ہر چند کہ حقیقت محمدیہ کو جانے اور سمجھے بغیر، سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مظہرِ اَتم ہونے کا عرفان ممتنع ہے جس طرح ''ذات'' پر غور وفکر کے ضمن میں حکم امتناعی بارگاہِ حق تعالیٰ سے صادر ہو چکا ہے۔

اس نکتے کو رشید وارثی صاحب نے خوب جانا اور سمجھا ہے اسی وجہ سے اُن کی حمد ونعت میں قرآنی فکر پائی جاتی ہے۔ الحمدللہ کہ اُن کی نعتیں وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کا ایک شیش محل بن گئی ہیں۔ علم دین سے ان کی واقفیت اور عشق محمدی سے آراستگی نے گزشتہ پچاس ساٹھ سال میں شائع ہونے والے نعتیہ حمدیہ مجموعوں سے بلند و بالا ''خوشبوئے التفات'' اُمت محمدیہ تک پہنچانے کا ایک خوبرو، خوش رنگ اہتمام کیا ہے۔

نماز میں جو دُرودِ ابراہیمی پڑھی جاتی ہیں اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ

صلوٰۃ علیہ کی آل اور آل ابراہیم پر بھی دُرودیں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ دونوں درودیں پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

رشید وارثی صاحب کے سامنے یہ حقیقت واضح ہے چنانچہ انہوں نے حمد، نعت کے ساتھ دربارِ رسالت کے چاروں ستونوں کے لیے منقبتیں بھی کہی ہیں۔ لیکن عشق محمدی میں استغراق کے باوصف اس حق کو فراموش نہیں کیا ہے کہ محبوب رب العالمین کی ثنا کرتے وقت آپ ﷺ کی آل پاک کو بھول گئے ہوں۔

(آل) پنج تن پاک سے شاعر محترم کے روحانی رابطے کا عالم یہ ہے کہ ''پنجتن'' کی یادداشت کو اوجھل نہیں ہونے دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اس مقدس مجموعے میں جو ابواب قائم کئے گئے ہیں، اُن کی تعداد بھی پانچ ہی رکھی گئی ہے، یعنی

۱۔ باب الوہیت ۲۔ باب رسالت

۳۔ باب خلافت ۴۔ باب ولایت

۵۔ باب تسلیم ومناجات

اور سب سے بڑا حیران کن تخلیقی کارنامہ'ادبیات' انہوں نے ایسا انجام دیا ہے کہ اسے توفیقِ الٰہی کے علاوہ اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ اسی لیے مجھے یقین ہے کہ اہل علم و ادب اور فن شعر سے آگاہ حضرات ورطۂ حیرت میں پڑ جائیں گے جب وہ ''خوشبوئے التفات'' کے صفحہ ۹۱ پر تیرہ بند کے ایک مسدس میں جس کا عنوان

میلادِ مصطفےٰ کے پانچ حرف کی فضیلت
۵ ۵ ۵ ۵

ہے اسی طور پر تیرہ کے تیرہ بند اسی صنعت کے مرقع ہیں

ہیں مصطفےٰ میں اور رسالت میں پانچ حرف
۵ ۵

اور مرتضےٰ میں پانچ نیابت میں پانچ حرف
۵ ۵

ہیں فاطمہ میں اور طہارت میں پانچ حرف
۵ ۵

حسنینؑ میں ہیں پانچ سیادت میں پانچ حرف
۵ ۵

یہ پانچ نام کیسے جمیع الصفات ہیں
۵+۵

عز و شرف میں حاصلِ کل کائنات ہیں

سب سے پہلا بند ہی حروف و الفاظ کی تلاش و ترتیب میں برمحل استعمال کا انوکھا کام ہے۔ دیکھئے:

کس ناز آفریں کا جہاں میں ورود ہے
۵ ۵ ۱۵

عرش بریں سے بارش عطر درود ہے

دنیا میں عام رحمت رب ودود ہے
۵+۵ ۵+۵

ہر چیز کائنات کی محو سجود ہے
۵

آمد ہے آج سرورِ خیرالانامؐ کی
۵

خوشبو مہک رہی ہے درود و سلام کی
۵

قارئین ہر بند کو حیران کن اور قابل رشک پائیں گے۔ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ آخری بند تک طرح طرح سے پانچ حروف کی یکجائی ۵ سے پنجتن کی طرف اہل اسلام کی توجہ مرکوز رکھنے کی سعی بلیغ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

بزم رسول پاک الٰہی بجی رہے
۵ + ۵ ۵ + ۵

ہر دل میں مصطفےٰ کی محبت بسی رہے
۵

صل علیٰ کی دھوم جہاں میں مچی رہے
۵

نعت نبی سے یوں ہی فضا گونجتی رہے
۵+ ۵+ ۵+ ۵+ ۵

گھر گھر نبیؐ کا جشن ولادت ہو تا ابد
۵ ۵

اُنؐ کے ہر اُمتی کی غلامی ہو مستند
۵ ۵

اُردو زبان کے نعتیہ مجموعوں کی تعداد ہزارہا پر مشتمل ہے۔ نعت گو شعراء میں اہل اسلام کی تخصیص نہیں ہے بلکہ غیر مسلم اقوام، علی الخصوص، سکھ اور ہندو نعت گو حضرات کی بیش بہا صدہا نعتیں موجود ہیں اور کہی جا رہی ہیں۔ سید نور احمد میرٹھی (دہلوی) نے تو غیر مسلم نعت گو شعراء کا ایک انمول مجموعہ بھی شائع کر دیا ہے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض ہندو اور سکھ نعت گو شعراء نے مسلمان نعت گو شعراء کے مقابل نہایت معیاری نعتیں کہی اور شائع کرائی ہیں۔

رشید وارثی صاحب کا یہ مجموعہ حمد، نعت و مناقب و مناجات بہت سی جہات سے منفرد و ممتاز ہے کہ انہوں نے اسے پانچ ابواب پر تقسیم کرنے کے ساتھ ہر باب پر ایک صفحے کا علمی، تحقیقی تعارفی نوٹ بھی تحریر کیا ہے، جو طلبائے علم کے لیے حوالہ جاتی کام دے گا۔

مکتوب گرامی

ڈاکٹر منظور احمد (کراچی)

محترم جناب رشید وارثی صاحب

السلام علیکم!

آپ کی کتاب ''خوشبوئے التفات'' مجھے چند دن پہلے مل گئی تھی۔ شکریے کے اس خط کو لکھنے میں تاخیر ہوگئی، معذرت خواہ ہوں۔

میں نے آپ کے نعتیہ مجموعے کو بڑے شوق سے پڑھا یقیناً اس صنف سخن میں یہ ایک نمایاں اضافہ ہے اور خاص طور پر وہ تاریخی تناظر جس کے تحت مختلف نعتیں کہی گئی ہیں، مختلف شخصیات کی تفہیم کا باعث ہوتا ہے۔ آپ کی کتاب پر ڈاکٹر فرمان فتح پوری جیسے معتبر نقاد رائے دے چکے ہیں اور اگر اس کلام کو پڑھ کر وہ حیرت زدہ ہو سکتے ہیں تو پھر مجھ جیسے آدمی کا شمار ہی کیا۔ میں آپ کو صرف مبارکباد ہی دے سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کیلئے دنیا اور آخرت میں باعث حسنات ہو۔

راجہ رشید محمود صاحب نے اپنے ماہنامہ ''نعت'' لاہور میں حیات سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تاریخی تحقیق جس قدر علمی خدمات کی ہیں، انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ رشید وارثی صاحب کے اس

مجموعے کے مطالعے کے بعد، وہ محسوس کریں گے کہ انہیں جس قسم کی نعتیہ خدمات کی ضرورت محسوس ہو رہی ہوگی اور انہیں جس قبیل کے کام کی کمی محسوس ہوتی ہوگی، وہ کمی آج ''خوشبوئے التفات'' سے پوری ہوگئی۔

رشید وارثی صاحب نے دیگر بہت سے نعتیہ مجموعوں کے مقابل جو خلاقی کام کیا ہے، وہ اُن کے قائم کردہ پانچ ابواب پر تعارفی پانچ صفحات سے مسلم ہو گیا۔ ہر باب کے صفحہ اوّل پر عنوانِ باب کے ساتھ انہوں نے برمحل ایک ایک شعر بھی کہا ہے جیسے کہ پہلے باب ''باب الوہیت'' کے عنوان کے نیچے یہ شعر ہے:

تیرا جمالِ دل نشیں ہر سو ہے کائنات میں
ڈوبے ہوئے ہیں دو جہاں خوشبوئے التفات میں

''باب رسالت'' پر شعر جو ہے ان کی پہلی نعت کا مطلع بھی ہے:

ویرانۂ حیات میں غنچے کھلا گئے حضورؐ
خوشبوئے التفات سے گھر کو بسا گئے حضورؐ

''باب خلافت'' پر یہ شعر درج ہے:

پاتی ہے فیضِ قرب سے مٹی بھی بوئے گل
یوں اُنؐ کے دوستوں میں ہے خوشبوئے التفات

''باب ولایت'' چوتھا باب ہے جس پر یہ شعر لکھا گیا ہے:

اے نائب رسولؐ و مولائے کائنات
ہستی ہے تیری نافۂ خوشبوئے التفات

پانچواں باب ''بابِ تسلیم ومناجات'' ہے جس پر یہ شعر لکھا ہے:

یارب مدام ان پہ دُرود و سلام ہوں
رقصاں ہے جن کی یاد میں خوشبوئے التفات

☆☆☆

تضمین بھی رشید وارثی صاحب کرتے ہیں۔ انہوں نے قدسی، جامی، اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی، علامہ اقبال کے کلام کو تضمین کیا ہے۔ اس میں سب سے مشکل کام سلام رضا (مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام) کو تضمین کرنا تھا۔ اس تضمین میں ۳۷ بند ہیں لیکن تضمین ۲۵ اشعار کیے گئے ہیں۔ دو اشعار ایسے ہیں جنہیں دو دو مرتبہ تضمین کیا ہے، ایک شعر کو تین مرتبہ تضمین کیا گیا ہے۔ اس تضمین کے بعد اسی بحر اور انہیں قوافی و ردیف میں ۲۳ شعروں کا ایک سلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں کہا ہے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے سلام کے جستہ جستہ اشعار کو دیگر بہت سے شعراء نے مخمس کی صورت میں تضمین کیا ہے۔ اس سلام رضا میں ایک سو اکہتر (۱۷۱) اشعار ہیں۔ اس پورے سلام کو پروفیسر حافظ قاری ریاض احمد ریاض بدایونی نے مکمل تضمین کیا ہے جو بڑا علمی، ادبی اور تحقیقی کام کہا جاسکتا ہے۔

رشید وارثی صاحب نے اپنی قدرت سخن آرائی کا مظاہرہ جن صنائع بدائع کے ذریعے کیا ہے، ان میں دو خصوصی کام وہ ہیں جو انہوں نے صفحہ ۵۸ پر ایک ایسی نعت کہی ہے جس کے بارہ اشعار میں حرف ''الف'' کہیں نہیں آنے دیا ہے۔ دوسرا کام اُن کی وہ بارہ اشعار کی نعت ہے جو غیر منقوط ہے۔ یعنی ہر شعر ایسا ہے جس میں نقطے والا کوئی حرف استعمال نہیں کیا ہے۔ ان دونوں نعتوں میں ۱۲۔۱۲ شعر شاید انہوں نے اپنے عقیدے کے مطابق بارہ اماموں کی طرف اشارۂ پنہاں رکھا ہے۔ انہوں نے حمدیہ اور نعتیہ سانیٹ بھی کہے ہیں۔ نظم معریٰ میں بھی نعتیں کہی ہیں۔ رباعیات و قطعات بھی پیش کیے ہیں۔ مسمط، مسدس، مخمس، مثلث میں بھی کامیاب فکر کی ہے۔ ترکیب بند، ترجیع بند، مستزاد، قصیدۂ خطابیہ پر خوب خوب طبع آزمائی کی ہے۔

> نعت گوشعراء میں اہل اسلام کی تخصیص نہیں ہے بلکہ غیر مسلم اقوام، علی الخصوص، سکھ اور ہندو نعت گو حضرات کی بیش بہا، صدہا نعتیں موجود ہیں اور کہی جارہی ہیں۔

حضرت حافظ سید یوسف علی خان جے پوری المعروف عزیز الملک سلیمانی علیہ الرحمۃ کے مجموعۂ نعت ''نغمہ عندلیب'' کی تقریب اجراء جو آرٹس کونسل کراچی میں ہوئی تھی، دوران تقریر میں نے عرض کیا تھا کہ نعت کسی نے بھی کہی ہو، کیسی بھی کہی ہو، قابل احترام ہے لیکن نعت گو حضرات کو کچھ نہ کچھ عربی اور فارسی کے علاوہ اردو پر بھی دسترس ہونا ضروری ہے تاکہ کتب حوالہ سے نعت گو مستفید ہو سکے۔ ویسے نعت شریف بڑی وہی ہوسکتی ہے جو دربارِ رسول (صلوا علیہ وآلہ) میں مقبول ہو جائے۔

رشید وارثی صاحب کے اس حمدیہ، نعتیہ، منقبتیہ مجموعۂ سخن میں ان کے علم دین سے آگاہی، لغات پر دسترس اور تخلیقی فکر وفہم کے علاوہ ان کے عشق اور اخلاص کو کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اچھا کہا ہے اور بفضل الٰہی ان کی جو شرح صدر ہوئی ہے قابل شکر ہے۔

اُن کے اشعار پر گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ اس قسم کے کلام کی حقیقی داد وہی ہوگی جو دربارِ گہربار آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں میسر آسکے۔ باعث مسرت بہت بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے حمد میں نعت بھی پیش کی ہیں۔

پہلی ہی حمد کا چوتھا شعر ملاحظہ فرمائیں:

خلق عظیم مصطفےٰؐ پرتوِ خلق ذات ہے
حسن ترا ہے بے نقاب آئینۂ صفات میں

☆ دوسری حمد کا تیسرا شعر:

یہ راز ہویدا ہم پہ ہوا محبوب خدا کی سیرت سے
قاری ہے حقیقت میں قرآں سبحان اللہ سبحان اللہ

☆ تیسری حمد کا پانچواں شعر نعتیہ اور ساتواں پنجتنی ہے:

جو حبیب خدا کے عاشق ہیں
وہ اُنہی عاشقوں میں رہتا ہے

☆ ساتواں شعر

پنجتنؑ سے عیاں ہے اس کا جمال
وہ انہی آئینوں میں رہتا ہے

☆ چوتھی حمد کا مقطع منقبتی ہے

اے کریم یوں عطا کر مجھے قربِ آل اطہرؑ
ہو رشیدؔ نعت گستر سرِ بزم مصطفائیؐ

Scanned with CamScanner

☆ ساتویں حمد میں نعت: (مستزاد)

چشمانِ مصطفیٰؐ سے بینائی کا بھرم ہے، انساں پہ یہ کرم ہے
خلقت میں اپنا شاہد تو نے اُسے بنایا، اے واہب عطایا

☆ آٹھویں حمد کا تیسرا نعتیہ شعر:

جز اس کے جس کے سر پہ ہو محبوبیت کا تاج
اُس خلوتِ جمال میں کوئی رسا نہیں

☆ دسویں حمد کا نعتیہ مطلع:

مظہر ذات رہا سید ابرارؐ میں تو
جلوۂ شان میں تو اسوۂ کردار میں تو

☆ اسی حمد میں منقبتیہ شعر دوسرا ہے:

عزم شبیرؓ میں تو ضربت کرار میں تو
فقر سلمانؓ میں تو، مستیٔ عطارؒ میں تو

☆ اسی حمد کا پانچواں منقبتیہ اور نعتیہ شعر:

ماہِ کنعاںؑ کی صباحت میں کبھی تیری جھلک
لمعہ افروز کبھی معتکف غارؐ میں تو

☆ میں سہواً چوتھا شعر نقل کرنا بھول گیا جو خالص نعت ہے:

حمد کرتی ہے تری دونوں جہاں کی مخلوق
خود ہے مصروف مگر مدحت سرکارؐ میں تو

☆ ایک حمدیہ رباعی میں بھی نعت موجود ہے:

اللہ مرا مالک و مولا تو ہے
تمثیل سے بالا ہے کہ یکتا تو ہے
دربارِ مدینہ سے مجھے ملتا ہے
وہ رزق جو تقدیر سے دیتا تو ہے

علم کے متعلق میرا موقف ہمیشہ یہ رہا ہے کہ حمد، نعت، منقبت کہنے کے لیے عربی، فارسی، اردو، ہندی (وغیرہم) میں کچھ نہ کچھ شدبد ہونا ضروری ہے اور یہ بات صرف دینی شاعری تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہر شاعر پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ شعر گوئی بہت آسان ہے لیکن ''ہنوز دلی دور است'' کا مرحلہ درپیش ہے۔ علم کے بغیر (مع عروض دانی) شعر گوئی ایک ذاتی شوق و مشغلہ تو مانا جا سکتا ہے، لیکن اچھی معیاری شاعری کرنا، علم کے باقاعدہ حصول کے بغیر محال رہا ہے، محال ہے، محال رہے گا۔ بطور نمونہ وثبوت رشید وارثی صاحب کے چند اشعار اپنے موقف کی دلیل قطعی کے طور پر پیش ہیں:

صفحہ نمبر ۵۱

دیدۂ قاصد اسریٰ پہ صحیفہ اُترے
قاب توسین ہے کیا قرب کی منزل کیا ہے

صفحہ نمبر ۶۰

قلب اطہر کی ہے تمثیل فقط عرش خدا
اسی وسعت میں غریبوں کو وہ گھر دیتا ہے

صفحہ نمبر ۶۱

وہ قسیم وہب اللہ بھی وہی خستہ جاں کی پناہ بھی
وہ سراپا رحمت ذوالمنن وہی صبح نو کا پیام ہے

اسی طور پر مسدس، صفحہ ۶۲ تا صفحہ ۶۵

اسی طور پر تضمینِ اقبال، صفحہ ۸۶ تا صفحہ ۸۸

اسی طور حمد میں

حمد کا تیری بیاں ہے استغیث یا غیاث

صفحہ نمبر ۳۵ تا ۳۶

بالکل اسی طور پر تضمین اقبال (صفحہ ۸۶) جسے درسی علم حاصل کیے ہوئے افراد کے علاوہ سماعی علم رکھنے والے لوگ صحیح پڑھ کر سنا بھی نہیں سکتے، چہ جائیکہ شعر سمجھنا!

رشید وارثی صاحب کے لئے تعجب ہے کہ وہ ''وحدۃ الشہود'' کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہوئے بھی اس قسم کی بات کر سکتے ہیں:

صفحہ نمبر ۵۱

آپ کی ذات میں اے پیکر آئینہ صفات
کس کے جلوے نظر آتے ہیں، مقابل کیا ہے

صفحہ نمبر ۷۸

طاعت جو رشیدؔ ان کی، اطاعت ہے خدا کی
توصیف نبیؐ شامل توصیف خدا ہے

اس شعر میں ''شامل'' میں اثنینیت موجود ہے۔ کاش لفظ ''شامل'' کی جگہ ''اصل'' میں کہا ہوتا۔

حضرت شاہ صوفی سید عبدالرحمٰن موحد لکھنوی قدس سرہٗ نے کلمۃ الحق میں لکھا ہے کہ کلمہ توحید دراصل اس طرح ہے:

لا الہ الا اللہ لا موجود الا اللہ محمد رسول اللہ
(یعنی)

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ
خود برسرآں کوزہ خریدار برآمد

مکتوب گرامی

ڈاکٹر جمیل جالبی (کراچی)

محترمی رشید وارثی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

''خوشبوئے التفات'' کا ایک نسخہ ڈاک سے ملا جس کے لیے تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

آپ جس دل جمعی اور دھیان سے حمد، نعت، منقبت کی صنف سخن کو آباد کرنے میں دن رات لگے ہوئے ہیں اس کے لیے آپ ہمہ وجوہ تحسین وتعریف کے مستحق ہیں۔ آپ کے شعر دل پر اثر کرتے ہیں۔ خدا آپ کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

مکتوب گرامی

جناب عبدالعزیز خالد (لاہور)

مکرم ومحترم! السلام علیکم

آپ کا معطر ومنور تحفہ ملا۔

آپ تو بڑے پہنچے ہوئے بزرگ لگتے ہیں۔

کتاب کیا ہے...... حمد وثنا اور مدحت ومنقبت کا پُر بہار رنگا رنگ چمنستان ہے۔

آپ نے علم اور جذبے کو جس قادرالکلامی سے یکجان کردیا ہے اس کے لیے سالہا سال کا ریاض درکار ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے آپ نے انتہائے جذب وشوق سے کیا ہے۔ پُرخلوص و پُرجوش تہنیت قبول کریں۔ خدا کرے کہ یہ عقیدت کے نذرانے مقبول بارگاہ ہوں۔

یہ بات ایک عارف حقیقت محمدیہ بشکست و رواں شد نے کہی ہے جس میں کلام کی گنجائش اہل اللہ کے نزدیک نہیں ہے۔ خود رشید وارثی صاحب بھی جبکہ غبارِ غیریت سے باہر نظر آتے ہیں اور اپنے آپ کو باخبر کر رہے ہیں۔ جیسے کہ:

فرصت ہی مل سکے نہ درود و سلام سے
ہر دم زباں پہ مدحت شاہ اُممؐ رہے

Scanned with CamScanner

یہی وہ مقام ہے جہاں وہم تعددِ وجود، بار نہیں پاتا۔

رشید وارثی صاحب کو شریعت ظاہرہ پر شاید غلبہ حاصل نہیں رہ سکا جو تعدد وجود کے ریلے میں بہہ گئے ہیں اور صفحہ نمبر ۵۲ پر یوں متعارف ہو رہے ہیں:

سلطانِ دوسرا ہیں ''بعد خدا'' محمدؐ

کسی بات کو سمجھانے کے لیے یا اس کی پہچان کرانے کے لیے ایک مقابل کی ضرورت ہوتی ہے جیسے دن کو ''دن'' بتانے اور ثابت کرنے کے لیے ''رات'' کا ذکر، سفید کو تمیز کرانے کے لیے ''سیاہ'' بتانا یا دکھانا، ''بلندی'' کو سمجھانے کے لیے ''پستی'' کا ذکر، ''بیٹا'' کے مقابل ''باپ'' کہنا پڑے گا۔ بالکل اُسی طرح ''بعدِ خدا'' کو جتانے کے لیے آپ کو ''قبل خدا'' بھی کہنا پڑے گا......

یہی وہ مرحلہ ہے جب بعد خدا کہنے سے قبل یہ سوچ لینا پڑے گا کہ ''قبل خدا'' کسے کہا جا سکتا ہے؟ اور اگر قبل خدا کچھ نہیں ہے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ بعد خدا بھی نہیں ہوسکتا۔

کسی بزرگ کے یہ کہہ دینے سے کہ:

''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

ایک حقیقت کبریٰ تبدیل نہیں ہوجاتی۔ اس مصرعہ سے وہم غیریت کی دلدل میں تو پھنسا جاسکتا ہے ''توحید'' باقی نہیں رہ سکتی۔ اس مسئلے کی حقیقت کو سامنے لے آنے کے لیے ذات پاک جل جلالہٗ کے ایک صفاتی نام ''سید رفیق عزیزی'' نے صاف صاف باطن کو ظاہر ثابت کر دیا ہے اور کہا ہے:

قبل از خدا نہ آپ، نہ بعد از خدا ہیں آپ
ہیں، اور صرف مظہر ربّ العلا ہیں آپ

''مظہر اتم'' کا قبل و بعد، یا قرب وبُعد امر محال ہے اور ایسا خیال قطعی غیر عارفانہ ہے۔ غیر حکیمانہ ہے۔

☆☆

اسی طور پر ''خوشبوئے التفات'' کی سب سے پہلی نعت شریف میں حیرت ہے کہ رشید وارثی صاحب جیسا عاشق رسول (صلو علیہ وآلہ) اور علمی لحاظ سے باخبر شاعر یہ کہے:

ویرانۂ حیات میں غنچے کھلا گئے حضورؐ
خوشبوئے التفات سے گھر کو بسا گئے حضورؐ

اس نعت کے قوافی میں ''کھلا گئے''، ''بسا گئے''، ''دکھا گئے''، ''گئے'' کہنے سے ''حیاۃ النبیؐ'' کے عقیدے، یقین، ایمان پر کیا گزرے گی؟

ایک اور سہو بھی اُن سے ہو گیا ہے جبکہ وہ ''مدحت احمد مختار سے معنون نعت کریم (صفحہ ۵۵) کا چوتھا شعر اس طرح کہتے ہیں:

روحِ روانِ کائنات! رنج والم سے ہو نجات
اپنے مریض عشق کو قدموں میں اب بلائیں تو

''روحِ رواں'' غلط ہے، اصل لفظ ''روح ورُواں'' ہے (یہ یقیناً سہو کتابت ہوسکتا ہے)

اسی طور پر صفحہ ۵۹ پر یہ شعر:

حق کی وحی کو لہجۂ جبریلؑ گر ملے
ممکن ہے تب ہی شرح حقیقت حضورؐ کی

لفظ وَ حِ یِ غلط ہے۔ اصل لفظ کی ہجہ ''وَ ح ی'' ہے۔

اسی مجموعۂ مقدس کے صفحہ ۱۸۷ پر اعلیٰ حضرت رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے سلام کا شعر بطور رہنما موجود ہے:

وہ دَہن جس کی ہر بات وَحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

ایک سہو اور یہ ہوا ہے کہ: صفحہ ۶۴

نہ دل میں کوئی آز ہے نے لب پہ دعا ہے
ورنہ مرے اجداد کا تیری ہی رضا ہے

اس کے مصرعہ اولیٰ میں ''نہ''۔ ''نَ اَ'' کی تقطیع میں آ رہا ہے جبکہ اس مصرعہ میں ''نے لب پہ دعا ہے'' بھی انہوں نے لکھا ہے۔

ایک سہو کتابت از حد کھٹکتا ہے کہ پورے مجموعہ میں لفظ ''جاں نثار'' کا پہلا ''ن'' غائب کر کے صرف ''جانثار'' رہنے دیا ہے جو مطالعے کے وقت ذہن کو منتشر کر دیتا ہے۔

''خوشبوئے التفات'' پر جناب پروفیسر محمد اسحاق قریشی، وائس چانسلر انڈی پین ڈینٹ یونیورسٹی، فیصل آباد نے جو مقدمہ سپرد قلم کیا ہے، بڑا بھرپور، عالمانہ مقدمہ ہے اس میں انہوں نے صحیح نبض شناسی یہ لکھ کر کردی ہے کہ:

''رشید وارثی صرف ایک شاعر ہی نہیں، داعیاتِ محبت کا رمز شناس بھی ہے''۔ آگے چل کر انہوں نے رشید وارثی صاحب کی اس پیشکش کو سراہنے کا حق، یہ کہہ کر ادا کر دیا ہے کہ:

''قرآن و حدیث اور دیگر معتبر روایات شاعر کے ذہنی اُفق کو مستنیر نہ کریں تو نعت کہنے کا حق ادا نہیں ہوتا۔''

............آگے چل کر وہ فرماتے ہیں:

''رشید وارثی بھی ایسے ہی تلامذۂ قرآن کے گروہ کے فرد ہیں۔''

اب اس سے زائد خوشبوئے التفات کے لیے اور کہا نہیں جا سکتا۔

وما علینا الاالبلاغ المبین

حمد باری تعالیٰ

تو دل و نظر سے قریب ہے تری شان جل جلالہٗ
کہ تو ہر بشر سے قریب ہے تری شان جل جلالہٗ

ہے یقین تو مرے پاس ہے جبھی میرے دل یہ آس ہے
مری شب سحر سے قریب ہے تری شان جل جلالہٗ

یہ ترے رسولؐ کا معجزہ جو درود میں ہے چھپا ہوا
کہ دعا اثر سے قریب ہے تری شان جل جلالہٗ

یہ ترا کرم کوئی کم ہے کہ درِ رسولؐ کا راستہ
تری رہگزر سے قریب ہے تری شان جل جلالہٗ

جو غلامِ آلِ رسولؐ ہے، وہی دُور سارے دکھوں سے ہے
وہی تیرے در سے قریب ہے تری شان جل جلالہٗ

ریاست بی رحمۃ اللہ علیہا
(والدۂ ماجدہ رشید وارثی)

محمد سعید بدر

خوشبوئے التفات اور رشید وارثی

محمد سعید احمد بدر قادری المعروف بہ سعید بدر ممتاز ادیب، سینئر صحافی اور نعت نگار ہیں۔ ان کا تعلق ایک ممتاز دینی گھرانے سے ہے ان کے والد سائیں حکیم محمد یعقوب منیر قادری روحانی پیشوا اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور پنجابی کے ممتاز شاعر تھے۔ سعید بدر، 17 سال واپڈا میں پبلک ریلیشنز آفیسر رہے۔ پھر روزنامہ امروز سے منسلک ہوئے اور میگزین ایڈیٹر، انچارج جمعہ ایڈیشن کی حیثیت سے دس سال خدمات سرانجام دیں۔ ان کے مضامین مختلف قومی اخبارات، رسائل اور جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ امروز میں رحمت للعالمین نمبر، معراج النبی نمبر، علامہ اقبال نمبر، وارث شاہ نمبر، بلھے شاہ نمبر، سلطان باہو نمبر اور بابا فرید نمبر شائع کیے جن کی بہت پذیرائی ہوئی۔ رحمت للعالمین نمبر پہ انہیں عالمی تنظیم لائنز کلب نے گولڈ میڈل دیا۔ ممتاز سماجی کارکن ہیں اور مختلف علمی و ادبی تنظیموں کے علاوہ سماجی تنظیموں کے عہدیدار ہیں۔ (ادارہ)

''خوشبوئے التفات'' جناب رشید وارثی کی عقل و دانش، محنت و جستجو اور سوز و گداز کا گرانقدر ثمر ہے۔ رشید وارثی ممتاز ادیب اور معروف نعت نگار ہیں۔ ان کا تعلق ایسے خاندان سے ہے جو اپنی کریم النفسی کو بروئے کار لا کر شمع ناموس رسالت کو فروزاں رکھے ہوئے ہے۔ ان کے والد گرامی جناب ستار وارثی ؒ متعدد نعتیہ کتب کے مصنف ہیں جن میں آیۂ رحمت، معطر معطر، خوشبوئے دوست وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح ان کے برادران مکرم محمد رئیس وارثی اور محمد نصیر وارثی بھی علم و ادب کی شمع کو فروزاں رکھنے میں معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ گویا ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کے مصداق ہر لحاظ سے تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رشید وارثی نے اس امر کا اعتراف بڑے فخر سے یوں کیا ہے:

خوشبو ہے رشیدؔ ایسے نسب نامہ کا عنوان
پشتوں سے جو توصیف رسالتؐ میں بسا ہو

سچی بات تو یہ ہے کہ رشید وارثی اس پر جتنا بھی فخر و ناز کریں بجا ہے۔

رشید وارثی بنیادی طور پر پی آئی اے سے وابستہ ہیں اور اس کے ماہانہ خبرنامہ ''فلک پرواز'' کے مدیر شہیر ہیں۔ لیکن علم و ادب سے محبت اور شعر و سخن سے وابستگی ان کا خاندانی ورثہ ہے، اس لیے انہوں نے اپنے اوقاتِ حیات کو علم و حکمت کے موتیوں کی تلاش بالخصوص قرآن و حدیث کی جستجو میں صرف کیا ہے، قرآن حکیم کے گہرے مطالعہ اور احادیث کے بحر بیکراں کی غواصی کے نتیجہ میں حال ہی میں ان کی کتاب ''خوشبوئے التفات'' منصۂ شہود پر آئی ہے جو اپنے دامن میں ''التفات'' کی ''پانچ خوشبوئیں'' بسائے ہوئے ہے، یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ انہوں نے پانچ خوب صورت گلدستوں کو یکجا کر کے ان کا ایک دلکش اور خوبصورت مجموعہ پیش کیا ہے جو ان کی زندگی بھر کی عرق ریزی کا نچوڑ ہے۔

خوشبوئے التفات دیگر مجموعہ ہائے نعت کی طرح محض ایک مجموعہ نعت نہیں بلکہ اس میں حمد، نعت، خلافت، ولایت اور تسلیم و مناجات کے الگ الگ عنوانات پر مشتمل مجموعے ہیں جو کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ رشید وارثی نے ان حصوں کو ''باب اُلوہیت، باب رسالتؐ، باب خلافت، باب ولایت اور باب تسلیم و مناجات'' کے عنوانات کے تحت ممیّز کیا ہے۔ ہر باب کے لیے آغاز میں انہوں نے نہایت عمدہ شعر شامل کر کے اپنے مافی الضمیر کا عمدگی سے اظہار کیا ہے۔ مثال کے طور پر باب اُلوہیت کے بارے میں ان کا شعر ہے:

تیرا جمالِ دل نشیں ہر سُو ہے کائنات میں
ڈوبے ہوئے ہیں دو جہاں خوشبوئے التفات میں

گویا حمد الٰہی کا آغاز اللہ تعالیٰ کے اس جمال دل نشیں سے ہوتا ہے جو کائنات میں ہر جگہ اور ہر کہیں خوشبوئے التفات بکھیرتے ہوئے موجود ہے۔ اس حسین و جمیل آغاز کے بعد ''معارف حمد'' کے عنوان سے ایک صفحہ میں حمد ایزدی کے بارے میں ایسے حقائق و معارف بیان کیے ہیں کہ اس سے پہلے ہمیں حمد و نعت کی کتاب میں کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ انہوں نے گویا کوزے میں دریا بند کر دیا ہے اور قاری کو حمد کے اشعار کے مطالعہ سے قبل، نثر میں قرآن و حدیث کی روشنی میں معارف الٰہیہ سے روشناس کرایا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ جدت ہے اور یہ جدت رشید وارثی ہی کا حصہ ہے۔ اس حصہ میں تعداد کے اعتبار سے کم و بیش ۱۳ حمدیں شامل ہیں۔

''وہی خدا ہے'' کے عنوان سے ایک حمدیہ نظم آزاد شاعری کا دلکش نمونہ ہے۔ اسی طور شانِ کبریائی کے عنوان سے ''حمدیہ سانیٹ'' بھی ہے جو ہمارے خیال میں رشید وارثی کی جدت ہے۔ علاوہ ازیں چند حمدیہ رباعیات بھی کہیں کہیں بہار دے رہی ہیں۔

باب رسالت (ﷺ) کا آغاز درج ذیل شعر سے ہوتا ہے:

ویرانۂ حیات میں غنچے کھلا گئے حضورؐ
خوشبوئے التفات سے گھر کو بسا گئے حضورؐ

ویرانۂ حیات میں غنچے کھلانا اور خوشبوئے التفات سے گھر کو بسانا عمدہ خیال اور پاکیزہ فکر کی دلیل ہے۔ رشید

وارثی نے یہاں بھی نثر میں ایک صفحہ ''مقاصد نعت'' کے عنوان سے پیش کیا ہے جس میں نعت کے لغوی معانی پیش کرنے کے علاوہ مختلف ادوار میں نعت گوئی کے مقصد کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ جملہ انبیائے کرام اپنی اُمتوں کو پیغام دیتے رہے کہ ان کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے والے ہیں جن کی اتباع کرنا لازمی ہے۔ رشید وارثی نے نعت نگاروں پر واضح کیا ہے کہ نعت کے مقاصد تبھی پورے ہو سکتے ہیں جب اسوۂ کامل ﷺ کو پیش کرنے کے علاوہ امت میں اتفاق و اتحاد بھی پیدا کیا جائے جس کے لیے عشق رسول مقبول ﷺ شرط لازم ہے۔ بقول علامہ اقبال:

عشق دم جبرئیل، عشق دم مصطفےٰ
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام

دراصل عشق رسول مقبول ﷺ کے بغیر بات بنتی نہیں۔ بعض لوگ کہتے اور سمجھتے ہیں کہ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کیا جائے۔ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے۔ میرے خیال میں یہ نظریہ درست ہوتا تو پھر پیغمبروں اور رُسولوں کی بعثت کی ضرورت کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ براہِ راست جلوے دکھاتا رہتا اور اہل جہاں دیکھتے رہتے۔ اس نے تو جلوہ دکھایا تو وہ بھی پہلے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اور پھر نبی اکرم ﷺ کو معراج کی شب۔ بقول علامہ اقبال:

گرچہ عین ذات را بے پردہ دید
رب زدنی از زبانِ اُو چکید

حکیم الامت علامہ اقبال نے تو اسرارِ خودی میں یہاں تک کہہ دیا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نگاہ سے دیکھا جائے تو عشق میں ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں محبوب تر اور عزیز تر ہو جاتے ہیں۔

از خدا محبوب تر گردد نبیؐ

اور نعت میں سوز و گداز اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک سے انسان عشق کی حد تک محبت کرے ورنہ الفاظ کا کھیل تو ہر کوئی کھیل سکتا ہے بلکہ بہت سے شعراء نے یہ کھیل خوب کھیلا ہے بقول حضرت علامہ اقبال

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

باب رسالت میں کم وبیش پچاس نعوت شامل ہیں جبکہ رباعیات اور قطعات بھی موجود ہیں۔ مشہور نعت نگار قدسیؒ کی نعت پر تضمین بہت عمدہ اور فکر انگیز ہے۔ مطلع کتنا زوردار ہے:

دشت ادراک میں بے تاب تھی عرفاں طلبی
وادیٔ شوق میں پروان چڑھا عشق نبیؐ
زم زمِ اسم محمد سے مٹی تشنہ لبی
مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اسی طرح حکیم الامت علامہ اقبالؒ کی معروف نظم ''ذوق وشوق'' پر نہایت عمدہ تضمین مسمط میں ہے۔ ہمارے خیال میں رشید وارثی واحد نعت نگار ہیں جنہوں نے ''ذوق وشوق'' پر تضمین لکھی ہے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ ذوق وشوق کا پہلا بند دیکھئے کس قدر خیال افروز اور فکر افزا ہے۔

شوق کی انجمن میں تھا صبح ازل سے اضطراب
کس کے خیال پاک سے محفل کن ہے فیضیاب
کس کی شعاعِ نور سے روشن ہیں ماہ و آفتاب
کس کی تجلیات سے نور خدا ہے بے حجاب
پایا جو ساقِ عرش سے عشق نبی کا انتساب
روحِ صفیؑ پہ وا ہوا شانِ محمدیؐ کا باب
عقل سلیم نے کیا جس کے حضور یوں خطاب
''لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب''

علامہ اقبالؒ کی طرح رشید وارثی کے کلام میں ندرتِ خیال، فکر رسا بھی موجود ہے اور تسلسل بھی۔ الفاظ کو اس طرح سمویا گیا ہے گویا انگشتری میں نگینے جڑے ہیں۔

مزید براں میلاد النبی ﷺ کے پانچ حروف کی فضیلت پر لکھی گئی نعت بھی عمدہ اور بے نظیر کاوش ہے۔

اسی طرح مدینۃ النبی اور اہل مدینہ کی تعریف و توصیف میں بھی رشید وارثی کے کلک گوہر بار نے گرانقدر موتی بکھیرے ہیں۔ ایران کے ممتاز نعت نگار اور عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولانا نورالدین جامی کی نعت ''ز رحمت کن نظر برحال زارم یا رسول اللہ'' پر بھی رشید وارثی نے اپنی فکر رسا سے کام لیتے ہوئے سوز وگداز سے معمور الفاظ میں تضمین لکھی ہے۔ نیز ''شوقِ ولائے پنجتن پاک'' کے عنوان سے عمدہ اور دل نشیں خیالات پر مبنی نظم بھی شامل ہے۔

> حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے تمام مسالک کا روحانی سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی سے جا کر ملتا ہے۔

باب خلافت

تیسرا باب، باب خلافت ہے جس کا عنوان یہ شعر ہے:

پاتی ہے فیض قرب سے مٹی بھی بوئے گل
یوں اُنؓ کے دوستوں میں ہے خوشبوئے التفات

رشید وارثی نے یہاں بھی ''محاسن خلافت راشدہ'' پر تعارف کے طور پر نثر میں ایک صفحہ میں خلافت راشدہ کی خوبیوں اور اوصاف کو اجاگر کیا ہے۔ اس باب کی شمولیت پر ہم رشید وارثی کے سپاس گزار ہیں۔ ایسے دور پُرفتن میں جب ملت مختلف گروہوں میں منقسم ہو چکی ہے، اس کو اتحاد و یگانگت کا عملی سبق دینا لازمی ہے۔ رشید وارثی نے یہاں یہ باب شامل کر کے صحابہ کرامؓ سے محبت وعقیدت کا حق ادا کر دیا ہے۔ بلاشبہ یہ عصر حاضر کی شدید ضرورت ہے۔ بعض اصحاب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں دیگر اصحاب ثلاثہؓ کو فراموش کر دیتے ہیں اور بعض بڑی ہمت کریں تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر ایک دو نظمیں شامل کر کے بری الذمہ ہو جاتے ہیں لیکن رشید وارثی نے ان سب کے برعکس چاروں خلفائے راشدین کے بارے میں اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کر کے اہل درد کو موہ لیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں منقبت کے مطلع پر غور فرمائیے کتنا عمدہ ہے اور ندرتِ خیال کا

Scanned with CamScanner

حال ہے۔
دل عشاق میں یوں عظمت صدیق اکبرؓ ہے
کہ قلب مصطفیٰؐ میں اُلفت صدیق اکبرؓ ہے
اگلا شعر دیکھئے:
رُسولانِ سلف میں جو ہے رُتبہ ذاتِ احمدؐ کا
صحابہؓ میں کچھ ایسی وقعت صدیق اکبرؓ ہے
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقبت میں یوں رطب اللسان ہیں:
دعائے خاص پیغمبرؐ عمر فاروق اعظمؓ ہیں
نشانِ رحمت داور عمر فاروقِ اعظمؓ ہیں
چراغ اہل جنت کی بشارت پائی ہے جس نے
بفرمانِ علی حیدرؓ عمر فاروق اعظمؓ ہیں
اس شعر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے حضرت عمرؓ کے بارے میں بشارت کس قدر دل افروز ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقبت کا مصرع اولیٰ دیکھئے:
ملا یوں حضرتِ عثمانؓ کو مژدہ باغِ جنت کا
رُخِ مصحف پہ تھا اُن کا لہو مطلع شہادت کا
دوسرا مصرع حقیقت حال کا مظہر ہے:
حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے متعلق منقبت کا یہ شعر کتنا زور دار ہے:
شاہِ مرداں، شیر یزداں، مولا و مشکل کشا
حافظ دین مبیں تیغ علیؓ جانِ علیؓ
اگلا شعر حقیقت حال کا ترجمان ہے:
بدر کے میدان میں باطل کا وہ پہلا حریف
برق آسا کوندتی تھی تیغ برّانِ علیؓ
دوسری منقبت کا ایک شعر دیکھئے، پوری تاریخ کو ایک مصرع میں سمو دیا ہے:
بدر و حنین و خیبر و خندق گواہ ہیں
اسلام کی رگوں میں حرارت علیؓ سے ہے
وقت آ گیا ہے کہ حضور پُرنور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت نگاری کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کے فضائل و محاسن بھی پیش کیے جائیں تا کہ نئی نسل کو پتہ چلے کہ آپ ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں کیسے کیسے گوہر ہائے گراں پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کا پرچم مشرق سے مغرب تک گاڑ دیا اور ان کے حسن اخلاق کی خوشبو سے آج بھی فضائے بسیط عطر بار ہے۔
اسی حصہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی

> خلافت کے عنوان سے اس باب کے اضافے کیلئے رشید وارثی ہر لحاظ سے تحسین و توصیف کے مستحق ہیں۔ انہوں نے بہت بڑی کمی اور خلاء کو پورا کیا ہے۔

اللہ عنہما کے لیے دو، دو نظمیں حضرت عثمانؓ کے لیے دو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے بھی دو نظمیں موجود ہیں۔ بہرحال خلافت کے عنوان سے اس باب کے اضافہ کے لیے رشید وارثی ہر لحاظ سے تحسین و توصیف کے مستحق ہیں۔ انہوں نے بہت بڑی کمی اور خلا کو پورا کیا ہے۔

باب ولایت

اس عنوان کا آغاز:
اے نائب رسول و مولائے کائنات
ہستی ہے تیری نافۂ خوشبوئے التفات
سے ہوتا ہے۔ یہاں بھی مدارج ولایت کے عنوان سے کارآمد اور مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ رشید وارثی نے آغاز ہی میں بتایا ہے کہ یہ تاثر غلط ہے کہ بارہ آئمہ کرام کا تعلق صرف شیعہ حضرات سے ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے تمام مسالک کا روحانی سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی سے جا کر ملتا ہے۔ اس دلیل کے لیے انہوں نے مستند حوالے اور ثبوت پیش کیے ہیں۔ اس باب میں صرف حضرت علیؓ ہی کی منقبت میں نظمیں موجود نہیں بلکہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، امام زین العابدینؒ، امام باقرؒ، حضرت امام جعفر صادقؒ، حضرت امام موسیٰ کاظمؒ، حضرت امام علی رضاؒ، حضرت امام تقیؒ، حضرت علی بن محمد امام نقیؒ کے علاوہ سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب بھی شامل ہیں۔ مزید برآں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور دیگر اولیائے کرام کے مناقب بھی موجود ہیں۔ رشید وارثی کا قلم کہیں رکا نہیں اور نہ وہ کسی تعصب کا شکار ہوا ہے۔ انہوں نے انتہائی فراخ دلی

مکتوب گرامی

بشیر حسین ناظم (اسلام آباد)

موقری و مکرمی حضرت رشید وارثی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مزاج گرامی!
دیر و درنگ سے خط لکھنے پر معتذر ہوں۔
آپ کا نعتیہ مجموعہ المسمّٰی "خوشبوئے التفات" قوتِ نظر اور زینت انامل ہوا۔ پھر طمانینت (TUMANINAT) قلب کا باعث ہوا کہ حضور سیّدنا وارثِ پاک رضی اللہ عنہٗ کے فیوض و برکات فضائے بسیط میں گسترده اپنوں کو کیا دیگر سلاسل کے متبعین کو بھی دعوت نعت و تحمید اور مناقب دے رہے ہیں۔ حضور سیّدنا وارث پاک رضی اللہ عنہ کی عقیدت و محبت نے آپ کی قوتِ واہمہ (Imaginative Power) کو اس قدر معزز بنا دیا ہوا ہے کہ آپ ایک شاعر عمید کی طرح اپنے فکر کی کمندیں عالم مثال پر پھینک کر التقاط لولوئے لالۂ شاعری، عالم ناسوت میں عشاق سیّدنا محمد رسول اللہ اور عباد اللہ کی روحانی ضیافت کیلئے لا سکتے ہیں۔ یہ صفت بہت بڑی صفت ہے۔
آپ نے اوراق پر جن محبتوں اور مودتوں کی گلکاریاں کی ہیں اُن سے آپ کا فنی تمہر اور جوہری تبحر شعشانیاں بکھیرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ آپ کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے آمین۔ حضرت عالم اللودیچی والیلمعی محمد افضل فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے
کیا فکر کی جولانی کیا عرضِ ہنرمندی
توصیف پیمبر ہے توفیق خداوندی

Scanned with CamScanner

اور رواداری کا ثبوت فراہم کیا ہے جو نہ صرف وقت کی آواز ہے بلکہ قومی و ملی تقاضہ بھی ہے۔

باب تسلیم و مناجات

اس باب کا آغاز:

یارب ! مدام ان پہ درود و سلام ہوں
رقصاں ہے جن کی یاد میں خوشبوئے التفات

سے ہوا ہے۔ یہاں بھی ایک نثری صفحہ ''وجوبِ تسلیم و حکم مناجات'' موجود ہے۔ اس باب میں رشید وارثی نے قرآن حکیم کی سورہ احزاب کی ۴۵ ویں آیت کے حوالے سے بتایا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اس لیے انسانوں (مسلمانوں) کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی درود بھیجیں۔ امام شافعیؒ نے درود کو فرض قرار دیا ہے جبکہ بعض دوسرے فقہا نے واجب۔ رشید وارثی نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فیوض الحرمین کا حوالہ دیا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

''جس وقت میں روضہ اقدس ﷺ پر حاضر ہوا، میں نے سرکار دو عالم ﷺ کی روح مبارک و مقدس کو ظاہراً اور سامنے دیکھا۔ نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں بھی ان آنکھوں سے قریب تر دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضور ﷺ نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں اور لوگوں کی امامت فرماتے ہیں، یہ سب باریک باتیں ہیں.........
اور تو (اے ولی اللہ) ان مشہورات عوام کی تحقیر نہ کر، مگر تو ان میں اُن اسرار کو سمجھ جنہیں وہ بیان کرتے ہیں اور جس وقت بھی میں نے آپؐ پر سلام بھیجا تو آپؐ مجھ سے خوش ہوئے اور دلی راز کو جانا اور ظہور فرمایا اور یہ سب باتیں اس لیے ہیں کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ یہی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔''

اس اقتباس سے ثابت و ظاہر ہے کہ وہ لوگ غلطی میں مبتلا اور گمراہ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ حضور پُرنور ﷺ حاضر و ناظر نہیں۔ یہ حضرت امام ولی اللہ کو مانتے ہیں لیکن یہاں کیوں انکاری ہیں اور رسالت مآب ﷺ کو حاضر و ناظر تسلیم کرنے سے بدکتے ہیں حالانکہ نماز میں التحیات میں ہر روز کئی بار یا ایھا النبی پڑھتے ہیں۔

بہر حال رشید وارثی کی تحقیق و تفتیش کی داد دینا پڑتی ہے کہ وہ کہاں کہاں سے مستند حوالے لے آتے ہیں اور بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے میں مددگار ثابت ہوئے ہیں۔

باب تسلیم کا آغاز ''درودِ نجم'' سے ہوتا ہے۔ طویل اور بہت دل نشیں مناجات ہے۔ اس کے بعد ''سلام شوق'' ہے جس کا مطلع ہے:

سلام! اوج شرف کے بدرِ کامل، یا رسول اللہ!
سلام اے ناصر و حلالِ مشکل یا رسول اللہ!

اس کے بعد ''سلام بحضور محبوب رب انام'' کے عنوان سے ترجیع بند ہے جس کے الفاظ دل میں اُتر جاتے ہیں۔ جناب رشید وارثی نے امام احمد رضا خاں کے معروف سلام کی تضمین بھی کی ہے۔ یہ بھی لاجواب کاوش ہے اور کافی طویل ہے۔ اس تضمین کا نمونہ دیکھیے، لکھتے ہیں:

تاجدار نبوت پہ لاکھوں سلام
شانِ ختم رسالت پہ لاکھوں سلام
جلوہ نورِ وحدت پر لاکھوں سلام
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ایک اور بند میں رشید وارثی صاحب کے اشہب قلم کی پرواز دیکھیے:

جس کی رفعت پہ حیراں ہیں سدرہ نشیں
جس کی سیرت کا پرتو کتاب مبیں
کنجیاں دونوں عالم کی جس کو ملیں
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اسی طرح ہر بند نیا خیال اور نئی فکر کا حامل ہے۔ الفاظ کی بندش صاحب طرز اور قادرالکلام شاعر ہونے کا بین ثبوت پیش کرتی ہے۔ مزید دو بند ملاحظہ فرمائیں۔ جو خاندانِ اہل بیت اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ذاتِ ستودہ صفات کے متعلق ہیں:

جس گھرانے کی میراث خیر کثیر
جس کو تاباں کرے خود سراجِ منیرؐ
جس کی خوشبو سے شرمائیں مشک و عبیر
خونِ خیرالرسُل سے ہے جن کا خمیر
اس کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

نورِ عین نبیؐ سیدہ فاطمہؓ
زوجِ مولا علیؓ، شانِ فقر و غنا
جس کے ہاتھوں کو چومیں حبیب خدا
اُس بتولِ جگر، پارہ مصطفےٰ
حُجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

آخر میں ایک بند ہے اس میں الفاظ کی بندش اور سلاست عروج پر ہے:

آپؐ کی ذات کو، اے رسالتمآب
سارے نبیوں میں حق نے کیا انتخاب
پیش حق ہے دعا کاش ہو مستجاب
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

متعدد نعتیہ مناجات ہیں وطن عزیز کے مخصوص حالات کے مطابق عصری مناجات بھی ہے۔ غرضیکہ رشید وارثی نے کسی موضوع کو نظرانداز نہیں کیا، ہر شخصیت اور ہر موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ ایک نعتیہ مناجات کا مطلع فروغ نعت کے مآل کا طالب ہے:

یا رب ! فروغ نعت کا یہ بھی مآل ہو
جو اُمتی حضورؐ کا ہو خوش خصال ہو

رشید وارثی دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بچانا نفس امارہ کے شر سے ہر مسلماں کو
سجانا زیورِ ایقاں سے ہر قلب پریشاں کو

اس موقع پر وہ ماں باپ کی اہمیت کو نہیں بھولے:

مرے ماں باپ کی روحوں کو یارب شادمانی دے
ہو جس میں جذبۂ طاعت وہ طرزِ زندگانی دے

مجموعی طور پر ''خوشبوئے التفات'' 208 صفحات پر مشتمل ہے جس میں سات صفحات پر مبنی فہرست ہے جو آخر میں دی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

خوشبوئے التفات کا مقدمہ انڈی پینڈنٹ یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے لکھا ہے جو معلومات افزا اور روح پرور ہے۔ ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے عنوان سے پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی گرانقدر رائے بھی شامل ہے۔ سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر مظہر الحق صدیقی کی تحریر بھی گرانقدر ہے۔ اکادمی ادبیات کے صدر نشین افتخار عارف نے بھی ''جذبہ و ہنر کی یکجائی'' کے عنوان سے ''خوشبوئے التفات'' کی تعریف ہی کی ہے۔ ان تمام اصحاب نے دل کھول کر رشید وارثی کی ذات اور فن کو داد دی ہے۔ افتخار عارف نے لکھا ہے کہ

''توفیق ، اخلاص، جذبہ اور ہنر یکجا ہو جائیں تو شعر میں وہ تاثیر پیدا ہوتی ہے جو آنے والے زمانوں میں بھی اس کے وقار اور اعتبار کی ضمانت ہوتی ہے۔''

اسی طرح جناب مظہر الحق صدیقی نے تحریر کیا:

''رشید وارثی کے کلام میں سہل ممتنع کا حسن بھی ہے اور بیان میں سلاست اور روانی ، صفائی اور شستگی و وارفتگی بھی عام ہے۔ وہ قرآنی آیات اور ان کے مفاہیم کو نہایت روانی اور چابکدستی کے ساتھ اشعار کے قالب میں ڈھال دیتے ہیں۔''

اسی طرح ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی ، جنہوں نے نعت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ہے، لکھتے ہیں:

''محبت وعقیدت کی منزلوں کا مسافر خوشبوئے التفات کی بدولت راہ یاب بھی ہے اور منزل آشنا بھی۔ حیرت ہوتی ہے کہ عقل و شعور کا پاسدار، علم و حکمت سطوت کا محافظ، استدلال و استخراج کا علمبردار، شوق و عرفان کی وادی سے کس وقار مگر کس عجز کے ساتھ پار اُترتا ہے.......... رشید وارثی کی سرفرازی یہ ہے کہ ان کے ہاں نہ جذبہ سرد پڑا ہے اور نہ قرینہ محبت پر داغ آیا ہے اور نہ حدود و ضوابط کو نظر انداز کرنے کا مرحلہ آیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ بالغ نظر وجود کمال احتیاط سے مگر بیدار جذبوں کے ساتھ رواں دواں ہے۔ نہ کوتاہی نظر کا خطرہ اور نہ لغزش پا کا خوف، یہی وہ نعت التفات ہے جس کی خوشبو مدح نگار کو اپنے جلو میں لیے رہتی ہے۔''

ان بلند و بالا شخصیات کی ان گرانقدر اور بیش بہا آراء کے بعد حقیر پُر تقصیر اس قابل کہاں ؟ کہ وہ جناب رشید وارثی جیسے صاحب طرز اور قادر الکلام کے بارے میں کسی رائے کا اظہار کرے۔ یہ تو آفتاب کو چراغ دکھانے کے مصداق ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ یہ جناب رشید وارثی کی عظمت کی دلیل ہے کہ انہوں نے بندۂ ناچیز کو بھی اُن لوگوں میں شامل کر لیا ہے جو اہل الرائے ہیں اور نقد و نظر کے بلند مقام پر فائز و براجمان ہیں۔ شاید یہ وجہ ہو کہ اس طرح درویش و فقیر کو ان اصحاب میں جگہ مل جائے جو اس مقام بلند و بالا کے اہل ہیں۔ یہ فخر و انبساط کی بات ہے کہ ان حضرات کمال کی صف میں تھوڑی سی جگہ مل جائے خواہ وہ آخری صف میں بالکل آخری درجہ پر ہی کیوں نہ ہو۔

بہرحال جناب رشید وارثی کی نعت نگاری محض الفاظ کی قافیہ بندی نہیں یا خوبصورت الفاظ کی بندش کا نمونہ نہیں بلکہ ہر شعر کے اندر ایک ایسا شخص نغمہ زن ہے جو فن شعر سے بخوبی واقف و آگاہ ہے۔ اور اس قابل ہے کہ وہ اپنے نغمات کو اپنے خونِ جگر سے سینچتا ہے اور عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں سے آبیاری کرتا ہے۔ حضرتِ علامہ اقبالؒ کا ارشاد ہے:

نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

مکتوب گرامی

مفتی محمد اطہر نعیمی

عزیز گرامی قدر...... سلام مسنون!

مزاج گرامی !

آپ کا علمی تحفہ ''خوشبوئے اِلتفات'' موصول ہوا۔ آپ نے اپنے مکتوب میں کتاب کی وصولیابی کی اطلاع کرنے کے ساتھ ایک فرمائش بھی کی کہ ''گرانقدر خیالات و تاثرات سے بہرہ مند فرماؤں'' کتاب کا جستہ جستہ مطالعہ کیا اور یہ سطور قلمبند کر رہا ہوں۔

عزیزم میں نہ شاعر ہوں نہ نقاد البتہ ارباب علم کی بارگاہ کا خوشہ چیں ضرور رہا ہوں۔ اس لئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ محبت وعقیدت سے مرتب کردہ یہ مجموعہ کلام کاغذ، کتابت، طباعت اور ظاہری حسن کا حامل روح پرور اور دیدہ زیب ہے۔ جہاں تک تاثرات کا تعلق ہے تو بڑی بڑی نامور شخصیتوں نے اس پر اظہار خیال کیا ہے میرا نقطۂ نظر تو ہمیشہ سے یہ رہا ہے :

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

آپ نے جس حسن عقیدت کے ساتھ اپنے تاثرات قلبی اور ان نفوس قدسیہ کے ساتھ محبت و مودت کا اظہار کیا رب کریم ان جذبات میں اور اضافہ فرمائے اور خوشبوئے التفات کی طرح اور خوشبوئیں مرتب و مدون کر کے عقیدتمندوں اور اہل محبت کے قلوب کو مزین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

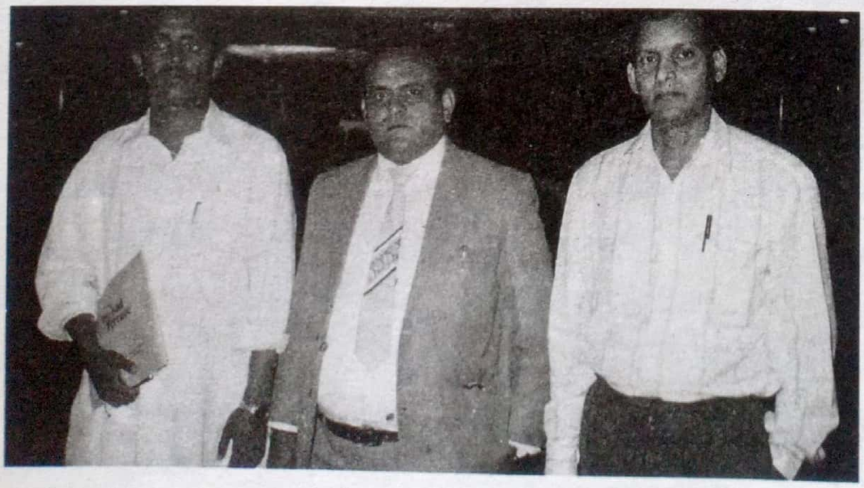

(بائیں جانب سے) ایڈیٹر ''نعت رنگ'' سیّد صبیح رحمانی، جناب حمید وارثی اور جناب ایم طارق ایک تقریب کے موقع پر

سید شمس وارثی

تاثرات

سید شمس الحسن نام، شمس وارثی تخلص ہے۔ یکم جولائی 1935ء کو قصبہ کھیولی، ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ کراچی یونیورسٹی سے ایم اے، ایل ایل بی اور پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پاکستان کے معروف ادیب و شاعر ہیں۔ 1952ء میں ان کا پہلا مجموعہ نعت ''طیبہ کے جانے والے'' شائع ہوا۔ اس کے بعد غزل کے مجموعے ''حرف ونوا'' اور ''حرف معتبر'' شائع ہوئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی کے عنوان سے ان کی نثری کاوش فیروز سنز نے شائع کی۔ اسی طرح احرام پوش فقراء کا تذکرہ ''گلہائے وارث'' شائع ہوا۔ جبکہ عالمی اہل قلم نے ان کے بارے میں جو مضامین لکھے ان کے اقتباسات کا مجموعہ ''حاصل زندگی'' کے نام سے منظر عام پر آیا جس میں سمعی اور بصری ذرائع ابلاغ سے نشر ہونے والی ان کی حمدیں، نعتیں اور سلام شامل ہیں۔

بزم وارث کراچی کے تحت شائع کردہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، صاحب فہم اور معتبر اہل قلم جناب رشید وارثی کا مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' نظر نواز ہوا۔ جس میں حمد و نعت، مناقب کی موجودگی سے جہاں ایک طرف یہ موصوف کی اعلیٰ علمی صلاحیتوں کا نمائندہ ہے وہاں دوسری طرف ہر قاری کے قلب کو روحانی تسکین فراہم کرتا ہے اس سلسلہ بیان میں یہ انکشاف میری معلومات میں اضافہ اور میری خوشی کا باعث ہے کہ رشید وارثی میرے شفیق بزرگ ستار وارثی کے فرزند رشید ہونے کے حوالے سے میر خورد ہیں۔ ستار بھائی مرحوم سلسلۂ وارثیہ سے ایک قربت خاص رکھتے تھے جس کے اثرات ان کی اولاد میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ برادر عزیز سعید وارثی کے مکتوب میں میرے مضمون یا تاثرات کی فرمائش کی گئی ہے جسے تقریب رونمائی کے موقع پر شائع ہونے والے مجلّہ میں شامل کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

یہ حقیقت ہے کہ میں نے متعدد معروف شعراء کے مجموعہ ہائے نعت پر تفصیلی مضامین تحریر کیے ہیں لیکن کئی سالوں سے اعصابی تکالیف میں مبتلا ہونے کے باعث صرف تاثرات کی صورت میں چند سطور پر اکتفا کر رہا ہوں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ وارثی سلسلے سے نسبت رکھنے والے نامور شعراء نے گذشتہ دور میں حمد و نعت، مناقب، سلام کو اپنے دائرہ کار میں شامل رکھا ہے۔ جس میں حضرت بیدم شاہ وارثیؒ، رئیس الاحرار حسرت موہانی، جناب سیماب اکبر آبادی، جناب افقر موہانی، اور دیگر شعراء قابل ذکر ہیں اور آج کے عہد میں سلسلہ وارثیہ سے وابستہ شعراء کی ایک خاصی تعداد ہے جن کے حمد و نعت اور مناقب کے کتنے پُرمغز مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ''خوشبوئے التفات'' میں جہاں ایک طرف حمد، نعت، مناقب میں زبان و بیان کی پاکیزگی و طہارت کی جلوہ فرمائی ہے اور ہر قدم پر ایک نئے مسحور کن انداز، جذبات و واردات کا حقیقی اظہار ملتا ہے تو دوسری جانب غلو سے اس کا دامن پاک ہے۔ اس لیے کہ نعتیہ شاعری سب سے مشکل صنف سخن ہے اس میں ہر جگہ محتاط رویہ اختیار کرنا پڑتا ہے اور کوئی بات ایسی نہیں کہی جاتی جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب و مقام سے نہ کم نہ منصب و مقام سے زیادہ ہو یہی نہیں زبان و الفاظ کے استعمال میں علوئے نظر سے کام لینا پڑتا ہے کہ کہیں کوئی دانستہ یا نادانستہ لغزش نہ سرزد ہو سکے جو سرورِ کائنات کی شان کے خلاف ہو۔ میں نے ذاتی طور پر بعض شعراء کی ضرورتاً لکھی جانے والی نعتیں سنیں اور پڑھی ہیں اگر نعت کا لفظ ہٹا دیا جائے تو وہ غزل کا روپ دھار لیتی ہیں۔ جن میں نہ وہ خشوع خضوع ہوتا ہے نہ وہ پاکیزگی بیان کی رعنائی نہ وہ حسب مراتب کا خیال جو نعت کے اجزائے ترکیبی ہیں، لیکن بحمداللہ رشید وارثی ان سے مختلف ہیں۔ ان کے حمدیہ، نعتیہ کلام اور مناقب میں وہی خوبیاں نظر آتی ہیں جو ان کے لیے لازمہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مجھے ان کے مجموعہ کا نام بہت پسند آیا اور اس کی دیدہ زیبی اعلیٰ کتابت، خوبصورت چھپائی اور تزئین کی داد نہ دینا ناانصافی ہے۔ میں ایسے بلند پایہ مجموعہ پر ان کو مبارک باد دیتے ہوئے خالق کائنات سے التجا کرتا ہوں کہ خوشبوئے التفات کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کر کے ایک مسحور کن فضا اور ایک کیف و سرور کے عالم کی نوید بنے اور وہ رشید وارثی کو طویل ترین عمر عطا کر کے دنیا و دین میں انہیں ارفع مقام سے نوازنے کے ساتھ ساتھ انہیں نئی نئی خوشیوں سے مالا مال کرنے کے علاوہ اپنے قلم سے دینی خدمات انجام دیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ نیز بزم وارث، ہر صاحب دل کے لیے سرمایۂ حیات بن کر سکون واطمینان اور طمانیت کا باعث بنے۔ آمین

دربارِ وارث سے جو میرے خاندان کو خصوصی نسبت ہے اس کا تذکرہ شیدا میاں کی تالیف ''حیاتِ وارث'' میں ملتا ہے اور اس کی وضاحت میں نے اپنی تصنیف ''حاصل زندگی'' میں کی ہے۔

❁ ❁ ❁

مکتوب گرامی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی)

محترم و مکرم زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ابھی ابھی تحفہ انیقہ نظر نواز ہوا۔ نوازش و کرم کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ یہ دلکش مجموعہ ظاہری اور باطنی حسن سے مالا مال ہے۔ محبت ہی سب کچھ ہے، محبت ہی سے پائی ہے شفا قوموں نے۔ اللہ تعالیٰ اس حسین مجموعے کو بے چین دلوں کا چین اور بے قرار روحوں کا قرار بنائے۔ آمین

Scanned with CamScanner

صلاح الدین ناصر (نیو یارک)

''خوشبوئے التفات'' ایک گرانقدر ادبی کاوش

جناب صلاح الدین ناصؔر نعتیہ شعر و ادب اور اُردو غزل کے حوالے سے کئی کتابوں کے مصنف اور مولف ہیں۔ وہ غیر منقسم ہندوستان کی ریاست پٹیالہ میں 28 اپریل 1929ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سہارن پور اور انبالہ چھاؤنی میں حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد 1947ء میں والدین کے ساتھ پاکستان ہجرت کی۔ 1948ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کیا اور 1963ء میں ایم اے کی کامیاب تکمیل کی۔ وزارتِ خارجہ سے وابستگی رہی اور متعدد ممالک میں تعینات رہے۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ آجکل نیو یارک میں مقیم ہیں، جہاں وہ ایک مذہبی تنظیم کے زیر اہتمام ہر سال سالانہ نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کرتے ہیں۔ شمالی امریکہ کے علمی اور ادبی حلقوں میں مقبول اور ہر دلعزیز ہیں۔ (ادارہ)

''خوشبوئے التفات'' پاکستان کے معروف نعت گو شاعر رشید وارثی کا حمد و نعت و مناقب کا مجموعہ ہے۔ جسے بزم وارث، کراچی (پاکستان) نے شائع کیا ہے۔ کاغذ، کتابت، تزئین و آرائش بہت اعلیٰ اور خوبصورت ہیں۔ جو کلام کے شایانِ شان ہیں اور کتاب کی اہمیت اور اس کی تقدیس کو دوبالا کرتے ہیں۔ فاضل شاعر کا تعارف وقار احمد خاں قادری نے پیش کیا ہے، مقدمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، وائس چانسلر انڈی پینڈنٹ یونیورسٹی، فیصل آباد، نے تحریر کیا ہے جو فن نعت گوئی اور رشید وارثی کی نعت گوئی پر سیر حاصل مقالہ کا درجہ رکھتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے ان کے کلام کو بہت سراہا ہے۔ ''خوشبوئے التفات'' کا، ایک جائزہ مظہر الحق صدیقی، وائس چانسلر، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، نے کمال التفات سے پیش کیا ہے جو اس کتاب کی زینت کا موجب بنتا ہے۔ افتخار عارف، صدر نشین اکادمی ادبیات، پاکستان نے ''خوشبوئے التفات'' میں جذبہ و ہنر کی یکجائی پائی ہے اور حرفِ آغاز خود رشید وارثی نے تحریر کیا ہے جس میں وہ اپنی شخصیت اور فن نعت گوئی کے بارے میں مفصل گفتگو کرتے ہیں۔ یہ تمام مضامین اپنی اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں اور نعت گوئی کے باب میں ایک علمی خزانہ ہیں جس سے قارئین ہمیشہ مستفید ہوتے رہیں گے۔

سرورق خود رشید وارثی کے خیال کا رنگین عکس ہے جو دیدہ زیب بھی ہے اور ان کی محبت اور وارفتگی کا مظہر بھی۔ Flapper پر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، افتخار عارف، مظہر الحق صدیقی اور پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مضامین سے اقتباسات نقل کرنے کے علاوہ، ڈاکٹر محمد سعید خاں وارثی کی گرانقدر رائے درج ہے ان سے رشید وارثی کے فن نعت گوئی کا تعارف ہو جاتا ہے اور ''خوشبوئے التفات'' کی اہمیت کا اندازہ بھی۔ اس کتاب کا انتساب رشید وارثی نے کمال محبت سے اپنے پیکر ایثار و محبت برادرانِ عزیز، محمد رئیس احمد خاں وارثی (المعروف بہ رئیس وارثی) اور محمد نصیر احمد خاں وارثی کے نام کیا ہے جو نیو یارک میں مقیم ہیں اور 'جن کے ایثار و مروت ہی کے زیر اثر' اس کتاب کے منتشر اوراق کو یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ مکمل اور یکجا کرنے کی انہیں سعادت میسر آئی۔

۲۰۸ صفحات پر محیط ''خوشبوئے التفات'' کو 'تعارفی اور تنقیدی مضامین کے علاوہ' پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی باب الوہیت، باب رسالت، باب خلافت، باب ولایت اور باب تسلیم و مناجات۔ ان ابواب میں شعر گوئی کا کمالِ فن موجود ہے۔ رشید وارثی نے حمد و نعت و منقبت کہنے کے ساتھ ساتھ شاعری کی مختلف اصناف کو نہایت چابکدستی سے استعمال کیا ہے جن میں مثلث، مسدس، مخمس، مسمط، مثنوی، مستزاد، ترجیع بند، ترکیب بند، نظم، آزاد نظم وغیرہ کے ساتھ ساتھ حمدیہ اور نعتیہ سانیٹ بھی شامل ہیں جو اس کتاب کی علمی، ادبی اور تدریسی قدر و قیمت میں خاطر خواہ اضافہ کرتے ہیں۔

یہ جملہ کلام، رشید وارثی کے تیس سالہ گہرے مطالعے، علم و فضل کے فیضان اور شعر گوئی کے ارتقائی مراحل کا مظہر ہے۔ بقول ان کے یہ کلام ''دروں خانہ وجدان پر مرتسم ہو کر، عقلِ سلیم کی رہبری میں، صفحہ قرطاس پر منتقل ہوتا رہا''۔ یہ ان کا شعوری عمل ہے جو ان کی شاعری کو نظم و ضبط، تنقیدی اور پختہ ذہن، ارفع خیالات اور پاک جذبات عطا کرتا ہے۔ رشید وارثی محبت، عقیدت اور والہانہ وابستگی کو بیان کرتے وقت حد آداب و مراتب سے تجاوز نہیں کرتے۔ حمد ہو، نعت ہو یا منقبت، ان کا اظہارِ بیان بہت متوازن رہتا ہے۔ یہی ان کی شاعری کا طرہ امتیاز ہے۔

رشید وارثی کے یہاں محبت کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ موجود ہے۔ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کا سلسلہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے منسوب دیکھتے ہیں اور سرورِ کائنات ﷺ کی محبت کا سلسلہ قبیلہ بنی ہاشم، آپ کی آل پاک، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، امہات المومنین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوتا ہوا تمام بزرگانِ دین، اولیاء اللہ، پیرانِ طریقت تک جا پہنچتا ہے جن میں حضرت غوث اعظمؒ، خواجہ معین الدینؒ، بابا فریدؒ، خواجہ نظام الدینؒ اور دیگر اولیائے عظام، بھی شامل ہیں۔ گویا رشید وارثی ہر اس ذات گرامی سے محبت کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اور رسول اکرم ﷺ نے محبت کی ہے اور اُس

سے بھی جو اللہ اور اس کے محبوب پیغمبر نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ رشید وارثی کے کلام میں محبت کلیدی عنصر ہے جو دلی کیفیات کا محرک ہے۔ غور وفکر کو ارفع و اعلیٰ مقام سے روشناس کراتا ہے، بصیرت کو سچائی اور توازن سے مالا مال کرتا ہے اور اظہار و بیان کو حُسن، لطافت، اور ایک عظمت بخشتا ہے۔

ان کی ایک نظم ''وہی خدا ہے'' سے آخری دو حصے ملاحظہ ہوں :

کتاب وحکمت کے میکدے میں
اُسی کی اُلفت
اُسی کی طاعت
اُسی کی چاہت بسی ہوئی ہے
اُسی کی حمد وثناء کی ہر دم
زبانِ رحمتؐ پہ
روشنی ہے

....

ہراک مقامِ سجود
جس کی تجلیوں سے دمک رہا ہے
وہی تو معبود وکبریا ہے
وہی تو موجود ولافنا ہے
رسولِ رحمتؐ!
کرم سے اپنے گواہ رہئے
کہ میرے علم ویقیں کا حاصل
وہی خدا ہے

نعت گوئی کے ضمن میں چند اشعار جو وجدانی کیفیت کے مظہر ہیں:

قرآن سے واجب ہے محبت اُن کی
اخلاقِ خداوند ہے سیرت اُنؐ کی
شہکار کی تعریف ہے فنکار کی مدح
اللہ کی تحمید ہے ، مدحت اُنؐ کی

رشید وارثی کو نعت گوئی کا ماحول ہمیشہ میسر رہا ہے۔ ان کے والدگرامی، جناب ستار وارثی علیہ الرحمۃ کا نعت گوئی میں ایک اہم مقام ہے۔ وہ صاحبِ آیۂ رحمت، حرف معتبر، معطر معطر، خوشبوئے دوست اور عرفانِ وارث ہونے کی حیثیت سے نعت گوئی کی دنیا میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ وہ عمر بھر سالانہ نعتیہ مشاعرے، محفل میلاد اور عرس وارث پاک کا اہتمام کرتے رہے اور یہ سلسلہ بزم وارث کے زیر اہتمام اب تک جاری ہے۔

اجمالی طور پر ''خوشبوئے التفات'' اردو ادب میں گرانقدر اضافہ ہے، علم کا خزانہ ہے جو کیفیات عشق محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹھاٹھے مارتا سمندر ہے۔

رشید وارثی کو اس بزم کا صدر ہونے کا شرف حاصل ہے ایسے ماحول میں پرورش پانے والے، بزم وارث کو فعال رکھنے والے، اور اُردو نعت کو تنقیدی نظر سے دیکھنے والے رشید وارثی، تحقیق و تدقیق کی رہگزر کے مسافر، دینی علوم سے فیضیاب ہونے کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ ومحبت واُلفت آل رسولؐ سے منور دل سے جب اپنی کیفیت کا اظہار کریں گے تو اشعار میں تمازت، حسن، وقار اور وارفتگی کا نمایاں ہو جانا ایک لازمی امر ہے۔ ان کی بصیرت، ان کی فکر اور علم و دانش ایک ایسا شعوری عمل ہے جو نعت گوئی کو معیار اور سلیقہ عطا کرتا ہے۔ الفاظ کا چناؤ اور ان کا بیساختہ اور برمحل استعمال ان کے کلام کا طرہ امتیاز ہے۔ حمد ہو، نعت ہو، منقبت ہو یا مناجات ہو، الفاظ اس قرینے سے استعمال ہوئے ہیں کہ قاری ان کی علمی وسعت اور دسترس کا معترف ہو جاتا ہے۔

رشید وارثی نے حمدیہ اور نعتیہ سانیٹ بھی کہے ہیں۔ ان کی ایک حمدیہ سانیٹ ''شانِ کبریائی'' سے اقتباس پیش خدمت ہے:

وہ ذاتِ یکتا حروفِ مدحت، نقوشِ سجدہ سے ماورا ہے
یہ بزم فطرت کے سب مظاہر اُسی کی تسبیح کر رہے ہیں
اُسی کی صورت گری پہ حیراں تمام اہل ہنر رہے ہیں
وہ ذاتِ اقدس ہی کبریا ہے، مجھے یقیں ہے وہی خدا ہے

اسی طرح ''عظمت سلطان مدینہ'' کے زیرعنوان ایک نعتیہ سانیٹ کا اقتباس حاضر ہے:

مخلوقِ خداوند کے زخموں کا ہے مرہم
وہ عدل و مساوات کا داعی و علم دار
وہ صاحب اخلاق، وہی صاحب تلوار
ہر شان میں ہے باعث تسکین دو عالم

ان کی ایک نعت ''بحضور سرورِ کائنات'' سے اقتباس جو اُن کی محبت اور وارفتگی کی نمائندہ ہے:

سرکارؐ ! یونہی آپ کا لطف و کرم رہے
یہ سر ہمیشہ آپ کی چوکھٹ پہ خم رہے
اس طرح عشق آپ کا دنیا میں عام ہو
ہر آنکھ آپ ہی کی محبت میں نم رہے
اُنؐ کا خیال دل میں سمایا رہا رشید
ہم بے نیازِ منزلِ دیر و حرم رہے

تضمین برکلام جامی (ز رحمت کن نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ)، تضمین برکلام علامہ اقبال (لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب)، تضمین برسلام حضرت احمد رضا خاں بریلوی (شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام) کے علاوہ مدحت سلطان زمنؑ اور میلادِ مصطفےٰؐ کے پانچ حرف کی فضیلت پرنظم میں، رشید وارثی کے بہت سے فنی جوہر سامنے آئے ہیں۔ جو انہیں ایک منفرد مزاج کے نعت گو شاعر ہونے کی حیثیت سے ایک اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں۔ پانچ حرف سے متعلق نظم سے چند بند ملاحظہ فرمائیے:

ہیں مصطفےٰؐ میں اور رسالت میں پانچ حرف
اور مرتضیٰؑ میں پانچ ، نیابت میں پانچ حرف
ہیں فاطمہؑ میں اور طہارت میں پانچ حرف
حسنین میں ہیں پانچ ، سیادت میں پانچ حرف
یہ پانچ نام کیسے جمیع الصفات ہیں
عز و شرف میں حاصل کل کائنات ہیں

اسلام کے ہیں پانچ تو کردار کے ہیں پانچ
اخلاق کے ہیں پانچ تو تلوار کے ہیں پانچ
ہیں قافلہ کے پانچ تو سالار کے ہیں پانچ
کل انبیاء کے پانچ تو سرکارؐ کے ہیں پانچ
جبریلؑ میں ہیں پانچ، صحائف میں پانچ حرف
اوراد میں ہیں پانچ، وظائف میں پانچ حرف

بقیہ صفحہ نمبر 24 پر

سیّد معراج جامی

اللہ اگر توفیق نہ دے

سیّد معراج جامی شگفتہ لہجے کے شاعر، ادیب اور صحافی ہیں۔ وہ سندھ کے شہر دادو میں 12 اپریل 1955ء کو پیدا ہوئے۔ سندھ یونیورسٹی سے 1978ء میں ایم اے (اسلامک اسٹڈیز) اور 1980ء میں ایم اے (اُردو) کی کامیاب تکمیل کی۔ 1980ء سے تاحال ادبی زندگی گزار رہے ہیں۔ 1992ء میں ان کا پہلا مجموعۂ غزل ''روزنِ خیال'' شائع ہوا۔ وہ 1997ء سے ''سفیر اُردو'' نیوٹن، برطانیہ سے بحیثیت مدیر وابستہ ہیں۔ اسی طرح 2000ء سے وہ ماہنامہ ''پرواز'' لندن کے مدیر منتظم کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ 2004ء میں ان کا ہائیکو/سینریو کا مجموعہ شائع ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے دو سہ ماہی رسالے ''ہائیکو ورلڈ'' اور ''ماہیا روپ'' جاری کیے۔ (ادارہ)

کیسی عجیب بات ہے کہ رشید وارثی اور میں ایک دوسرے کو مدت مدید سے جانتے ہیں۔ گاہے بگاہے ان کے فون بھی آتے رہتے ہیں۔ کئی سال قبل ایک یا دو مختصر اور سرسری سی ملاقاتیں بھی ہوئی ہیں مگر ملنے کی طرح ہم کبھی مل کر نہیں بیٹھے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ رشید وارثی اور میں دو مختلف سمتوں میں رہتے ہیں، دو مختلف سمتوں میں سفر کرتے ہیں، اور دو مختلف ذمہ داریاں نبھاتے ہیں۔ پھر کراچی بھی اب ایک شہر نہیں رہا بلکہ یہ ایک ملک ہوگیا ہے۔ ایک ایک علاقہ ایک ایک شہر کی مانند ہے۔ مشینی دور ہے، مشینی شہر ہے اور مشینی لوگ، مگر اس مشینی دور کے باوجود اور حالاتی خلیج کے باوصف ہم دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے جو محبت اور احترام کا جذبہ ہے اس کا اندازہ بھی ہم دونوں ہی کو ہے کہ جب ہم صحیح طرح کبھی ملے ہی نہیں تو ہمارے مابین اس تعلقات کو کوئی تیسرا کیسے جان سکتا ہے۔ مجھے اب تک یاد نہیں کہ رشید وارثی سے میری ملاقات کب، کہاں، کیسے اور کس طرح ہوئی۔ یقیناً کوئی ایسی شخصیت ضرور ہے جس کے توسط سے میری رشید وارثی سے ملاقات ہوئی ہے۔ بہت غور کرتا ہوں تو کچھ اس طرح یاد پڑتا ہے کہ صبیح رحمانی نے جب نعت رنگ نکالا تو اس میں نعت نگاروں کے طرز تحریر اور انداز و بیان پر تنقید کرنے والے دو تنقید نگار بھی تھے ایک عزیز احسن اور دوسرے رشید وارثی۔ نعت رنگ کے مسلسل شماروں میں ان دونوں کی بہت ہی وقیع اور جامع تنقیدی تحریریں شامل ہوتی تھیں۔ ان کی تحریروں پر کئی بڑے عالم بھی متوجہ ہوئے اور اس طرح دونوں نے نعت کے حوالے سے تنقید نگاری میں شہرت حاصل کی۔ مگر میں نہ تو نعت نگار تھا اور نہ ہی نعت پر تنقید نگار۔ مگر نعت رنگ ہی کے حوالے سے میری ملاقات رشید وارثی سے ہوئی ہے۔ مگر کیسی اس کا حال اوپر درج کر چکا ہوں۔ اس کے باوجود رشید وارثی کی وضع داری دیکھئے کہ مجھے اب تک یاد کیے ہوئے ہیں۔ میں تو ان کا احترام ان کی تحریروں کی وجہ سے کرتا ہوں مگر یہ کس حوالے سے یاد رکھے ہوئے ہیں، یہ میں نہیں جانتا۔

رشید وارثی جس خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں وہ بہت ممتاز بھی ہے اور معتبر بھی۔ میں رشید وارثی کے خاندانی پس منظر میں نہیں جاؤں گا کہ ان کے تمام احباب مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ رشید وارثی کے خوبصورت، جاذب نظر اور دیدہ زیب مجموعۂ حمد و نعت ''خوشبوئے التفات'' سے جان جائیں گے جس میں رشید وارثی نے اپنا خاندانی پس منظر بھی بیان کیا ہے۔ مگر میں حضرت ستار وارثیؒ، حضرت سعید وارثی اور برادرم رئیس وارثیؒ سے بھی غائبانہ واقف ہوں۔ حضرت ستار وارثی کی تصانیف رشید وارثی مجھے عنایت کر چکے ہیں۔ سعید وارثی کہنہ مشق اور قادرالکلام شاعر ہیں، ان کی بھی ایک کتاب شاید مجھے ملی ہے۔ رئیس وارثی نے نیویارک میں بزم ادب سجائی ہوئی ہے اور وہاں کی فعال ادبی شخصیت کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔ رشید وارثی پی آئی اے میں ہیں اور اپنے شوق کی ملازمت کر رہے ہیں۔ شوق اگر روزی کا ذریعہ بن جائے تو میں اسے نعمت خداوندی کہتا ہوں۔ اس حوالے سے رشید وارثی اور میں دونوں بہت خوش قسمت ہیں کہ اپنے اپنے شوق کی ملازمت کر رہے ہیں۔ رشید وارثی اور مجھ میں فی الحال تو یہی ایک قدر مشترک ہے۔

''خوشبوئے التفات'' جب رشید وارثی نے مجھے بھیجی تو اس کتاب کی خوبصورتی دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ کتاب کی جاذبیت اور حسن تو اپنی جگہ مزید اس کتاب پر پلاسٹک کا گردپوش چڑھا کر اس کتاب کو ''حسد و افسوس' کی گرد سے بھی محفوظ کر دیا گیا ہے۔ کتاب ملتے ہی میں نے سب سے پہلے رشید وارثی کو فون کیا کہ اس قدر جاذب نظر اور طباعت کے اعلیٰ حسن کے پیش نظر انہیں زبانی مبارکباد دوں پھر خط لکھوں۔ مگر

مکتوب گرامی

ڈاکٹر معین الرحمٰن (لاہور)

محترم رشید وارثی صاحب، تسلیم و تکریم

مجموعہ حمد و نعت و مناقب ''خوشبوئے التفات'' کے روح پرور ہدیے کے لیے ممنون ہوں۔ اپنی بے بصری اور کم اوقاتی سے ناواقف نہیں یہ محض رشید وارثی صاحب آپ کی عنایت ہے کہ اس ارمغان کا مورد ٹھہرا۔

رشید وارثی صاحب توصیف و تمجید رسول مقبولؐ اور حمد باری تعالیٰ میں جس باریک فرق اور جیسی احتیاط کو آپ نے ملحوظ رکھا ہے وہ قابل ستائش اور لائق تقلید ہے۔

بخشا ہے تجھے حق نے ہر اک شے پہ تصرف
اور قادرِ مطلق تو فقط ذاتِ خدا ہے
گفتار کے انداز میں کوثر کی روانی
کردار کے اعجاز میں خالق کی ادا ہے

''پانچ حرف کی فضیلت'' میں رشید وارثی صاحب کو جو کچھ اور جس طور کہنے کی توفیق ہوئی ہے، وہ ان کے رشد و ریاضت دونوں کا مظہر ہے۔

Scanned with CamScanner

شومئی قسمت وہ گھر پر نہیں تھے۔ تیسرے دن ان کا فون آیا تو میں نے انہیں دل کھول کر مبارکباد دی اور آخر میں ایک جملہ بھی کہا، وہ جملہ اس تحریر کے آخر میں آپ بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔

''خوشبوئے التفات'' میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ بلا مبالغہ میں نے اس کتاب کو از اوّل تا آخر کئی بار صرف دیکھا ہے، اور پھر کئی بار پڑھا ہے۔ خوشبوئے التفات میں ایک مسدس ہے جس کا عنوان ہے ''میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی فضیلت کے پانچ حرف'' اس نظم پر کچھ عرض کرنے سے قبل جس مقصد کے لیے اس کا حوالہ دے رہا ہوں وہ ملاحظہ فرمائیے کہ اس کتاب میں بھی پانچ باب ہیں۔ باب الوہیت، باب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب خلافت، باب ولایت اور باب تسلیم و مناجات۔ کتاب کے یہ پانچ باب کیا ہیں باب فردوس ہیں۔ ہر باب کا در وا کیجئے اور سیر جنت کیجئے۔ میلادِ مصطفیٰ کی فضیلت کے پانچ حرف پڑھ کر یک گونہ خوشی وانبساط حاصل ہوا۔ رشید وارثی نے رب کائنات ، کائنات، سرکار کائنات، خلافت، کردار، اسلام، انسان، علم اور اکرام سے فیض اور نسبت رکھنے والے ہر لفظ کے بارے میں بتایا ہے کہ اس کے پانچ حرف ہیں۔ یہ مسدس تیرہ بند پر مشتمل ہے۔ آپ کو صرف دو بند پڑھواتا ہوں تاکہ آپ پر بھی حیرت کا در کھل جائے جو مجھ پر کھلا ہے۔

ہیں مصطفیٰؐ میں اور رسالت میں پانچ حرف
اور مرتضیٰؓ میں پانچ نیابت میں پانچ حرف
ہیں فاطمہؓ میں اور طہارت میں پانچ حرف
حسنینؓ میں ہیں پانچ سیادت میں پانچ حرف
یہ پانچ نام کیسے جمیع الصفات ہیں
عز و شرف میں حاصل کل کائنات ہیں

بوبکرؓ میں ہیں پانچ صداقت میں حرف پانچ
فاروقؓ میں ہیں پانچ عدالت میں حرف پانچ
عثمانؓ میں ہیں پانچ سخاوت میں حرف پانچ
اور شیر حقؓ میں پانچ شجاعت میں حرف پانچ
اصحابؓ میں ہیں پانچ خلافت میں پانچ حرف
آلِ نبیؐ میں پانچ امامت میں پانچ حرف

اس مسدس میں کل کائنات سے وابستہ جتنے اشخاص معتبر و ممتاز ہیں اور جتنی نسبتیں اس کائنات اور رب کائنات سے متعلق ہیں ان سب کے بارے میں یہ انکشاف کہ ان سب کے پانچ حرف ہیں، رشید وارثی کے ذہن رسا کا کمال ہے۔ نیز اس مسدس کے دو بند جو میں نے مثالاً پیش کیے ہیں۔ ان میں دوسرے بند کو پڑھتے ہوئے یہ دیکھئے کہ رشید وارثی نے خلفائے راشدین کے ناموں کے حرف ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ ان کے وصف کو بھی کمال ہنرمندی سے نظم کیا ہے۔

رشید وارثی کا پورا گھرانہ علم و ادب کا مرکز اور اس گھرانے کے افراد علم و ادب کے جویا ہیں۔ رشید وارثی کے والد حضرت ستار وارثی علیہ الرحمۃ، بڑے بھائی سعید وارثی، چھوٹے بھائی رئیس وارثی اور خود رشید وارثی اقلیم سخن میں ایک معتبر شناخت رکھتے ہیں۔ اس مجموعۂ حمد و نعت میں رشید وارثی نے تقریباً ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ اس مجموعہ میں آزاد نظم بھی ہے، مستزاد بھی، سانیٹ بھی ہے، مخمس بھی، مسدس بھی ہے مثلث بھی، قصیدہ بھی ہے مسمط بھی، ترکیب بند بھی ہے مثنوی بھی جو بطرز مثنوی ہی سہی، ترجیع بند بھی ہے اور

> رشید وارثی کا پورا گھرانہ علم و ادب کا مرکز اور اس گھرانے کے افراد علم و ادب کے جویا ہیں

پابند نظمیں بھی۔ ان اصناف میں کوئی پختہ کار اور قادرالکلام شاعر ہی سخن آزمائی کر سکتا ہے۔ نیز رشید وارثی نے ایک نعت ایسی کہی ہے جس میں حرف ''الف'' کا استعمال بھی نہیں ہوا۔ اور نعت رواں دواں بھی ہے۔ اس نعت کے تین شعر ملاحظہ فرمائیے:

دل میں بسی ہوئی ہے محبت حضورؐ کی
ہر لمحہ میرے لب پہ ہے مدحت حضورؐ کی
کیسے ہو سر منزل قوسین منکشف
جبریلؑ سہہ سکے نہ معیت حضورؐ کی
یہ بھی تو وصف ختم رُسل کی دلیل ہے
تھی پشت پہ جو مہر نبوت حضورؐ کی
قدموں میں وہ حضور کے ہر دم رہیں رشید
ورثے میں دے گئے جو محبت حضورؐ کی

صنعت غیر منقوط کے بارے میں ہر کوئی بخوبی جانتا ہے کہ اس صنعت میں صاحب علم شاعر ہی شعر کہہ سکتے ہیں۔ نثر اور نظموں کے کئی غیر منقوط مجموعے اس دور میں منظر عام پر آئے ہیں۔ میں نے ان کے مطالعے میں کہیں کہیں بڑی دقتیں محسوس کی ہیں۔ رشید وارثی نے ایک نعت غیر منقوط بھی کہی ہے اور مجھے خوشگوار حیرت کا سامنا کرنا پڑا کہ اس میں اس قدر روانی ہے اور الفاظ اس قدر سہل ہیں کہ کسی بھی مصرعے پر مجھے رُکنا نہیں پڑا۔ چند شعر آپ بھی اس غیر منقوط نعت کے پڑھ لیجئے۔

وہ اصل درود و سلام و دعا ہے
وہ مولائے کل، مالک دوسرا ہے
وہ سدرہ کا مہماں، وہ اسریٰ کا دولہا
علو کا علم اس کے لہرا رہا ہے
رسولوں کی ہے وہ دعاؤں کا حاصل
وہ اولاد آدم کے دکھ کی دوا ہے
الٰہی مرا سر ہو اوراس کا در ہو
کرم کرکہ دوری سے دل رو رہا ہے

بہت قیمتی شے کے لیے نسبت بھی بہت اعلیٰ دیکھی جاتی ہے۔ رشید وارثی کی ''خوشبوئے التفات'' اپنے معنوی اور صوری لحاظ سے جس قدر حسین اور خوبصورت ہے اس پر تقریظات کے لیے دنیائے علم و ادب کے عالموں کا انتخاب ضروری تھا کہ انسان علم حاصل کرتے کرتے ہی عالم کے درجے پر پہنچتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ رشید وارثی کی اس کتاب میں نہایت مبسوط، وقیع اور جامع مقدمہ انڈی پینڈنٹ یونیورسٹی، فیصل آباد کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ اُردو ڈکشنری بورڈ کے صدر پروفیسر فرمان فتح پوری صاحب نے مختصر مگر بھرپور تقریظ لکھی ہے۔ سندھ یونیورسٹی جام شورو کے وائس چانسلر مظہر الحق صدیقی صاحب نے خوشبوئے التفات کا ژرف نگاہی سے جائزہ لیا ہے۔ اکادمی ادبیات پاکستان کے صدر

بقیہ صفحہ نمبر 33 پر

رياض حسین چودھری (سیالکوٹ)

تاثرات

ریاض حسین چودھری 8 نومبر 1941ء کو شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی سے شعر و ادب کی جانب رجحان رہا۔ 63-1961ء کے دوران کالج میگزین کے ایڈیٹر رہے۔ تعلیمی استعداد ایم اے، ایل ایل بی ہے۔ پاکستان کے اُردو حمد و نعت کے حلقوں میں ایک کہنہ مشق نعت گو شاعر اور ادیب کی حیثیت سے معروف و مقبول ہیں۔ ان کے نعتیہ مجموعے ''کشکول آرزو''، ''ذوق ثناء'' اور ''زرِ معتبر'' کے نام سے شائع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ سلسلہ جاری ہے۔ (ادارہ)

اکیسویں صدی کے پہلے عشرے میں ''خوشبوئے التفات'' کی اشاعت اس امر کی نشاندہی کر رہی ہے کہ بیسویں صدی کی طرح اکیسویں صدی بھی نعت کی صدی ہے بلکہ ہر صدی ہی نعت کی صدی ہے، ہر لمحہ ہی نعت کا لمحہ ہے، کائنات کا گوشہ گوشہ انہی لمحاتِ تابدار سے معمور ہے، اکیسویں صدی کے آخری عشرے میں نعت کی صورت پذیری کی ایک واضح جھلک رشید وارثی کے نعتیہ کلام میں دکھائی دے رہی ہے۔ خوشبوئے التفات کا ورق ورق اسی روشنی کا آئینہ دار ہے۔ رشید وارثی کی نعت ادب رسول کی ردائے محتشم میں لپٹی ہوئی ہے، مقام رسالت لمحہ بھر کے لیے بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے پایا۔ یہی ان کے فن کی معراج ہے اور یہی دامن آرزو میں سعادتیں سمیٹنے کا وسیلہ ہے۔

آج اُمت مسلمہ تہذیبی اور ثقافتی دباؤ کا ہی شکار نہیں بلکہ سیاسی، جغرافیائی اور معاشی اعتبار سے بھی یہ صدیوں کے بوجھ تلے سسک رہی ہے۔ اس کے قدم ہیں کہ ارتقاء کی بلندیوں کی طرف اٹھتے ہی نہیں، علم کی مشعل اس کے ہاتھ سے چھن چکی ہے۔ ماضی قریب میں اپنی اجتماعی غلطیوں کا ماتم کہاں تک اور کب تک کیا جائے۔ اقبالؒ نے اس کائناتی سچائی کا برملا اظہار کیا تھا کہ فطرت افراد کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے تو اغماض کر لیتی ہے لیکن قوموں کے اجتماعی گناہوں کو کبھی معاف نہیں کرتی۔ ہم اجتماعی گناہوں کے جہنم کی آگ کا رزق بنے ہوئے ہیں۔ اپنی ہی سرزمین پر اجنبی ہو کر رہ گئے ہیں انخلاء در انخلاء کا عذاب ہمارے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے۔ ہسپانیہ کا المیہ دہرایا جا رہا ہے، کشمیر، فلسطین، چیچنیا، بوسنیا، افغانستان اور عراق میں خونِ مسلم سے ہولی کھیلی جا رہی ہے، مسجدوں اور خانقاہوں میں بھی اسلام کا راستہ روکا جا رہا ہے اسلام کا لفظ دہشت گردی کے مترادفات میں شامل کر دیا گیا ہے لیکن بے حسی اور بے غیرتی کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنے مفادات کے قیدی بنے اپنے بلوں میں سے سر نکالنے کی جرات بھی نہیں کر پاتے، لیکن گنبد خضرا سے ازسرنو رشتہ غلامی استوار کیے بغیر ہماری انفرادی اور اجتماعی محرومیوں کا ازالہ ممکن ہی نہیں۔ روحِ محمدؐ کو سینوں میں بیدار کر کے ناممکن کو ممکن بنایا جا سکتا ہے اور روحِ محمدؐ کی بیداری کا موثر ترین ذریعہ نعت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ دلوں میں پھر سے عشق محمد کے چراغ جل اٹھیں اور ان چراغوں کی روشنی میں عظمت رفتہ کی بازیابی کو ممکن بنایا جا سکے۔ خوشبوئے التفات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رشید وارثی کا جہان فن تصوف کی خوشبو سے بھی مہک رہا ہے۔ ''خوشبوئے التفات'' برصغیر پاک و ہند کے فکری، نظری، روحانی، ثقافتی اور تہذیبی رویوں کی آئینہ برداری کے تخلیقی عمل کا ایک دلکش نمونہ ہے۔ انہیں عشق رسالت مآبؐ کی فضائے دلکش میں سانس لینے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے جہانِ نعت میں زندہ ہیں تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ اردو شاعری کا سارا حسن ان کے نعتیہ کلام میں اپنے تمام تر جمالیاتی ظہور کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔ برصغیر کا عوامی مذہبی پس منظر اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ خوشبوئے التفات کے اوراق میں جلوہ گر ہے۔ رشید وارثی کی ایک نعت کا مقطع ہے ۔

نام سرکارؐ پہ آنسو اُمنڈ آتے ہیں رشیدؔ
اپنے اجداد کی آنکھوں پہ گئی ہیں آنکھیں

میں کئی دن اس شعر کے سحر میں گرفتار رہا۔ اس شعر سے انسپائر ہو کر اس زمین میں 36 اشعار کہے اور مذکورہ مقطع سے براہ راست استفادہ بھی کیا۔ مطلب یہ ہے کہ اثر آفرینی رشیدؔ وارثی کے درِ شعر پر دست بستہ کھڑی رہتی ہے اور یہ یقیناً ایک غیر معمولی بات ہے اور عطیہ خداوندی ہے۔

❁❁❁❁

مکتوب گرامی

ڈاکٹر اسلم فرخی (کراچی)

مخدومی مکرمی! السلام علیکم

''خوشبوئے التفات'' کا گراں قدر تحفہ باعث سرفرازی ہوا۔ جیسا خوبصورت اور دل نواز کلام ہے ویسی ہی طباعتی پیش کش بھی ہے۔ کلام بھی مرصع اور دل کے تاروں میں ارتعاش پیدا کرنے والا اور انداز طباعت بھی سرتا پا حسن۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو رواں دواں رکھے۔ آپ بزرگوں کی بارگاہ میں اسی لگن سے ہدیے پیش کرتے رہیں اور ہم لوگوں کے دلوں میں محبت کے چراغوں کی لو بڑھاتے رہیں۔ میری جانب سے اس حسین مجموعے کی اشاعت پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

بقیہ:

''خوشبوئے التفات''
ایک گرانقدر ادبی کاوش

مدحتِ حضورِ اکرم ﷺ کے عنوان سے جو نعت کہی ہے اس میں ایک امتیازی بات یہ ہے کہ اس میں حرف ''الف'' کہیں استعمال نہیں ہوا۔ یہ ایک تجربہ ہے جو رشید وارثی نے انتہائے شوق کے تحت کیا ہے۔

دل میں بسی ہوئی ہے محبت حضورؐ کی
ہر لمحہ میرے لب پہ ہے مدحت حضورؐ کی
قدموں میں وہ حضورؐ کے ہر دم رہیں رشیدؔ
ورثے میں دے گئے جو محبت حضورؐ کی

خوشبو لفظ کو رشید وارثی نے بہت استعمال کیا ہے۔ ایک نعت شریف میں ''خوشبو'' کو ردیف کے طور پر استعمال کر کے خوشبو سے اپنے گہرے لگاؤ کا اظہار کیا ہے۔ ان کے والد گرامی کے عارفانہ کلام پر مبنی ایک کتاب کا نام بھی ''خوشبوئے دوست'' ہے۔ خوشبو فرحت دل ہے، راحت جاں ہے، فضا میں عجب طلسماتی رنگ بھرتی ہے، خوشبو آزادی کی علمبردار ہے اور دوسروں کو خوشی بخشنے کا ایک درس ہے۔ رشید وارثی خوشبو کو اور آگے بڑھاتے ہیں:

جس طرف سے حضورؐ گزرے ہیں
راستوں کو بسا گئی خوشبو
میرے سرکارؐ کے پسینے سے
اپنی معراج پا گئی خوشبو
چشم یعقوبؑ ہو گئی بینا
شکل یوسفؑ دکھا گئی خوشبو
وہ جو آئے مشام جاں میں رشیدؔ
روح بن کر سما گئی خوشبو

اس کے علاوہ رشید وارثی نے عین عقیدت و احترام کے ساتھ کتاب کے سرورق پر، اور اپنے کلام کے ہر باب سے پہلے ''خوشبوئے التفات'' کے الفاظ پر مبنی خوبصورت اشعار رقم کیے ہیں، جو نفس مضمون کی تقدیس وتحریم کو اجاگر کرتے ہیں۔

اجمالی طور پر ''خوشبوئے التفات'' اردو ادب میں گرانقدر اضافہ ہے۔ علم کا خزانہ ہے جو کیفیات عشق محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے۔ فکر انگیز خیالات و جذبات کا مجموعہ ہے جو اعلیٰ و ارفع مضامین پر مبنی ہے۔ فن شعر گوئی، بالخصوص نعت گوئی کے ارتقائی مراحل کی دستاویز ہے۔ خوبصورت اور پُروقار الفاظ وتراکیب کا حامل ایک اثاثہ ہے۔ مختلف اصنافِ شعر کا تدریسی رہنما ہے۔ مافی الضمیر اور الفاظ کا حسین امتزاج ہے۔ اس ادبی سرمائے سے شعر گو اور نعت گو حضرات یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ انتہائی وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب ہر کتب خانے کی زینت کو دوبالا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی اور نعت گوئی کے ذخیرہ شعر و سخن کو حسن، سلیقہ، وقار، وارفتگی اور توانائی عطا کرے گی۔

رشید وارثی اس گراں قدر ادبی کاوش اور مذہبی فریضہ کی ادائیگی پر ہماری مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسے کارِ خیر کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکتوب گرامی

مفتی محمد اسلم نعیمی (کراچی)

''خوشبوئے التفات'' مخدوم اہلسنت برادر طریقت جناب رشید وارثی صاحب زیدہ مجدہٗ کا منظوم علمی فکری شاہکار ہے اور جس طرح نام ہے یقیناً کتاب بھی اسی کے مطابق خوب اسم بامسمّٰی ہے۔ موصوف نے اپنے ذہنی علمی فکری اشعار میں ہی کتاب ہذا کو خوب سے خوب متعارف کرایا ہے۔ کتاب کی لوح پیشانی پر لکھا ہوا شعر ہی کتاب کا تعارف و خلاصہ ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب ہر قاری کے لیے نظیر التفات اور حسن التفات ثابت ہوگی۔ صمیم قلب کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بطفیل رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خوشبوئے التفات کو مقبولیت عامہ اور تامہ نصیب فرمائے اور مصنف رشید وارثی صاحب کو جزائے جزیل اور اجر کثیر مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

تاثرات

سیّد صبیح الدین صبیح رحمانی
(مدیر: نعت رنگ)

اصحابِ علم و آگہی اور وابستگانِ نعت کے لیے رشید وارثی کا نام اب محتاج تعارف نہیں۔ وہ بحیثیت ناقد نعت اُردو دنیا میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ نعتیہ ادب پر ان کے گہرے ناقدانہ اور سنجیدہ فکری مضامین و مقالات جو گاہے بگاہے نعت رنگ کی زینت بنتے رہے ہیں عصر حاضر کے تمام ہی قابل ذکر اہل علم سے داد وصول کر چکے ہیں یہی نہیں بلکہ ان مضامین کو اُردو کے تنقیدی سرمائے میں خوشگوار اضافہ قرار دیا گیا ہے۔ اب ان کا مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' زیور طبع سے آراستہ ہو کر ہمارے سامنے آیا ہے۔ شدت جذبہ و احساس زبان و بیان کے حسن اور غیر معمولی فنی انہماک نے اس مجموعے کو جیتا جاگتا ادب پارہ بنا دیا ہے۔

رشید وارثی نعت گوئی میں اپنے ہم عصروں سے یوں بھی ممتاز ہیں کہ دینی وعصری علوم سے جتنی آگہی اور زندگی کے نوع بہ نوع تجربات کا جتنا وسیع سرمایہ ان کے پاس ہے اوروں کے پاس نہیں۔ پھر ان کی انفرادیت اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے علم، معتقدات اور زندگی کے ہر جذبے اور تجربے کو تخلیقی یا شعری تجربہ بنا لینے کا ہنر جانتے ہیں۔ اس ہنر میں ان کی مہارت کا عالم یہ ہے کہ شاعری کی جملہ ہیئتیں اور اصناف ان کی دسترس میں رہتی ہیں وہ جس ہیئت اور صنف سخن میں چاہیں اپنے جذبوں کو ڈھال سکتے ہیں۔ خوشبوئے التفات میں موضوعات کی رنگارنگی کے ساتھ ہیئت شعری کی بھی ایسی دھنک نظر آتی ہے جو رشید وارثی کو اساتذہ فن کی صف میں شامل کرنے کے لیے کافی ہے۔

میں اس خوبصورت مجموعے کی اشاعت پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی نعتیہ ادب کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے مالا مال کرتے رہیں۔ آمین!

Scanned with CamScanner

مفتی ابوظفر حافظ نواب الدین سعیدی

مشام جاں کی سوغات خوشبوئے التفات

کراچی کے ممتاز عالم دین اور خطیب مفتی ابوظفر حافظ نواب الدین سعیدی 1974ء میں وادیٔ مہران سے تہر اوبارو میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنی خداداد قوت حافظہ کی بدولت 9 سال کی عمر میں قرآن کریم کے حفظ کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ 18 سال کی عمر میں درس نظامی کی کامیاب تکمیل کی۔ تقریباً گزشتہ 10 برس سے مختلف مدارس میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے تحریر کردہ مضامین و مقالات مختلف جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ فقہ کی ایک اہم کتاب ''منیۃ المصلی'' کا اُردو ترجمہ کر چکے ہیں اور اب اس کی شرح لکھ رہے ہیں۔ عشق رسول وآل رسول ان کی شخصیت کا نمایاں جوہر ہے جسے وہ اہلسنت و جماعت کے عقائد و تعلیمات کی روشنی ین عام کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ (ادارہ)

مستعوذاً و مبسملاً و محمداً و مصلیاً

بوستان، گلستان، حماسہ، متنبی جیسے شعری مجموعوں اور نفحہ، مقامات، مطول، مختصر جیسے ادبی فن پاروں کے مطالعہ و تدریس کے بعد اردو شعری مجموعوں بالخصوص نعتیہ مجموعوں میں ندرت فکر کے فقدان اور اغلاط معنوی کی کثرت کی بناء پر طبیعت برغبت ان کے مطالعہ پر مائل نہیں ہوتی۔ مگر محترم و محتشم، کرم فرمائے من جناب رشید وارثی صاحب کا خوبصورت و دیدہ زیب مجموعہ کلام جس وقت ہاتھوں میں پہنچا تو سرورق کی خوبصورتی نے اس طرح اپنے سحر میں جکڑا کہ بے اختیار اس کے مطالعہ پہ مجبور ہو گیا اور تمام ہی مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر اس کا مطالعہ مکمل کر کے ہی دم لیا۔ جیسے جیسے ورق پلٹتا گیا کتاب کے اسم بامسمّیٰ کا بہترین مرقع ہونے کا یقین مستحکم ہوگیا۔ تبصرہ نگاروں کی خوبصورت و محبت آمیز نگارشات استہلال برأت کا عمدہ ثبوت ہیں اسکے بعد حرف آغاز میں جن موضوعات کو زیر بحث لایا گیا وہ ایسے موضوعات ہیں کہ اہل سنت و جماعت کے مصنفین و مولفین الزام تشیع سے بچنے کے لیے ان پر قلم اٹھانے سے گریز کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اکثر وہ ناصبیت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

مگر الحمدللہ! رشید وارثی صاحب نے نہ صرف ان موضوعات پر قلم اٹھایا بلکہ رفض و نصب سے پاک اہل سنت و جماعت کے صحیح عقیدے کی ترجمانی کی۔ نثری حصے کے مطالعہ اور طباعت کی خوبصورتی سے مستفید ہوتے ہوئے جب اشعار کا مطالعہ شروع کیا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ منتخب آیات و احادیث کی منظوم تشریح پڑھ رہا ہوں۔ اشعار کیا ہیں مفاہیم آیات قرآنیہ اور مفاہیم احادیث کے سمندروں کو خوشبوئے التفات کے طفیل بقدر استطاعت کوزے میں بند کرنے کی بہترین کوشش ہے۔ مثلاً اللہ کریم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

کل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی الخ

ترجمہ '' (اے حبیب) تم فرما دو اگر
سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے
سیاہی ہوں تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا
اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔''

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں دفتر کے دفتر رقم کیے جا سکتے ہیں اور کیے گئے مگر ممدوح موصوف اس مفہوم کو کس مہارت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ

بنے سب سمندروں کو جو ملا کے روشنائی
تو بیاں نہ ہو سکے گی تیری شانِ کبریائی

اسی طرح نعت و مناقب میں بھی روایات صحیحہ کی خوبصورت ترجمانی ہے اور مناقب کے باب میں جو سب سے زیادہ لائق تحسین و ستائش فعل ہے وہ اوّل تو ائمہ اثناء عشر کے مناقب رقم کرنا اور ثانیاً نہ صرف مناقب رقم کرنا بلکہ ان کے مختصر احوال تحریر کرنا یہ اہل سنت و جماعت کے اس زبانی دعوے کا عملی ثبوت ہے، کہ ائمہ اثناء عشرؓ فقط روافض کیلئے قابل تعظیم و مکرم نہیں ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر اہل سنت و جماعت کے لئے قابل تعظیم و تکریم ہیں مگر نہایت افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس دعوے کا عملی ثبوت خال خال ہی نظر آتا ہے۔ مکرم وارثی صاحب اُن خوش نصیبوں کی فہرست میں شامل ہیں جو کہ عملاً دعویٰ مذکورہ کے مؤید ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ابواب کے شروع میں جو نگارشات موجود ہیں وہ قابل تقلید عمل ہے کہ اس سے ہر قاری کو اس باب میں شامل کلام کا مقصد اور حدود و قیود کا ادراک صحیح طور پر ہوجائے گا۔ اسی طرح عقیدۂ پنجتن پاک علیہم السلام کی جامع و مختصر تشریح بھی۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جس نے اس کتاب کی وقعت دیگر نعتیہ مجموعوں کے مقابلے میں لاکھوں گنا بڑھادی ہے۔ میں وارثی صاحب کو اس عظیم کاوش کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ ذوالمنن کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ موصوف کی اس سعی عظیم کو اپنی بارگاہ صمدیت میں مستجاب فرمائے۔ آمین۔

مکتوب گرامی

ڈاکٹر سبط شبر زیدی (کراچی)

وارثی صاحب! السلام علیکم

تحریراً آپ کا پیغام اور کتاب ''خوشبوئے التفات'' موصول ہوئے۔ یاد رکھنے پر ممنون ہوں۔ شاعر کو ماحول کا ترجمان سمجھا جاتا ہے اگر یہ فکر درست ہے تو یقیناً رشید وارثی صاحب کا زیر نظر نعتیہ مجموعہ دلیل بنتا ہے کہ انہوں نے فرمانبردار فرزند کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے اسلاف سے بغاوت نہیں کی اور حقیقتاً رشید ثابت ہوئے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد محسوس ہوا کہ یہ مجموعہ صرف خوشبوئے التفات ہی نہیں بلکہ محورِ التفات اور مقصودِ التفات بھی ہے۔ اگرچہ فکری و نظریاتی اختلاف اپنی جگہ مگر کتاب طباعت کے اعتبار سے بھی قابل مدح ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب ہی کی نیک خواہشات کو تکمیل کے مراحل سے گزار کر اپنی بارگاہ میں مقبول بنائے۔ آمین

ادارہ ہذا کے سینئر رکن اور

چیئرمین مجلس تحقیق مذہبی، جناب رشید وارثی

کے شاہکار مجموعۂ حمد و نعت و مناقب

خوشبوئے التفات

کی دلپسند اشاعت پر ہم اسلامی ادب کے تحقیقی و اشاعتی ادارے

بزم وارث شاہ فیصل کالونی نمبر 1 کراچی

کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

مجلس سماجی کارکنان پاکستان (رجسٹرڈ)

(سماجی اور فلاحی خدمت کا قومی ادارہ)

ایم۔ایس۔کے۔پی بلڈنگ، شاہ فیصل کالونی نمبر 1 کراچی

Scanned with CamScanner

شہزاد احمد (ایڈیٹر "حمد و نعت" کراچی)

آیۂ رحمت سے "خوشبوئے اِلتفات" تک

شہزاد احمد کراچی کے ایک معروف نعت خواں، کہنہ مشق کمپیئر، کئی نعتیہ انتخابات اور مجموعوں کے مولف، مرتب، ناشر اور ماہنامہ "حمد و نعت" کراچی کے مدیر کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ گزشتہ کئی عشروں سے نعتیہ ادب سے وابستہ ہیں۔ نعت گوئی سے بھی رغبت ہے۔ تاہم دنیائے نعت کے ادبی حلقوں میں ایک ادیب اور صحافی کی حیثیت سے زیادہ معروف ہیں۔ ایم اے (اسلامک اسٹڈیز) کی تکمیل کے بعد وہ نعت کے موضوع پر کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے اُمیدوار ہیں۔ پاکستان میں فروغ نعت کے حوالے سے بھی وہ قابل ذکر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (ادارہ)

خانوادۂ ستّار وارثی رحمۃ اللہ علیہ یوں تو کئی حوالوں سے معروف ہے۔ مگر اس کی خصوصیات میں یہ چند حوالے قابلِ تحسین و لائقِ صد ستائش ہیں۔

"خانوادۂ ستّار وارثی" کے سرخیل و سالار نعت گو شاعر عبدالستار خان ستّار وارثی بریلوی علیہ الرحمۃ 1924ء میں روہیل کھنڈ کے صدر مقام بریلی کے محلّہ ذخیرہ میں پیدا ہوئے۔
حضرت ستّار وارثیؒ نے زمانۂ طالب علمی سے شعر گوئی کا آغاز کیا۔ اُن کے پانچ شعری مجموعے شائع ہوئے۔ جو علی الترتیب مختصر کتابی "تعارف نامہ" میں شامل ہیں۔ 8، مارچ 1985ء کو بروز جمعۃ المبارک کراچی میں انتقال ہوا۔
حضرت ستّار وارثی نے اپنے گھرانے میں جس شعری روایت کو ازسرنو رواج دیا وہ اتنی مستحکم اور پائیدار ہے کہ آئے دن اس کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔

جس گھرانے پر رحمت" سایہ فگن ہو

آیۂ رحمت

سلسلۂ اشاعت کے اعتبار سے جناب ستّار وارثیؒ کا یہ سب سے پہلا شعری مجموعہ ہے۔ جو ان کی زندگی میں ہی شائع ہو کر تھوڑے عرصہ میں نایاب ہو گیا تھا۔ یہ تین ابواب پر منقسم ہے۔ اولاً باب حرم، ثانیاً باب کرم اور ثالثاً باب ارم، باب حرم، اللہ رب العزت کی حمد و ثناء سے منور ہے۔ باب کرم، حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف سے معطر ہے۔ اور باب ارم جلیل القدر صحابۂ کرام و اہلبیت عظام اور مشاہیر اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کی عقیدت و محبت سے معنبر ہے۔ یہ کتاب 1979ء میں بزم وارث۔ 190/1 شاہ فیصل کالونی کراچی نے شائع کی ہے۔ اس کتاب کا سائز 16=36×23 ہے اور صفحات 192 ہیں۔

جہاں کے روز و شب ہوائے طیبہ سے "مُعطّر مُعطّر" ہوں

مُعطّر مُعطّر

جناب ستّار وارثی کا (خود مرتب کردہ) دوسرا نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔ جو ان کے وصال کے ایک سال بعد زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔ اسے مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی نے 1986ء میں شائع کیا تھا۔ یہ نعتیہ شعری مجموعہ صرف ایک حمد اور تمام تر نعتوں پر مشتمل ہے۔ 16=36×23 کے سائز میں اس کتاب کے کل صفحات 128 ہیں۔

حضرت ستّار وارثیؒ کو اولیائے کاملین و بزرگانِ دین سے محبت کے طفیل...... "عرفانِ وارثؒ" ...... کے امین و راز آشنا ہوئے۔

عرفانِ وارث

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ مجموعہ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔ اس میں جناب ستّار وارثی کے آبا و اجداد کے حوالے سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ اسلام آباد کے ڈاکٹر محمود الرحمٰن کا ایک تحقیقی و تفصیلی مضمون بھی شامل ہے۔ یہ کتاب 16=36×23 کے سائز میں 96 صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے بھی بزمِ وارث کراچی نے 1988ء میں شائع کیا تھا۔

جب عقیدت آتشِ عشقِ نبی کی حرارت سے "حرفِ معتبر" میں ڈھل جائے۔

حرفِ معتبر:

"حرفِ معتبر" ستّار وارثی علیہ الرحمۃ کا از خود ترتیب دیا ہوا آخری نعتیہ مجموعہ ہے۔ جسے اردو مرکز نیو یارک کے تعاون سے بزم وارث 190 / 1 شاہ فیصل کالونی کراچی نے شائع کیا ہے۔ 224 صفحات پر مشتمل یہ مجموعۂ کلام نومبر 1994ء (جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ) میں 16=36×23 کے سائز میں شائع ہوا۔

حرفِ معتبر مین نعتوں کی تعداد 99 ہے۔ جبکہ برادرم رشید وارثی (صاحبزادہ ستّار وارثی) نے 99 اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الواح کا اضافہ کیا ہے۔ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر اور جامع شرح قرآنی آیات، تفسیری حوالوں اور احادیثِ مقدسہ کی روشنی میں کی گئی ہے۔ جس سے قارئین کرام خاطر خواہ استفادہ کر سکتے ہیں۔

فضائے عشق جب "خوشبوئے دوست" سے مہکنے لگے۔

خوشبوئے دوست

"خوشبوئے دوست" حضرت ستّار وارثی بریلوی کی عارفانہ غزلوں پر مشتمل ہے۔ جس کے ناشر رئیس وارثی صدر اُردو مرکز نیو یارک ہیں۔ جبکہ اس کی طباعت کا اہتمام بزم وارث 190/ 1 شاہ فیصل

کالونی کراچی نے کیا ہے۔ فروری 2003ء میں شائع ہونے والی اس کتاب کی قیمت =/200 روپے ہے۔ 224 صفحات کی یہ کتاب 16=36×23 کے سائز میں شائع ہوئی۔

"خوشبوئے دوست" ستار وارثی علیہ الرحمۃ کے از خود ترتیب دیئے ہوئے شعری مجموعوں میں سے آخری مجموعہ ہے۔ جس میں شاعرِ موصوف کی 100 غزلیں شامل ہیں۔

قارئین محترم! آپ نے ستار وارثی کا سلسلۂ محبت وعقیدت ملاحظہ فرمایا۔ ستار وارثی کے سب سے بڑے فرزند ڈاکٹر محمد سعید خان، سعید وارثی کا احوال ملاحظہ کیجئے۔

> حضرت ستار وارثی کے سب سے بڑے فرزند ڈاکٹر سعید وارثی 24 جنوری 1946ء کو محلّہ گلاب نگر بریلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ طالب علمی کے زمانے سے شعر کہنا شروع کئے۔ جدید لہجے کے نمائندہ شعراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ تازہ و توانا لہجے میں غزلوں، نظموں اور نعتوں کا ایک ایک مجموعہ شائع ہوا۔ اس کے علاوہ دوسرے موضوعات پر بھی کُتب شائع ہوچکی ہیں۔
>
> جدید لب و لہجے کے شاعر ڈاکٹر سعید وارثی آج کل علیل ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل انھیں صحت وتندرستی کی دولت سے ہمکنار کرے۔ آمین

ڈاکٹر سعید وارثی غزل کے میدان میں اُتریں تو "خواب خواب چہرہ"...... شعری روپ دھار لیتا ہے۔

خواب خواب چہرہ :

"خواب خواب چہرہ" ڈاکٹر سعید وارثی کی غزلوں پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔ جس کا چوتھا ایڈیشن بغیر ترمیم واضافہ کے ستمبر 1986ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کو دستاویز پبلشرز کراچی، راولپنڈی نے شائع کیا ہے۔ سعید وارثی جدید لب ولہجہ کے ممتاز غزل گو ہیں۔ جن کی غزلیں تازہ کاری اور نئے مضامین کی روایت کو مستحکم کرتی نظر آتی ہیں۔

ڈاکٹر سعید وارثی نے "ناگفتہ" کو گفتہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

ناگفتہ

"ناگفتہ" ڈاکٹر سعید وارثی کی موضوعاتی نظموں پر مشتمل ہے۔ جس میں سعید وارثی نے سچ بولنے کی روایت اور منافقت سے گریز کا درس دیا ہے۔ اس کتاب کے ناشر بھی دستاویز پبلشرز، راولپنڈی، کراچی ہیں۔ =/25 روپے قیمت والی اس کتاب پر سالِ اشاعت موجود نہیں۔ کتابی ترتیب کے لحاظ سے یہ کتاب "خواب خواب چہرہ" 1986ء کے بعد طبع ہوئی ہے۔

نعت گوئی کی وراثت جب منتقل ہوتو......"ورثہ"......کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔

ورثہ

"ورثہ" ڈاکٹر سعید وارثی کا نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔ اسے بزمِ وارث کے زیرِ اہتمام جنوری 1987ء میں شائع کیا گیا۔ 120 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 16=36×23 کے سائز میں مُجلّد شائع ہوئی۔

فکر وفن کے نئے راستے تلاش کرنے والے سعیدِ ازلی، سعید وارثی کی شاعری میں احترام وتقدس کی جو فضا قائم ہے۔ وہ بہت کم کم شعراء کا خاصہ ہے۔ سعید وارثی کی نعتیہ شاعری فکری وفنی ہر دو لحاظ سے جدید آہنگ کی آئینہ دار ہے۔

آپ ستار وارثی کے سب سے بڑے صاحبزادے سعید وارثی کے احوال وخدمات سے واقف ہوئے۔ اب ستار وارثی کے منجھلے فرزند رشید وارثی کی ریاضتِ فکر وفن کے جوہر دیکھئے۔

> حضرت ستار وارثی کے منجھلے فرزند عبدالرشید خاں رشید وارثی اگست 1947ء میں بریلی (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ ہائی اسکول کے زمانے سے شعر گوئی کی جانب رغبت ہوئی۔
>
> رشید وارثی حمد ونعت نگاری میں نثر اور نظم کے حوالے سے اپنی نمایاں پہچان رکھتے ہیں۔ نعتیہ ادب میں اپنے تنقیدی واصلاحی مضامین کی وجہ سے زیادہ معروف ہیں۔ حمد ونعت ومناقب پر مشتمل مجموعہ "خوشبوئے التفات" شائع ہوا۔ کراچی یونیورسٹی سے "اُردو نعت کا تنقیدی جائزہ شریعت اسلامیہ کے تناظر میں" کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی کی تیاری کر رہے ہیں۔ پی آئی اے کے ماہانہ خبرنامہ "فلک پرواز" کے ایڈیٹر ہیں۔

مسلسل "التفاتِ کرم" کرنے والے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) "خوشبوئے التفات" سے سرفراز فرمادیتے ہیں۔ "خوشبوئے التفات" جب پھیلتی ہے تو فضائے ہستی مہکنے لگتی ہے۔ روز وشب رنگ ونور میں بسر ہونے لگتے ہیں۔ فکرِ رسا معراج کمال کو چھونے لگتی ہے آوردؔ آمد میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور آمد قربت کے سمندر میں موجزن ہوجاتی ہے۔

رشید وارثی خوش نصیب ہیں کہ انھیں "خوشبوئے التفات" میسّر ہے۔

> "خوشبوئے التفات" کی بدولت رشید وارثی کے روز وشب' جلوت وخلوت' نشست و برخاست' ذکر وفکر' مہک آمیز ہیں۔

Scanned with CamScanner

معروف تاریخ گو شاعر جناب طارق سلطانپوری اور ایڈیٹر ''حمد و نعت'' (کراچی) جناب شہزاد احمد کی ایک یادگار تصویر

خوشبوئے التفات

''خوشبوئے التفات'' رشید وارثی کا مجموعہ حمد و نعت و مناقب ہے۔ جسے بہت خوبصورتی و اہتمام کے ساتھ بزم وارث 190 / 1 شاہ فیصل کالونی کراچی نے شائع کیا ہے۔ ربیع الاوّل 1425ھ/ مئی 2004ء میں شائع ہونے والی اس کتاب کی قیمت 300/= روپے ہے۔ 8=30×20 کے سائز میں 208 صفحات پر مشتمل ہے۔

''خوشبوئے التفات'' کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

''خوشبوئے التفات'' کے ابتدائی صفحات حسب روایت تعارف و تعریف پر مشتمل ہیں۔

کتاب کا پہلا حصّہ: ''باب الوہیت'' پر مشتمل ہے۔ جس میں ''معارفِ حمد'' بھی پیش کئے گئے ہیں۔غزلیہ انداز میں کہی گئی حمدوں کے علاوہ اس میں آزاد نظم، مستزاد، حمدیہ سانیٹ اور حمدیہ رباعیات شامل ہیں۔

دوسرا حصّہ: بابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل ہے۔ جس میں مقاصد نعت بھی بیان کئے گئے ہیں۔ زیادہ تر غزلیہ انداز میں نعتیں کہی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ مخمس، مثلث، مسدس، آزاد نظم، غیر منقوط، مسمط، نعتیہ سانیٹ مستزاد، ترکیب بند کی ہیئت میں بھی نعتیہ کلام پیش کیا گیا ہے۔

تیسرا حصّہ: ''بابِ خلافت'' سے موسوم ہے۔ جس میں محاسن خلافتِ راشدہ بھی ایک صفحہ پر بیان کئے گئے ہیں۔''خوشبوئے التفات'' میں سب سے مختصر بابِ خلافت ہے۔

چوتھا حصّہ: بابِ ولایت کے عنوان سے موجود ہے۔جس میں ''مدارجِ ولایت'' بھی رقم ہیں۔غزل کی ہیئت میں کہے گئے مناقب کے علاوہ مسدس، مثنوی اور مستزاد کے نمونے بھی اس میں شامل ہیں۔

پانچواں حصّہ: ''بابِ تسلیم و مناجات'' کے زیر عنوان ہے جس میں وجوب تسلیم وحکم مناجات شامل ہیں۔ اس میں نظم، مثنوی، ترجیع بند، مخمس اور آزاد نظم شامل ہیں۔

''خوشبوئے التفات'' دنیائے نعت میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ رشید وارثی کی برسوں کی ریاضتِ شعروسخن''خوشبوئے التفات'' کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ نقادانِ شعر و ادب اس کتاب کے شعری اور معنوی حسن کو اُجاگر کریں گے۔

''خانوادۂ حضرت ستار وارثی رحمۃ اللہ علیہ'' کے اُن شعراء کا آپ نے تذکرہ ملاحظہ فرمایا۔ جو کتابی حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔

محترمہ خانم انتخاب بیگم عرف ریاست بی اہلیہ حضرت ستار وارثی، جبار وارثی برادرِ خورد ستار وارثی صاحبزادگانِ ستار وارثی، حمید وارثی، رئیس وارثی اور نصیر وارثی تمام ہی شعر گوئی کی استعداد سے مالا مال ہیں۔

خانوادۂ ستار وارثی کے زیادہ تر افرادنعت پسند ہیں۔

یہ تمام وہ حضرات ہیں کہ جن کی شعری تخلیقات ابھی کتابی صورت میں ہمارے سامنے موجودنہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اس گھرانے کو شاد و آباد رکھے۔ آمین۔اور حضرت ستار وارثی علیہ الرحمۃ کے جواں مرگ صاحبزادے فنائے عشق محمد باسط خان وارثی طاب ثراہ کی مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین!

تاثرات

محمد فیروز شاہ (میانوالی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نہایت خوبصورت مجموعہ حمد و نعت و مناقب ''خوشبوئے التفات'' نظرنواز ہوا۔ اس کرم فرمائی کیلئے ہدیہ سپاس قبول کیجئے۔

حمد...... ربِ جلیل کی توصیف در زبانِ شعر کا نام ہے۔ وہ ذات کبریا جس کی تعریف میں اس کی تمام مخلوقات رطب اللسان ہے جب شاعر کا قلم رواں ہوتا ہے تو وہ رحمٰن و رحیم ہستی اس کی تخلیقی صلاحیتوں میں تاثیر کی سرمستی بھر دیتی ہے۔ رشید وارثی کی لکھی ہر حمد اس روشن شعور کے نور و سرور سے مملو ہے جو انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کی کامران بشارت کا جواز فراہم کرتا ہے۔ یہ حمدیہ شاعری حرف و احساس کے وہ سجدہ ہائے شکر ہیں جو اس کے تخلیقی وجود کی نمود میں اساسی اثاثہ کی سی اہمیت رکھتے ہیں سو رشید وارثی کی یہ شاعری احسن الخالقین کے حضور ایک تخلیق کار کے عجز بھرے سچے جذبے کا تخلیقی اظہار بھی ہے اور اس کا سرمایہ اعتبار بھی! رشید وارثی نے ''خوشبوئے التفات'' میں نعت نگاری کا بھی اخلاص بھرا اسلوب اختیار کیا ہے۔ اختیار کا استعمال درست سمت میں ہوا ہو تو وقار کی ثروت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

نعت...... میرے نزدیک...... در حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پلکوں سے دستک دینے کا عمل ہے۔ رشید وارثی نے اپنی تخلیقی ساعتوں میں عشق بھرے جذبوں کی امامت میں یہ سعادت حاصل کی ہے۔ کتاب کا تیسرا حصہ مناقب پر مشتمل ہے۔ منقبت دلی وابستگیوں کا تخلیقی اعلان ہوا کرتی ہے یہ وہ تحریر ہے جو قلبی محبت کی تنویر سے تاثیر کی توقیر حاصل کرتی ہے۔ رشید وارثی نے اس میدان میں بھی نئی صبحوں کے عنوان رقم کیے ہیں اور سرنامہ سچا ہو تو تفصیل عکس جمیل بن جایا کرتی ہے۔

ڈاکٹر زاہد علی

خوشبوئے اِلتفات کے موضوعات اور اُن کا پس منظر

ڈاکٹر زاہد علی شاہ فیصل کالونی کی ایک معروف شخصیت ہیں وہ فروری 1973ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کی تکمیل کے بعد 1997ء میں B.D.S. کی سند حاصل کی۔ اور اب Oral Surgery FCPS-II کی ٹریننگ کے ساتھ ساتھ کراچی میڈیکل ڈینٹل کالج میں لیکچرار کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ ایک ذہین، خوش گفتار شخصیت کے حامل ہیں۔ زمانہ طالب علمی میں کئی تقریری مقابلوں میں بھی انعامات حاصل کیے۔ کتب بینی کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ بالخصوص دینی کتب کا عمیق نظر کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔ (ادارہ)

یوں تو شمع نعت چودہ سو سال سے فروزاں ہے اور اس کی صد رنگ روشنیوں سے شمع رسالت کے پروانے اپنے دل وجان کی وادیوں کو مستنیر کرتے رہے ہیں۔ ہر شاعر نے اپنے اسلوب خاص میں جناب رسالت مآب ﷺ کی مدحت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے۔ چنانچہ حمد باری تعالیٰ، نعتیہ قصائد، سلام اور عارفانہ غزلوں پر مشتمل مذہبی شاعری کا ایک قابل قدر ذخیرہ اردو زبان میں موجود ہے۔ رشید وارثی صاحب کا مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' بھی ذخیرہ نعت میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ خوشبوئے التفات حقیقتاً حمدیہ، نعتیہ اور منقبتیہ کلام کا مجموعہ ہے جس میں ایک جانب تحقیق و تحصیل علم و ادب کے مسلسل شغف اور دوسری جانب آپ کی شاعرانہ دسترس اور قادرالکلامی کے جوہر دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی شاعرانہ دسترس کی عکاسی نعت رنگ کے ان صفحات سے بخوبی ہوتی ہے جن کا موضوع: ''اردو نعت کا تنقیدی جائزہ شریعت اسلامیہ کے تناظر میں'' ہے۔ جس سے اندازہ ہونا ہے کہ اس صنف سخن میں آپ کو اللہ کی تائید سے امتیازی دسترس حاصل ہے۔

میں زمانہ کم عمری سے میڈیکل ایجوکیشن کی تکمیل اور اس کے بعد اب تک رشید وارثی صاحب کی علمی و ادبی محافل میں وقت گزارا ہے۔ آپ کا یہ مجموعہ خوشبوئے التفات چند دن یا چند مہینوں کی کوشش نہیں بلکہ گزشتہ تیں برسوں سے (حرفِ آغاز) سرکارؐ دوعالم اور آپ کے اہل بیت اطہارؓ کے حضور ﷺ مدح سرائی ہے اور اس کا ایک تہائی حصہ مختلف اخبارات و جرائد اور منتخبات میں شائع ہو چکا ہے۔

رشید وارثی صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انہوں نے ایک ایسے علمی و ادبی گھرانے میں آنکھ کھولی جہاں قرآن سے گہرا شغف اور عشق رسولؐ و اہل بیت اطہارؓ کی نعمت ورثے میں ملی:

قدموں میں وہ حضورؐ کے ہر دم رہیں رشید
ورثے میں دے گئے جو محبت حضورؐ کی

خوشبوئے التفات بنیادی طور پر پانچ پہلوؤں پر محیط ہے۔ حمد، نعت، منقبت، سلام اور مناجات، اس مجموعے میں آپ نے مختلف قدیم و جدید شعری اصناف مثلاً غزل، مثنوی، قصیدہ، مثلث، رباعی، مخمس، مسدس، ترکیب بند، قطعہ، متزاد، نظم، آزاد نظم نیز مغربی صنف سخن سانیٹ کی ہیئت کو برتا ہے۔

خوشبوئے التفات میں جس پایہ کی شاعری کی گئی ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کس پایہ کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوتا ہے کلام سے اس کی شخصیت کا اظہار ہوتا ہے۔ رشید وارثی صاحب نے جس علمی و ادبی ماحول میں زندگی گزاری ہے اس کے اثرات آپ کی شاعری میں واضح نظر آتے ہیں اور یہی شاعری آپ کی شخصیت کی ترجمان ہے۔

کلام کی طوالت سے بچنے کے پیش نظر میں خوشبوئے التفات سے چیدہ چیدہ ان موضوعات کو زیر بحث لانا چاہوں گا جس کا اظہار خوشبوئے التفات کے ہر صفحے پر ملے گا۔ وہ حاضر خدمت ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء کا کثرت سے استعمال
۲۔ شغفِ قرآن پاک
۳۔ مشاہدہ انفس و آفاق
۴۔ عشق رسولؐ و رضائے رسولؐ (درود و سلام)
۵۔ محبت اہل بیت اطہارؓ
۶۔ خوبصورت تراکیب کا استعمال
۷۔ تذکرہ بارہ امامؑ

اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات کا کثرت سے استعمال

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا ٥

ترجمہ ''اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو''

رشید وارثی صاحب اپنی شاعری میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ ایک اچھے شاعر کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ایک شعر یا مصرعے سے وہ بات پہنچا دے جس کی تشریح کے لیے کئی صفحات درکار ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات بھی یہی خصوصیت لیے ہوئے ہیں کہ ہر اسم الٰہی اپنے اندر وہ رموز وحقائق لیے ہوئے ہے کہ جب اس سے پردہ اٹھتا ہے تو انسان اس کے معنی کی گہرائی میں اُترتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اسی صفاتی نسبت سے ہم کلام ہوتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ خدمت ہیں:

تو خالق و مالک تو سلطاں، تو حافظ و ناصر تو پرساں
تو باسط و رازق تو رحماں سبحان اللہ سبحان اللہ

☆☆

وہ لطیف و خبیر ہے ایسا
دل کی جو دھڑکنوں میں رہتا ہے

Scanned with CamScanner

اوّل و آخر بھی تو ہے ظاہر و باطن بھی تو
پھر بھی تو سرِنہاں ہے استغیث یا غیاث

☆☆

تو کریم ہے تو رحیم ہے تو خبیر ہے تو علیم ہے
ترا لطف، لطف عمیم ہے تری یاد وجہ قرارِ جاں

☆☆

اپنی مخلوق کا وہ رازق و حافظ ہے رشید
خود کو مصروف نہ کر اتنا تو گھربار میں

شغف قرآن پاک

رشید وارثی صاحب کو قرآن کریم سے عشق کی حد تک لگاؤ ہے کیونکہ قرآن پاک وہ صحیفہ کاملہ ہے جو مرتے دم تک انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔

اپنے اس مجموعے ''خوشبوئے التفات'' میں اعجاز قرآن کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

قرآن وہ صحیفۂ ربّ انام ہے
صاحب پہ جس کے ذات خدا کا سلام ہے
عامل پہ جس کے رحمت حق کا دوام ہے
عاشق پہ جس کے آتش دوزخ حرام ہے
ہر لفظ جاوداں ہے خدا کی کتاب کا
دائم یہ معجزہ ہے رسالت مآبؐ کا

رشید وارثی صاحب قرآن وحدیث کے مفاہیم پر گہری نگاہ رکھتے ہیں اور جو آیات قرآنیہ کے معانی و مفاہیم میں غور وفکر کو شعار بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر انوارِ رحمت کا مینہ برساتا ہے۔ خود تلاوت قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ انسانی ذہن کو ایسی وسعت و رفعت اور بصارت و بصیرت عطا ہوتی ہے کہ انسان ترفع کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ کی شاعری کا ماخذ قرآن وسنت ہے۔

امتحان لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا
اور متاع نقد جاں ہے استغیث یاغیاث
(سورۃ الرعد، آیت ۲۸)

بے کراں وسعتوں میں رہتا ہے
وہ خدا ہے دلوں میں رہتا ہے
(سورۃ الانفال، آیت ۲۴)

وہ خطائیں معاف کرتا ہے
عفو ہے تائبوں میں رہتا ہے
(سورۃ الانعام، آیت ۵۴)

تری شان کے ہیں مظہر بے ستون آسماں بھی
مہ و مہر و کہکشاں میں تیرے نور کی اکائی
(سورۃ الرعد، آیت ۲)

دیدۂ قاصد اسریٰ پہ صحیفہ اُترے
قاب قوسین ہے کیا قرب کی منزل کیا ہے
(سورۃ النجم: آیت 8)

مشاہدۂ انفس و آفاق

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ ''کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے ایک وقت مقرر تک کیلئے پیدا کیا ہے اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے قائل ہی نہیں۔'' (سورۃ الروم، آیت ۸)

قرآن پاک میں اس جیسی بے شمار آیات ہیں جس میں مشاہدۂ انفس و آفاق کی تلقین کی گئی ہے۔

رشید وارثی صاحب نے اپنی شاعری میں اس جز کو بھی شامل کیا ہے معارفِ حمد میں آپ فرماتے ہیں:

''آج کے ترقی یافتہ دور کی یہ ایک اہم ترین ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور مظاہر قدرت پر غور وفکر کو اپنا شعار بنائیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بیان کے لیے تقلیدی فکر کے بجائے عزم تحقیق سے خود کو تخلیقی فکر سے آراستہ کریں تاکہ ہمارے افکار میں وسعت و آفاقیت پیدا ہو۔''

چند اشعار حاضرِ خدمت ہیں:

تری شان کے ہیں مظہر بے ستون آسماں بھی
مہ و مہر و کہکشاں میں تیرے نور کی اکائی
تو فضاؤں میں پرندوں کو سہارا دے رہا ہے
ہے اماں سمندروں میں تیرے نام کی دہائی

☆☆

یہ میرے یقیں کی ہے انتہا تو ازل ابد سے ہے ماورا
ترے امر کن کے حصار میں ہیں سبھی مکاں سبھی لامکاں

طاہر سلطانی (مدیر: ارمغانِ حمد)

خوشبوئے التفات کا شاعر: رشید وارثی

عبدالرشید خاں رشید وارثی، معروف نعت گو حضرت ستار وارثی ؒ کے لائق و فائق فرزند ہیں۔ اگست ۱۹۴۷ء کو بریلی (بھارت) میں ولادت ہوئی۔ مجموعہ نعت ''خوشبوئے التفات'' ۲۰۰۴ء کو بزم وارث نے شائع کیا جو انتہائی دیدہ زیب اور دلکش ہے۔ رشید وارثی کی نعتیہ شاعری کو ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر اسحاق قریشی، پروفیسر مظہرالحق صدیقی اور افتخار عارف نے خوب خوب سراہا ہے۔ رشید وارثی کی نعتیہ شاعری میں نہ صرف محبت رسول ﷺ کی پُرکیف صدائیں صاف سنائی دیتی ہیں بلکہ فنی پختگی بھی نمایاں ہے۔ رشید وارثی کی قرآن و حدیث پر گہری نظر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے نعتیہ کلام میں قرآن و احادیث کے مفاہیم جابجا نظر سے گزرتے ہیں۔

وہ چہرہ کبھی چشم بصیرت سے چھپا ہے
قرآن کی آیات میں جو جلوہ نما ہے
قدموں میں ترے ارض و سما کے ہیں خزانے
اعزاز تجھے قاسم نعت کا ملا ہے

چھوٹی بحر میں ایک خوبصورت شعر

یہی حُسنِ طلب کی انتہا ہے
اُسے چاہو جو محبوب خدا ہے

''خوشبوئے التفات'' اپنے دامن میں نکہت ونور کی سوغات لیے منصۂ شہود پر نمودار ہوئی ہے۔ نکہت و نور کی بات چھڑی ہے تو رشید وارثی کا ایک مہکتا ہوا پُراثر شعر ملاحظہ فرمائیں:

ویرانۂ حیات میں غنچے کھلا گئے حضور
خوشبوئے التفات سے گھر کو بسا گئے حضور

مجھے یقین ہے مجموعۂ نعت ''خوشبوئے التفات'' سے نعتیہ ادب کو روح پرور خوشبو میسر آئے گی میری دعا ہے کہ ''خوشبوئے التفات'' کی مہک سے رشید وارثی کا گھر اور ان کا قلب ہمیشہ ہمیشہ مہکتے رہیں۔

میں ''خوشبوئے التفات'' کی اشاعت پر رشید وارثی کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

میں بزمِ کثرت میں جو مناظر بھی
دیکھتا ہوں
تو سوچتا ہوں
یہ سب اشارے
یہ سب نظارے
ہیں جس کی صنعت
ہر ایک شے میں ہے کارفرما
اسی کی حکمت
محیطِ کل ہے اسی کی قدرت

عشق رسول و رضائے رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اور رسول اللہ حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے رسول ﷺ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارا ایمان ناقص ہے جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اے عمرؓ اب تمہارا ایمان کامل ہے۔ (صحیح بخاری) اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مومن کے لیے حضور ﷺ سے محبت ہر محبوب چیز سے مقدم ہونی لازمی ہے۔

رشید وارثی صاحب کو قدرت نے نبی رحمت ﷺ کی ذات بابرکات سے بے پناہ عشق اور والہانہ محبت کی دولت سے نوازا ہے۔

فرماتے ہیں:

میں مریضِ عشقِ حضور ہوں کبھی اس مرض سے شفا نہ ہو
یہ چراغ یونہی جلا کرے کوئی اس کی لو کو بڑھا بھی دے

اور جو رسول اللہ ﷺ کے عشق میں فنا ہو جاتا ہے تو اسے حیات جاوداں حاصل ہوتی ہے:

حوادثات نے کب اس کو پائمال کیا
وہ جس کو عشقِ محمد نے لازوال کیا

☆☆

میں امتحان کے لمحوں میں دیکھتا ہوں، رشید
نبی کا عشق مرا پاسبان رہتا ہے

عاشق چاہتا ہے کہ محبوب اس سے ناراض نہ ہو۔ وہ محبوب کی رضا کا طالب ہوتا ہے اور وہ ہر اُس بات سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے محبوب کی ناراضگی کا سبب بنے۔

رشید وارثی صاحب عشق میں ڈوبتے ہوئے کہتے ہیں:

تابع تری رضا کے ہو میری تمام زندگی
جو یاں تری عطا کا ہے میرا سفینۂ حیات

☆☆

کچھ اس طرح سے رہا ہے تری رضا کا خیال
نہ خوف ہجر ہے مجھ کو نہ آرزوئے وصال

درحقیقت رشید وارثی صاحب کا یہ مجموعہ خوشبوئے التفات عاشقوں کے لئے ایک لازوال دولت ہے جس کے ہر شعر سے عشق و محبت جھلکتے ہیں۔

محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام

حرف آغاز میں رشید وارثی صاحب نے بڑی جامعیت کے ساتھ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے فضائل و مناقب پر لکھا ہے کہ یہ مقدس شخصیات کون ہیں اور ان کے آگے علیہ السلام کیوں لکھنا جائز ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محبت اہل بیت جو سرمایۂ ایمان ہے رشید وارثی صاحب کی شاعری میں پوری قوت کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ محبت کی یہ لازوال دولت درحقیقت انہیں ورثے میں ملی ہے جس کا وہ خود اظہار کرتے ہیں:

یہ عشق کی دولت ہمیں ورثے میں ملی ہے
مکتب سے رشید ہم نے محبت کو نہ پایا

حمد کے اشعار ہوں یا نعت کے اشعار جذبۂ حب اہل بیت اطہار ہر جگہ اپنی پوری تابانی کے ساتھ نظر آتا ہے۔

پنجتنؑ سے عیاں ہے اس کا جمال
وہ انہی آئینوں میں رہتا ہے

☆☆

اے کریم! یوں عطا کر مجھے قرب آلِ اطہرؑ
ہو رشید نعت گستر سر بزم مصطفائی

☆☆

اُلفت ملی ہے آل نبی کی جنہیں رشید
اُن پر خدا نے نعمت کبریٰ تمام کی

☆☆

بنت رسول و حیدر و حسنین پہ درود
ہو روز و شب کہ ہیں یہی عترت حضورؐ کی

☆☆

سلامؑ علی آل اطہار احمد
سکوں اس حوالے سے ہم کو ملا ہے

ہو جان رشید ان کے نواسوں پہ تصدق
شاہد ہوں مرے حال پہ آقائے مدینہ

☆☆

پنجتنؑ کی رشید ہم کو چاہت ملی، کیا کرامت ملی
روح پُرکیف ہے جس کے اظہار سے لطف سرکار سے

☆☆

خوبصورت تراکیب کا استعمال

نثر نگار جن حالات و واقعات کو کئی صفحات میں پیش کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ موثر انداز میں شاعر شعر کے ایک مصرعے ہی میں ان تمام حالات و واقعات کا احاطہ کر لیتا ہے۔

رشید وارثی صاحب کا شمار بہترین نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ دریا کو کوزے میں بند کر دینے کے فن سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

''خوشبوئے التفات'' میں آپ نے کئی خوبصورت تراکیب کا استعمال کیا جس کی نظیر نہیں جیسے:

ویرانۂ حیات میں غنچے کھلا گئے حضور
خوشبوئے التفات سے گھر کو بسا گئے حضور

☆☆

کسی پتھر کی تراشیدہ نظر آتی ہیں
اسی طرح گنبد خضرا پہ جمی ہیں آنکھیں
بے سبب تو نہیں آنکھوں میں حنائی رنگت
رات بھر عطر محبت میں بسی ہیں آنکھیں

☆☆

دیدۂ قاصد اسریٰ پہ صحیفہ اُترے
قاب قوسین ہے کیا قرب کی منزل کیا ہے

☆☆

میری شب گماں کو صبح یقیں بنائیں تو
چشم کرم کا واسطہ، جلوہ ذرا دکھائیں تو

☆☆

تذکرہ بارہ امام

یہ جماعت اہل سنت کے غیر ذمہ دار افراد کی کم نصیبی رہی ہے کہ انہوں نے بعض دوسرے مکاتب فکر کے افراد کی تقلید میں اُن محترم اور معزز شخصیات کے خصائص بیان کرنے سے معذرت کر لی جو سرمایۂ ایمان ہے ان کے نام رکھنے یا خصائص بیان کرنے کو رافضیت کا نام دیا جاتا رہا ہے حالانکہ پنجتن پاک علیہم السلام سے خصوصی محبت جماعت اہل سنت کا وطیرہ رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

خوشبوئے التفات کی مہک جہاں حمد و نعت کی صورت میں جلوہ فگن ہے وہاں ائمہ اثناء عشر کے تذکرہ نے کتاب کے حسن کو مزید نکھار دیا ہے۔

چند اشعار حاضر خدمت ہیں:

شہادت ہے خفی اس کی امامت ہے جلی اس کی
علی کے بعد راکب ہے وہی دوشِ رسالت کا

☆☆

ہم شبیہہ مصطفیٰؐ سردارِ جنت السلام
شہ سوار ناقۂ دوشِ رسالت السلام

☆☆

مرحبا اے سید سجاد! زین العابدینؓ
نورِ عینانِ علیؓ اور فاطمہؓ و شاہِ دیںؓ

☆☆

صبر ایوبیؑ کو بخشی آپ نے تازہ مثال
آپ کی ہستی پہ نازاں ہے خدائے ذوالجلال

☆☆

اے امام عاشقاں مالک یوم حساب
تیری چاہت سے گروہ اولیاء ہے فیضیاب

☆☆

آخر میں رشید صاحب کی شخصیت کے متعلق مختصراً یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ نہایت شفیق، مہربان اور صاحب محبت انسان ہیں۔ چونکہ آپ سلسلہ وارثیہ سے بیعت ہیں جن کی تعلیمات ہی محبت کے گرد گھومتی ہے یہی وجہ ہے کہ نوجوانوں کی طرف آپ کی خصوصی توجہ ہوتی ہے کہ وہ غلط راستوں پہ جانے کے بجائے اپنے قلوب کو عشق رسول و اہل بیت اطہار سے معطر رکھیں۔

خداوندکریم نے آپ کو مثالی قوت حافظہ عطا کی ہے۔ دورانِ گفتگو کسی تحریر کا حوالہ پوچھنے پر وہ صرف کتاب کا نام بلکہ اکثر صفحہ نمبر بھی بتا دیتے ہیں۔ قوی حافظے کے ساتھ ساتھ دورِ جوانی میں آپ جسمانی طور پر بھی بڑے قوی تھے۔ پہلوانی، تن سازی اور سیلف ڈیفنس کے فن میں آپ ماہر تھے۔

رشید وارثی صاحب نے کراچی میں سلسلہ وارثیہ سے وابستہ ایک ادبی و علمی گھرانے میں پرورش پائی۔ گھر میں نعتیہ محافل اور محفل قوالی کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔ پنجتن پاک علیہم السلام سے اس گھر کو خصوصی انسیت ہے، جس کے اثرات رشید وارثی صاحب کی شخصیت پر نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی محترم بزرگ شخصیات کی زیارت سے مشرف بھی ہو چکے ہیں۔

پیش نظر دیوان ''خوشبوئے التفات'' رشید وارثی صاحب کی تیس سالہ کوششوں کا نتیجہ ہے جس کے ہر لفظ سے آپ کو محبت کی مہک آئے گی۔ دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اور اہل بیت اطہارؓ کے صدقہ آپ کے فن کو مزید تابانیاں عطا فرمائے اور آپ کو صحت عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ:

اللہ اگر توفیق نہ دے

نشین افتخار عارف نے بھی مختصراً تقریظ لکھی ہے۔ حرف آغاز رشید وارثی کا تحریر کردہ اداریہ ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کم از کم میرے لیے اوران کے لیے بھی جو میری طرح رشید وارثی کے فکر وفن سے ''خوشبوئے التفات'' کے آنے سے قبل ناواقف تھے۔ ان تحریرات کے بعد جنت کے دروازے کھلتے جاتے ہیں اور پڑھنے والا ایک گونہ بے خودی میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ ایک ایک نظم اپنے آپ کو پڑھواتی ہے ... ایک شعر توجہ دلاتا ہے۔ حمد کے باب میں رشید وارثی ''معارف حمد'' ان کے صاحب علم ہونے کا ثبوت ہے۔ داعی اسلام اور خاندان کو جس عقیدت، محبت او مودت کے ساتھ نذرانہ خلوص پیش کیا ہے وہ رشید وارثی کے سچے اور راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

اب آخر میں وہ جملہ جو میں نے رشید وارثی کو فون پر کہا تھا مگر اس سے قبل ایک جملہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ رشید وارثی آپ کی کتاب اس قدر خوبصورت ہے کہ اسے اگر تحفے میں کسی کو پیش کی جائے تو دینے والے اور لینے والے کی دنیا کے ساتھ عقبہ بھی سنور جائے گی۔ پھر میں نے آخر میں رشید وارثی سے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میں خاندان مغلیہ سے نہیں ہوں اور نہ اس وقت شہنشاہ کے مرتبے پر فائز ہوں ورنہ پورے ملک میں منادی کرا دیتا کہ اگر اب کسی ادیب اور شاعر نے ''خوشبوئے التفات'' سے کم تر کتاب شائع کی تو اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔

مکتوب گرامی

مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی (کراچی)

محترم رشید وارثی صاحب ......سلام مسنون!

اللہ کریم جل شانہٗ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہم سب کو مسلک حق اہل سنت و جماعت پر استقامت اور دارین میں عفو و مغفرت سے نوازے، آمین۔ آپ نے اپنا نعتیہ مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' بھجوایا تو فوری طور پر ''رسید'' بھجوائی اور اس کتاب کی خوش نما طباعت پر مبارکباد پیش کی۔

گزشتہ شب اس کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے آپ کا مکتوب بھی ''پلاسٹک کور'' میں ملا۔ شکریہ۔

ص ۲۶ پر آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ''بریلوی مکتبہ فکر کے بانی'' کے الفاظ جانے کیوں لکھ دیئے؟ یہ امر واقعہ ہے کہ موجودہ دور میں صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت کی پہچان کے لیے ''بریلوی'' کا لفظ بولا اور لکھا جاتا ہے، لیکن ''بریلوی'' کسی مذہب و مسلک یا مکتبہ فکر کا فی الواقع نام یا عنوان نہیں اور یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہرگز کوئی مسلک و مذہب ایجاد نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بھی اس حقیقت سے بہ کمال آگہی ہوگی۔

آپ نے اپنی تحریر میں ''علیہ السلام'' کے کلمے کو لکھنے کہنے کا جواز اپنے مطالعے کے مطابق بیان کیا لیکن ''ؑ'' کے اشارے کے جواز پر کوئی دلیل یا تائید نہ تو نعت رنگ میں پیش کی نہ ہی اپنی اس کتاب میں اس کا کوئی تذکرہ فرمایا۔

جس قدر آپ کا منظوم کلام دیکھ سکا ہوں، اپنی معلومات کے مطابق اس میں خاصی باتیں محل نظر پائیں۔ اللہ کریم جل شانہٗ ہمیں راہِ حق پر ثابت و قائم رہنے اور شریعت و سنت کی کمال پابندی کی توفیق سے نوازے۔ آمین

Scanned with CamScanner

عزیز الدین خاکی (مدیر: دُنیائے نعت)

''خوشبوئے التفات'' کی مہک

خوش الحان نعت خواں و نعت گو شیخ محمد عزیز الدین خاکی المعروف عزیز الدین خاکی 20 فروری 1966 کو پکا قلعہ حیدرآباد (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی و ثانوی تعلیم کراچی میں حاصل کی۔ آپ کئی نعتیہ انتخابات کے مرتب ہیں۔ خود آپ کے کئی نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی آڈیو کیسٹس بھی ریلیز ہو چکی ہیں۔ آپ تنظیم استحکام نعت ٹرسٹ کے بانی و صدر ہیں اور دنیائے نعت میں نعت خواں و نعت گو ہونے کے علاوہ ''دنیائے نعت'' کتابی سلسلے کے مدیر کی حیثیت سے معروف ہیں۔

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے جو اپنی جملہ مخلوقات کا پالنے والا ہے اور بے شمار درود و سلام محبوب ربّ العالمین حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کے حضور ہدیہ ہے جن کی رحمت تمام مخلوقات الہ العٰلمین پر جاری و ساری ہے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط مدح گوئی ایک عظیم الشان فضل الٰہی ہے جو صرف اور صرف اُن لوگوں کو عطا ہوتا ہے جنہیں سرورِ کون و مکاں سے واقعی عشق ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے لیکر آج تک دُنیا کی ہر زبان میں نعت گوئی ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے کہ تمام زبانوں میں اُردو وہ واحد زبان ہے جس میں سب سے زیادہ حضورؐ کی نعت گوئی ہوئی ہے، ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ وطن عزیز ملک خداداد جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں بکثرت معتبر شعراء ایسے موجود ہیں جو تسلسل کے ساتھ نعت گوئی کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور اُن کے نعتیہ مجموعے بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر عاشقانِ مصطفےٰؐ سے خراجِ عقیدت حاصل

اولیاء اللہ سے وابستگی اور عشق مصطفوی رشید صاحب کو ورثے میں ملی ہے۔

کر چکے ہیں۔ انہیں شعرائے کرام میں ہمارے ملک کا ایک معتبر نام رشید وارثی صاحب کا بھی ہے۔ اولیاء اللہ سے وابستگی اور عشق مصطفوی رشید صاحب کو ورثے میں ملے ہیں۔ ان کے والد حضرت ستار وارثی ایک بڑے نعت گو تھے اور ان کے بڑے بھائی سعید وارثی بھی بہت اچھے نعت گو ہیں۔ میں رشید وارثی کا بے حد ممنون ہوں کہ اُنھوں نے اپنا نعتیہ مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' مجھے بھی عنایت فرمایا۔ کتاب کو دیکھتے اور اُسے کھولتے ہوئے زبان سے بے ساختہ سبحان اللہ ادا ہوا۔ ''خوشبوئے التفات'' کتابت سے لیکر منفرد طباعت تک بے مثال کارنامہ ہے۔ جس علمی اور عشقیہ اہتمام سے رشید وارثی صاحب نے کتاب کو شائع کیا ہے اس کے لیے موصوف مبارک باد کے مستحق ہیں۔ عشق مصطفوی، طباعتی سلیقہ مندی، آرٹ سے آگاہی کا یہ نمونہ ہے جسے ''بزم وارث کراچی'' کے زیر اہتمام منظر عام پر لایا گیا ہے۔ ان کی شاعری پر تو اہل علم حضرات اور سخن آرائی کے اساتذہ ہی رائے دے سکتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے گا میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ ''خوشبوئے التفات'' ایسی سوغات ہے جس کی ایک ایک سطر دل میں بسا لینے کے قابل ہے۔ جناب رشید وارثی کی محبت رسول کا عالم یہ ہے کہ وہ حمد میں نعت اور نعت میں حمد پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ بطور نمونہ ان کی حمد میں نعت کی ایک ہلکی سے جھلک دیکھ لینا کافی ہے۔ ان کی

حمد کے دو اشعار سے حمد و نعت کی وحدت کا اندازہ ہو جاتا ہے کہتے ہیں۔

بے کراں وسعتوں میں رہتا ہے
وہ خدا ہے دلوں میں رہتا ہے
جو حبیب خدا کے عاشق ہیں
وہ اُنہی عاشقوں میں رہتا ہے

نعت گوئی کے وقت حمد و نعت کی اکائی نظر آتی ہے۔ جیسے۔

سرکار یونہی آپ کا لطف و کرم رہے
یہ سر ہمیشہ آپ کی چوکھٹ پہ خم رہے
فرصت ہی مل سکے نہ درود و سلام سے
ہر دم زباں پہ مدحت شاہ اُمم رہے

رشید وارثی کی مہذب، مودب، خاموش علمی شخصیت سے ہر اہل محبت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ وہ بہت بھاری بھرکم علمی فرد بھی ہیں اور تمام اہل محبت کے قدردان بھی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہر آفت ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔ آمین

میری اُن سے پہلی ملاقات 1995ء میں شہزاد احمد صاحب کے العائشہ کمپوزنگ سینٹر (اُردو بازار کراچی) میں ہوئی تھی جہاں وہ اکثر پی آئی اے کا ترجمان رسالہ ''فلک پرواز'' کمپوز کرانے آتے تھے۔ یہ پہلی ملاقات جس وقت ہوئی یقیناً وہ قبولیت کی گھڑی تھی کہ اُس دن سے آج تک ہماری محبت اور رابطے میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ میں اپنی جانب سے ادارہ ''دنیائے نعت'' اور تنظیم استحکام نعت (ٹرسٹ) کی جانب سے محترم رشید وارثی صاحب کے مجموعہ نعت ''خوشبوئے التفات'' کی کامیاب و خوبصورت اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب العالمین اپنے حبیب کے صدقے موصوف کو صحت و تندرستی عطا فرمائے تاکہ وہ فروغِ عشق محبوب الٰہی میں اپنی نعت گوئی سے مسلسل کارہائے عظیم انجام دیتے رہیں اور ان کی محبت بارگاہِ نبوی میں قبول فرمائی جائے۔ آمین

محمد انورالدین صدیقی

ماضی کے جھروکے سے

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

محمد انورالدین صدیقی نے 14 اگست 1948ء کو ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ 1963ء میں میٹرک اور پھر کراچی یونیورسٹی سے AMIE، B.Sc. (الیکٹریکل) کا امتحان پاس کیا۔ 1982ء میں حیدرآباد یونیورسٹی سے ایم اے جرنلزم کی تکمیل کی اور فرسٹ کلاس سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ 1972ء میں ایک براڈکاسٹنگ انجینئر کی حیثیت سے ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہوئے اور 2001ء میں سینئر براڈکاسٹنگ انجینئر کے منصب پر فائز رہتے ہوئے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس دوران کیمونی کیشن انجینئر کی حیثیت سے 17 سال کا عرصہ سعودی عرب میں ڈیپوٹیشن پر گزرا۔ محمد انورالدین صاحب رشید وارثی کے پہلی جماعت سے ہم مکتب رہے ہیں اور ان سے گہرے دوستانہ مراسم کا عرصہ کم و بیش 50 سال پر محیط ہے۔ زیرِنظر مضمون میں انہوں نے رشید وارثی کی شخصیت کا ان کے زمانے طالب علمی کے حوالے سے مختصر جائزہ ہدیۂ قارئین کیا ہے۔ (ادارہ)

آپ کا نعتیہ مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' میرے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اور میں اس کی خوشبو سے اپنے دل و دماغ اور روح کو معطر محسوس کر رہا ہوں۔ یاد آوری پر مشکور ہوں۔ مجھے اس وقت جس قدر خوشی محسوس ہو رہی ہے وہ بیان سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بچپن کی خداداد صلاحیتوں میں سے (جس کے ہم سب احباب ابتداء ہی سے معترف رہے ہیں) ایک صلاحیت لوگوں کے سامنے نعتیہ مجموعہ کی صورت میں ظاہر فرما دی۔ انشاء اللہ اب ایک زمانہ آپ کی اس تخلیق سے فیضیاب ہوگا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور تندرستی عطا فرمائے۔ آمین۔

کتاب پر تبصرہ کی مجھ میں سکت نہیں کہ مجھے اپنی کم علمی کا ادراک ہے۔ ہاں آپ کی ذات کے تعلق سے کچھ لکھنے کی سعی کر رہا ہوں۔

سوچ رہا ہوں وقت کتنی تیزی سے گزر جاتا ہے۔ جیسے ابھی کل ہی کی بات ہو۔ تم بچپن میں کس قدر شرارتی ہوتے تھے، لیکن ادب سے کبھی باہر نہیں ہوئے۔ (معاف کرنا میں آپ سے تم پر آگیا، کیا کریں بچپن جو آڑے آگیا) ہم پرائمری کے طالب علم تھے۔ ہمارے ڈرائنگ ٹیچر (جو حیدرآباد دکن سے تعلق رکھتے تھے) نے ہمیں کلاس میں کہا بچو بڑ کا بناؤ۔ تمہارے لیے یہ نیا لفظ تھا، تم نے نہایت شوخی سے پوچھا سر یہ بدنا کیا ہوتا ہے۔ وہ سمجھے تم ان کا مذاق اُڑا رہے ہو اور انہوں نے تمہاری بید سے ہاتھوں پر پٹائی کی اور ہر دفعہ یہی کہتے رہے ''لے پوٹے بدنا'' ''لے پوٹے بدنا''۔ دراصل دکن میں لوٹے کو بدنا کہا جاتا ہے جس کا تمہیں علم نہیں تھا۔ پھر جب فلم بیداری اسکول کی طرف سے تمام طلباء کو دکھلائی گئی تو جیسے استادوں کی طرف سے طلباء کو شرارتوں کا سرٹیفکیٹ مل گیا تھا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہائی اسکول کا ہے جب ایک ساتھی نے ٹیچر سے تمہاری شکایت کی کہ یہ لڑکوں کو ٹکریں مارتے ہیں۔ جب تم سے پوچھا گیا تو تم نے نہایت ادب اور معصومیت سے جواب دیا کہ 'میرا دل چاہتا ہے'' ماسٹر صاحب نے غصہ سے کہا دل چاہتا ہے تو دیوار میں مارو۔ تم نے اجازت مانگی: سر کیا دیوار کو ٹکر ماروں؟ انہوں نے کہہ دیا ہاں مارو۔ بس تم نے تین مرتبہ اس زور سے دیوار سے سر ٹکرایا کہ ماسٹر صاحب پریشان ہو گئے اور بھاگ کر تمہیں پکڑ لیا اور کہا کیا کرتے ہو، مر جاؤ گے۔ تم نے جواب دیا: سر آپ ہی نے تو کہا تھا۔ تم اسی طرح اپنے استادوں کے فرمانبردار رہے ہو۔ تبھی تو استاد تمہیں شاگردِ رشید کہتے تھے۔ پھر وہ کالج کا دور جب اردو کی کلاس میں پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ''لیلیٰ مہمل میں رہتی تھی'' تم فوراً کھڑے ہو گئے اور زور سے کہا ''غلط ہے، جھوٹ ہے، بہتان ہے۔ مہمل میں رہتی ہے۔'' ''میری لیلیٰ تمنا بن کے میرے دل میں رہتی ہے'' اور پھر نتیجہ ظاہر تھا کلاس سے باہر۔

تم نے اسکول کے زمانے سے ہی شاعری شروع کر دی تھی۔ مجھے وہ نظم آج تک یاد ہے جو تم نے میرے لیے کہی تھی جو میرے لیے ایک اعزاز ہے شاید تمہیں یاد آجائے۔

اے دوست! مرے دوست، مرا ذکر مری فکر
تو گردشِ حالات میں دم ساز رہا ہے
ہستی ہے تری میرے شب و روز کا عنواں
بچپن سے مرا مونس و ہم راز رہا ہے
میں تشنہ لب جام ہوں تو ساغر مے ہے
اور تیری محبت بڑی بے لوث ہے لیکن
جس درجہ ترے قرب سے تسکین ہے مجھ کو
کیا آصفؔ دل سوز کو آرام ہے ممکن؟
تو وجہ تخیل ہے تو ہی جانِ تصور
تو نے مجھے دنیا میں نئی راہ دکھا دی
تو نے ہی مجھے جذبہ احساس دیا ہے
تو نے ہی مرے ذوق کو تدریس وفا دی
تو نے ہی غم زیست کا عنوان بدل کر
ویرانہ ہستی میں نئی شمع جلائی
ہر گوہر مقصود کی اُمید دلا کر
گم کردہ منزل کو نئی راہ دکھائی
شاید کسی شاعر کی کسی نظم کا عنواں
شاید کسی فنکار کا شہکار ہے انور

بقیہ صفحہ نمبر 42 پر

مکتوب گرامی

مشفق خواجہ (کراچی)

محترمی و مکرمی ......سلام مسنون

آپ کا نعتیہ مجموعہ کلام ''خوشبوئے التفات'' مل گیا تھا۔ اس عنایت کیلئے سراپا سپاس ہوں۔

صوری و معنوی اعتبارات سے یہ ایسا خوبصورت مجموعہ ہے کہ اس کے مطالعے سے آنکھیں ہی نہیں، دل بھی روشن ہوا۔ موجودہ دور میں غزل گوئی کی طرح نعت گوئی میں بھی روایتی انداز آگیا ہے، لیکن آپ نے روش عام سے ہٹ کر جداگانہ اور منفرد انداز اختیار کیا ہے اور نعت گوئی کی صورت میں بہترین شاعری تخلیق کی ہے۔

آپ کی صحت و شادمانی کی دعا کرتا ہوں تاکہ آپ آئندہ بھی اس وادی میں مضامین نو کے انبار لگاتے رہیں۔

مرزا ستار بیگ

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

مرزا ستار بیگ 1946ء میں صوبہ مہاراشٹر (بھارت) کے شہر جالنہ میں پیدا ہوئے۔ 1963ء میں گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول ڈرگ کالونی سے میٹرک اور 1968ء میں کراچی یونیورسٹی سے B.Sc. کا امتحان پاس کیا۔ 1969ء میں بحیثیت انجینئر منسٹری آف کمیونی کیشن سے وابستہ ہوئے۔ 1974ء میں اقوام متحدہ کی جانب سے لبنان میں امریکن یونیورسٹی کے زیر اہتمام کمیونی کیشن میں تخصیص کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد دس سال تک سعودی عرب میں کمیونی کیشن انجینئر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ ہائی اسکول ایجوکیشن کے زمانے میں وہ اور رشید وارثی ہم جماعت رہے ہیں۔ زیرنظر مضمون میں انہوں نے ماضی کے جھروکے سے رشید وارثی کی شخصیت کے بارے میں والہانہ انداز میں ضوفشانی کی ہے۔ (ادارہ)

عزیز دوست عبدالرشید وارثی کی کتاب جب بذریعہ ڈاک موصول ہوئی تو مجھے اپنے ہائی اسکول کے زمانہ طالب علمی کے دن یاد آگئے۔ عبدالرشید وارثی میرے ہم جماعت رہے، بہت قریب سے دیکھا اور ہمیشہ اس قدر رشک آیا کہ ڈر لگا کہ کہیں یہ رویہ حسد میں تبدیل نہ ہو جائے۔ ایسی خداداد صلاحیت کہ

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

لگتا تھا کہ رشید حقیقی جل جلالہٗ نے عبدالرشید کو خاص مقصد کے لیے چن لیا ہے۔

شرارت ایسی کہ اساتذہ کو غصے میں بھی پیار آئے۔ معیاری شرارت کر کے شرافت کا ایسا شاندار مظاہرہ کہ اساتذہ شاگرد رشید کہنے پر مجبور ہو کر تحقیقی کمیٹی کا سربراہ عبدالرشید وارثی صاحب کو بنا ڈالیں اور ہم سب دیکھتے رہ جائیں۔ اس زمانے کی اسی قسم کی یادیں ذہن میں محفوظ ہیں۔ کہ ناچیز ایک کتاب لکھ سکتا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم جب نویں جماعت میں تھے تو ہمارے اسکول میں 1962ء میں ہفتہ طلباء منایا گیا تھا اس کی افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی جنگ اخبار کے بانی جناب میر خلیل الرحمٰن مرحوم تھے۔

اس ہفتے بھر کے پروگرام میں عبدالرشید وارثی نے اپنے کلام کا ایسا جادو جگایا کہ (سائنس اور آرٹس) کے تمام طلباء میں ایک خصوصی حیثیت اختیار کر گئے۔ 1963ء میں جب ہائی اسکول سے فارغ ہوئے تو ہمیں الوداعی پارٹی دی گئی۔ بڑا اچھا اہتمام ہوا۔ اس میں عبدالرشید وارثی نے طلباء کی طرف سے شکایتی ''شکوہ'' نظم پڑھی اور پھر اساتذہ کی طرف خود جواباً جواب شکوہ پڑھ کر خوب خوب داد حاصل کی۔

ان نظموں کے کچھ بند درج ذیل ہیں:

شکوہ:

مرکز علم کو آخر یہ سجایا کس نے
صحن اسکول میں باغیچہ لگایا کس نے
دوسری ٹیموں کو کھیلوں میں ہرایا کس نے
آپ کے نام کی عظمت کو بڑھایا کس نے
شہر کے سارے مدرسوں میں نکو نام ہیں ہم
آپ کی نظروں میں بس موردِ الزام ہیں ہم

کچھ غریبوں کو تو ہے فیس بھی دینا دوبھر
جب ہو یہ حال تو وردی کا بنانا دیگر
''یونیفارم'' جو نہیں پہنے چلا جائے وہ گھر
نظر شفقت کے بجائے پڑیں ڈنڈے تڑ تڑ
اس پہ دعویٰ کہ ہمدرد تمہارے ہم ہیں
دردمندوں کے ضعیفوں کے سہارے ہم ہیں

غیظ میں آتے ہیں جس وقت یہاں کے ٹیچر
مارتے بید کبھی اور کبھی منہ پہ تھپڑ
حکم ہوتا ہے چلا جا بے یاں سے بندر
کوئی کہتا ہے کہ کرسی پہ کھڑا رہ ''جنور''
ہم تو استادوں کی ہر بات سہے جاتے ہیں
لوگ ہم کو یونہی بدنام کیے جاتے ہیں

اسی طرح جواب شکوہ کے کچھ بند ملاحظہ فرمائیے:

ہم سزا دیتے ہیں تم کو یہ بتانے کیلئے
اپنے اسلاف کے اطوار سکھانے کیلئے
قصر ملت کے در و بام سجانے کیلئے
اپنے خوابیدہ مقدر کو جگانے کیلئے
ہم ہیں استاد تمہارے جو ثمر چیدہ ہیں
ہم ہیں ہمدرد تمہارے جو خزاں دیدہ ہیں

دیکھو، تعلیم سے تم جی نہ چرانا بچو!
اپنے کردار سے تقدیر بنانا بچو!
قوم کو پیٹھ کبھی تم نہ دکھانا بچو!
کبھی اغیار کی باتوں میں نہ آنا بچو!
ہم نے تو عمر گزاری ہے تجربے کیلئے
اور طریقے تمہیں سکھلاتے ہیں اُبھرنے کیلئے

اس کے ساتھ کئی مشفقانہ اور ناصحانہ بندوں کے بعد بڑی خوبصورتی اور اثر آفرینی کے حامل منشی تلوک چند محروم کے اس منتخب بند کو نظم کا حصہ بناتے ہوئے ''جواب شکوہ'' مکمل ہوتا ہے:

''چمن عمر ہمیشہ نہ رہے گا شاداب
خم میں باقی نہ رہے گی یہ جوانی کی شراب
نشہ علم میں ہر وقت رہو تم غرقاب
شانِ تعلیم یہی ہے، یہی تہذیب شباب
لے اُڑے دل کو طبیعت کی روانی وہ ہے
بے پیئے نشہ رہے جس میں جوانی وہ ہے''

میٹرک کے بعد ہم لوگ جدا ہو گئے وہ کسی اور کالج میں چلے گئے اور میں جامعہ ملیہ ملیر میں پری انجینئرنگ میں چلا گیا۔ کبھی کبھار ملاقات ہو جاتی تو پرانی یادیں تازہ ہو جاتیں۔ جب میں روزگار کے سلسلے میں 1984ء میں سعودیہ میں تھا تو ان سے مسجد نبوی میں بالکل روضہ اطہر کے پاس ملاقات ہوگئی۔ وہ اپنے والد کے ساتھ عمرہ کرنے آئے تھے گویا جب بھی ملے اچھی جگہ ملے۔

مجھے تو ان سے ہمیشہ ایک شکایت رہی کہ انہوں نے کبھی اپنی قدر نہ کی کچھ زمانے نے تھوڑی بہت قدر کی تو کچھ جو دیکھا، خود کبھی نمایاں ہونے کی کوشش نہیں کی ورنہ ''شاہین'' کا مقام تھا اور اونچا۔

خیر اس کتاب کو پڑھ کر کچھ تسکین ہوئی کہ پرانے عزیز دوست جو موحد ہے حمد کو کتابی شکل میں

بقیہ صفحہ نمبر 42 پر

Scanned with CamScanner

ابو دانش قاری رئیس احمد رئیسؔ بخاری

خوشبوئے اِلتفات سے سرشار جناب رشید وارثی

رئیس احمد نام، (اپنے نورِ نظر دانش سلمہٗ کی ابویت کے حوالے سے) ابودانش کنیت اور رئیس تخلص ہے۔ 11 ستمبر 1969ء کو پیدا ہوئے۔ تعلیمی استعداد فی الحال گریجویشن ہے۔ درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہیں۔ وہ غنایت کے اصولوں سے آشنا ایک خوش الحان نعت خواں ہونے کے ساتھ ایک شائستہ طبع اور خوش فکر نوجوان ہیں۔ 1980ء میں ایک نعت خواں کی حیثیت سے ریڈیو پاکستان پر اور 1990ء میں پاکستان ٹیلی ویژن پر متعارف ہوئے۔ 1992ء میں ''سازِ حجاز'' کے نام سے ان کی پہلی آڈیو کیسٹ منظرِ عام پر آئی اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ رئیس احمد سخن فہمی اور شعر گوئی کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ 1995ء میں ان کا خوبصورت انتخابِ نعت ''حریمِ نعت'' کے نام سے شائع ہوا جسے نعتیہ ادب کے حلقوں کے علاوہ عوامی سطح پر بھی پذیرائی حاصل ہوئی۔ بجا طور پر توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے ادبی کیریئر کے حوالے سے مستقبل قریب میں ایک صحت مند فکر کے حامل نعت گو اور ایک ذمہ دار نثر نگار کی حیثیت سے بھی پہچانے جائیں گے۔ (ادارہ)

ربِّ کائنات کا احسانِ عظیم ہے کہ آج حمد و نعت و منقبت کا خوبصورت مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ صاحبِ کتابِ ہٰذا کے تمام مخلص دوستوں کا یہ دیرینہ خواب اور دلی خواہش تھی کہ اس عہد کے نامور محقق، شاعر و نقاد محترم جناب رشید وارثی کا کلام زیورِ طباعت سے آراستہ ہو۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ آرزو بر آئی۔

جناب رشید وارثی ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں کہ جن کے بارے میں بہت کچھ لکھ دینا بھی کچھ نہ لکھنے کے مترادف ہوگا۔ آپ کی شخصیت کا ہر زاویہ ایک ایسا روشن زاویہ ہے کہ جس کو تحریر میں لانے والے پر کئی مزید روشن پہلو اُجاگر ہوجاتے ہیں۔ میری آپ سے ملاقات تقریباً بیس برس قبل آپ کے برادرِ اکبر مجموعہ نعت ''ورثہ'' اور دیگر شعری مجموعوں کے خالق معروف علمی و سماجی شخصیت محترم ڈاکٹر سعید وارثی صاحب کی وساطت سے آپ کے قائم کردہ فلاحی و سماجی ادارہ مجلس سماجی کارکنان پاکستان میں منعقدہ ایک تقریب میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی ''معطر معطر، حرف معتبر، آیۂ رحمت، عرفانِ وارثؒ اور خوشبوئے دوست'' جیسے نعتیہ اور عارفانہ کلام پر مشتمل شعری مجموعوں کے خالق ہیں۔ حضرت شاہ ستار وارثی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت کئی علوم و فنون پر دسترس رکھتے تھے اور آپ کے اوصاف آپ کے صاحبزادگان میں بھی نظر آتے ہیں۔ قبلہ شاہ صاحبؒ بیک وقت شاعر، خطاط، حکیم اور

سلسلہ وارثیہ سے گہری نسبت رکھنے والے صاحبِ دل اور صاحبِ نظر بزرگ تھے۔ آپ کا انتہائی پسندیدہ موضوعِ تحقیق رہا اسی تناور درخت کی شاخیں ڈاکٹر سعید وارثی، جناب رشید وارثی، سماجی شخصیت جناب حمید وارثی اور اُردو مرکز نیویارک کے روحِ رواں معروف غزل گو جناب رئیس وارثی اور نصیر وارثی ہیں۔ والد گرامی اور برادرِ اکبر کی رہنمائی میں جناب رشید وارثی کی صلاحیتیں خوب پروان چڑھیں یوں تو آپ نے زمانۂ طالب علمی سے شعر گوئی کا آغاز کردیا تھا اور بڑی پُر آہنگ نظمیں تحریر کیں۔ انہیں ہائی اسکول ایجوکیشن کے زمانے میں Poet of the Year کا اعزاز دیا گیا اور آہستہ آہستہ جناب رشید وارثی کی شاعری اور دیگر خوابیدہ جوہر ظاہر ہونے لگے۔ آپ کی والدہ محترمہ ریاست بی بی مرحومہ انتہائی شفیق، رحمدل، مہمان نواز اور غریب پرور خاتون تھیں۔ آج بھی والدہ مرحومہ کی دعائیں جناب رشید وارثی کے لیے سرمایہ حیات ہیں۔ والدہ کی محبت میں آج بھی آپ اشکبار دکھائی دیتے ہیں۔

جناب رشید وارثی بحیثیت انسان انتہائی ہمدرد، بااخلاق، مہذب و شائستہ مزاج شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ ملنے والے کے مزاج کو چند ہی لمحوں میں جان لیتے ہیں اور پوری ملاقات میں یہی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح مہمان کی دل آزاری نہ ہونے پائے۔ لیکن رضائے الٰہی کے حصول کیلئے غلط بات کی نفی

کرنے میں لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے اور غالباً آج کے بہت سے مصلحت پسند اور موقع پرست افراد ایسے سچے اور کھرے لوگوں کو پسند نہیں کرتے لیکن آپ کا کہنا ہے:

عمل سے ملتی ہے آدمی کو حصولِ منزل میں کامیابی
رشیدؔ لیکن شعار اپنا، ہمیشہ حق کی رِضا رہا ہے

آپ پوری طرح اپنے اجداد کے طریق پر عمل پیرا نظر آتے ہیں اور یہی پیروئ اجداد آپ کے روحانی و قلبی سکون کا باعث ہے۔ میں ذاتی مشاہدے کی روشنی میں یہ بات تحریر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ کوئی غریب طالب علم یا کوئی ضعیف محتاج یا کوئی سفید پوش ضرورتمند آپ سے اپنی ضرورت یا پریشانی کا اظہار کرتا ہے تو آپ ہر ممکن اخلاقی و مالی اعانت ضرور فرماتے ہیں۔ جناب رشید وارثی ہمہ وقت ''وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى'' پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔

آپ قومی ایئر لائن میں بحیثیت افسر تعلقات عامہ اور مدیر ''فلک پرواز'' ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔

جناب رشید وارثی ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور سچے عاشقِ رسولؐ اور فدائے پنجتن پاکؑ ہیں۔ آپ اپنے اخلاق و کردار میں اسلامی تعلیمات اور طرزِ معاشرت کو حتی المقدور پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت، اس کے معانی، مفاہیم و مضامین میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ سیرت طیبہ اور احادیث کی کتب آپ کی توجہ کا مرکز ہیں۔ قرآن و حدیث سے رغبت اور لگاؤ نے آپ کی سوچ کو نئے زوایئے عطا کئے ہیں۔ بلاشبہ

یہ انعامات آپ کے مرشد کریم حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ باکمال کے مظاہر ہیں اور آپ کے والدین کی اعلیٰ تربیت اور دعاؤں کا ثمر ہیں۔ آپ نے اپنے والدین کی زندگی میں ان کی خدمت کر کے دعائیں حاصل کیں اور سعادت مندی، ادب اور خدمت کا جس طرح عملی مظاہرہ کیا ایسا آجکل کم کم ہی دکھائی دیتا ہے۔ وہ آج بھی اپنے والدین کے ذکر پر اشکبار نظر آتے ہیں اور دورانِ گفتگو کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی حوالے سے ان کی باتوں اور یادوں کو دہراتے ہیں اور کہتے ہیں والدین گرامی سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور محافل میلاد یا تنہائی کے لمحوں میں نعتیہ اشعار پر اشکبار ہو جاتے تھے۔ اس کیفیت کو آپ نے یوں قلمبند کیا ہے:

نام سرکارؐ پہ آنسو اُمنڈ آتے ہیں رشیدؔ
اپنے اجداد کی آنکھوں پہ گئی ہیں آنکھیں

تحقیق ایک انتہائی حساس اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ جناب وارثی نے زمانۂ طالب علمی سے ہی قرآن پاک کے مضامین پر غور وفکر اور سیرت طیبہ سے گہرا شغف رکھنے کی برکات کے سبب نعت گوئی میں احتیاط کے پہلو اور ایسے کئی فکر انگیز موضوعات پر کئی تحقیقی مقالے اور مضامین تحریر کیے جو "نعت رنگ" اور دیگر اشاعتی جریدوں نے شائع کیے۔ میری معلومات کے مطابق شائع ہونے والے مضامین کی تعداد ان مضامین سے بہت کم ہے جو اب تک شائع نہیں ہوئے اور قلمی نسخہ کی صورت میں محفوظ ہیں، جو آپ کی آئندہ تصانیف کا حصہ ہیں۔ جناب رشید وارثی ایک ذمہ دار، دیانتدار اور کھرے شخص ہیں اور عملی طور پر اس بات کو انہوں نے ثابت بھی کیا ہے۔ کوئی تحریر، نظم یا کلام اگر قرآن وحدیث سے متصادم آپ کی نظر سے گزر جائے تو آپ کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ آپ اس مصنف یا شاعر کو آگاہ کریں آپ کے اخلاق کا یہ معیار ہے کہ آپ انتہائی غیر محسوس طریقے سے اصلاح فرماتے ہیں تاکہ لکھنے والے کی دل آزاری نہ ہو اور اصلاح بھی ہو جائے۔ لیکن آج کچھ حضرات نے تنقید برائے اصلاح کے بجائے تنقید برائے تنقیص اور ہر طرح کی دل آزاری کے ساتھ اپنی توجہ اسی کام پر مرکوز کی ہوئی ہے۔

جناب رشید وارثی ایک شفیق دوست اور رہنما بھی ہیں۔ اس حوالے سے آپ کے ہاں مختلف مضامین سے تعلق رکھنے والے طلبہ رہنمائی حاصل کرنے آتے ہیں۔ آپ ان کے مضامین کے مطابق انہیں اہم مواد اور مفید معلومات فراہم کرتے ہیں۔ حصول علم اور اس کی افادیت بیان کر کے آنے والے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ آپ تقریباً ہر عمر کے افراد کے بہترین دوست ہیں۔ آپ ہر عمر کے افراد سے ان کی دلچسپی، صلاحیت کے مطابق گفتگو کرتے ہیں اور رہنمائی و حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ یہ سلسلہ برسہا برس سے جاری ہے۔ آپ کے کمرے میں ایک خوبصورت لائبریری بھی ہے جو والد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے ذوق کی آئینہ دار ہے اور بتدریج اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ لائبریری قدیم و جدید کتب پر مشتمل ہے جس میں مختلف علوم وفنون پر مفید کتب موجود ہیں طالب علم اپنے ذوق کے مطابق یہاں سے استفادہ کرتے ہیں۔ روزانہ اور مختلف اوقات میں آنے والے حضرات کو آپ کی دفتری و دیگر مصروفیات کا احساس رہتا ہے لیکن رشید بھائی کی محبت اور خلوص اس احساس پر غالب آجاتا ہے۔ میں یہاں آپ کی اہلیہ صاحبہ یعنی ہماری بھابی صاحبہ کو بھی خراجِ تحسین پیش کروں گا کہ اس کتاب کی اشاعت میں ان کا مکمل تعاون شامل رہا۔ خدا آپ کے درجات بلند فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

> رشید وارثی صاحب کی شاعری کیف و سرور، عجز وانکسار، علم و ادراک اور شوق حضوری سے عبارت ہے

اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مستغرق دیکھ کر سرچشمہ ولایت مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایسی سچی محبت آپ کے دل میں راسخ فرما دی ہے جس کی وجہ سے آپ سے ملنے والا ہر صاحب دل پہلی ہی ملاقات میں آپ کو فدائے پنجتن پاک علیہم السلام پکار اٹھتا ہے اور یہ آواز بے ساختہ اس کے دل سے نکلتی ہے:

پنجتنؑ کی رشیدؔ ہم کو چاہت ملی کیا کرامت ملی
روح پُر کیف ہے جسکے اظہار سے لطف سرکارؐ سے

ایسی ہی والہانہ عقیدتوں کا نذرانہ شہزادگان کونین جناب حسنین کریمینؑ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں:

ہو جانِ رشیدؔ اُن کے نواسوں پہ تصدق
شاہد ہوں مرے حال پہ آقائےؐ مدینہ

''خوشبوئے التفات'' میں فن شاعری کی قدیم و جدید تقریباً تمام ہی اصناف میں اشعار کہے گئے ہیں۔ جدید اور خوبصورت تراکیب کا استعمال خوبصورت عربی تراکیب اور نو بہ نو مضامین کو نت نئی بحروں کا انتخاب کر کے انتہائی دلکش اور فصیح و بلیغ استعاروں کے ساتھ نظم کیا گیا ہے اور جابجا قرآن وسنت کی روشنی میں اشعار کہے گئے ہیں۔ یہ جناب رشید وارثی کا آبائی ورثہ ہے اور ان کی خداداد صلاحیتوں، ان کے عمیق مطالعے کا حاصل، ان کے گرانقدر مشاہدے کا بین ثبوت ہے۔ کتاب میں ابواب کا تعین، ابواب کی مناسبت سے اشعار کا انتخاب اور شرح ابواب کے لیے خوبصورت نثر اور نثر کی خوبصورتی کو قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے حوالوں کے ساتھ مربوط کر کے قارئین کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا جواب فراہم کرنا اور مذکورہ بالا تمام کوششیں ایک عظیم کارنامہ ہے یہ تمام اہتمام شاعر کے مزاج کا آئینہ دار ہے اور خصوصاً نعت کے موضوع سے شاعر کی گہری وابستگی اور تحقیق کی طرف ایک واضح اشارہ ہے۔ ''خوشبوئے التفات'' میں شامل حمدیہ کلام، نعتیہ کلام و مناقب، تضمینیں، آزاد نظمیں، مسدس، مثلث، سانیٹ، غیر منقوط اور خصوصاً مخمس میں تضمین بر کلام قدسیؒ، متزاد میں ''آنکھیں ہیں تری دید کی حسرت میں گہربار'' اور باب خلافت و ولایت و تسلیم و مناجات میں شامل کلام اپنے اندر والہانہ عقیدت عجز و آداب لیے ہوئے ہے۔ ہر کلام شاعر کے احساسات کا ترجمان نظر آتا ہے اور قارئین

بقیہ صفحہ نمبر 42 پر

محمد طارق بن آزاد

خوشبوئے التفات ...... ارمغان تلمیحات

محمد طارق بن آزاد ایک پُرعزم اور صائب الرائے نوجوان ہیں۔ وہ 2 مارچ 1986ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کی کامیاب تکمیل کے ساتھ وہ درس نظامی (سال آخر) کا امتحان دے چکے ہیں۔ اردو کے ساتھ عربی زبان وادب سے انہیں خصوصی لگاؤ ہے۔ جس کی برکت سے نوخیز عمر کے باوجود نشر و اشاعت کے ایک باوقار ادارے میں مترجم اور ہیڈ پروف ریڈر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ شعر وادب کا ذوق وراثت میں پایا ہے۔ حمد و نعت گوئی سے انہیں خاص رغبت ہے۔ اسلامی ادب کے تحقیقی و اشاعتی ادارے ''بزم وارث'' سے بحیثیت معتمد امور مذہبی وابستہ ہیں۔ اسی ادارے کے زیر اہتمام حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب ''دینی محافل کی نظامت'' کے مرتب اور مولف ہیں۔ (ادارہ)

مشرقی ادب میں تقریظ نگاری کی روایت تو بہت قدیم ہے لیکن تبصرہ نگاری میں کسی کتاب کے منفرد اور حقیقی اوصاف کا ذکر کرنا اور تعین قدر کی ناقدانہ ذمہ داریاں نبھانا عصری ادب کے بھرپور مطالعہ کا بھی متقاضی ہے۔ خصوصاً کسی ایسی شخصیت اور اس کے فن کے بارے میں ذمہ دارانہ اظہارِ خیال کرتے ہوئے کچھ لکھنا جس سے ایک تعلق خاطر بھی ہو ایک بیحد مشکل اور دشوار ترین کام ہے۔ اس کا بھرپور ادراک مجھے اس وقت ہوا جب مجھے اپنے بزرگ دوست جناب رشید وارثی صاحب کی شخصیت اور فن پر سطور تحریر کرنے کا مرحلہ درپیش ہوا۔

میری ان سے ملاقات تقریباً ڈیڑھ سال قبل ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنے کے لیے کثرت لقاء ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر کسی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے واقفیت ممکن نہیں لیکن جناب رشید وارثی ایسی صاف و شفاف شخصیت کے مالک ہیں کہ کوئی بھی شخص ایک دو ملاقاتوں میں ہی آپ کی زبان، لہجے اور چہرے کے تاثرات سے آپ کی شخصیت و آپ کے دل میں موجود سچائی سے آگہی حاصل کر سکتا ہے۔ آپ کے ظاہر و باطن میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ آپ کی زبان پر وہی ہوتا ہے جو دل میں ہوتا ہے چہرہ ان جذبات کی ترجمانی کرتا ہے جو دل میں ہوتے ہیں، سچائی یا حق گوئی میں کوئی خوف یا مصلحت آپ کے آڑے نہیں آتے۔ اسی لیے مصلحت پسندی کا نام دیکر باطن و ظاہر میں تضاد پیدا ہونے نہیں دیتے۔

جو بات تھی سچی سبھی کے منہ پہ کہی
منافقت سے سدا انحراف ہم نے کیا
(اکرم تبسم)

یقیناً قحط الرجال کے اس دور میں آپ کی ہستی ایک نعمت گراں مایہ ہے اور شاید اسی اجتناب مصلحت کا مآل ہے کہ آپ کا تعلق کسی خاص ادبی گروہ سے نہیں بلکہ آپ تقریباً گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کا سبب یہ بھی ہے کہ آپ نسبتاً ''وارثی'' ہیں اس لیے آپ کے اندر استغناء عن الناس کا عنصر بہت زیادہ اور خوشامد و چاپلوسی کا عنصر ناپید ہے۔

آپ فقط ایک شاعر ہی نہیں بلکہ محقق و نقاد اور بہترین نثر نگار بھی ہیں۔ آپ کا معیار نقد و نظر خالصتاً اسلامی ہے جس میں رعایت شخصی کی قطعاً گنجائش نہیں ان کے یہاں صحیح و غلط کی معرفت قول پر موقوف ہوتی ہے اور اسی پر شخصیت کی معرفت نہ کہ صحیح و غلط کی معرفت شخصیت پر اور قول کی معرفت شخصیت پر موقوف جیسا کہ فی زمانہ یہ روش عام ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے بدخواہوں کی تعداد آپ کے احباء سے زیادہ نظر آتی ہے۔

اسی خطا پہ زمانہ ہمارا دشمن ہوا
حقیقتوں کا سدا اعتراف ہم نے کیا
(اکرم تبسم)

جناب رشید وارثی کا نو مطبوعہ مجموعہ حمد و نعت اور مناقب ''خوشبوئے التفات'' اگرچہ شعری مجموعہ ہے مگر اس میں موجود نثری جواہر پارے آپ کے طرز نگارش کے تفرد پر شاہد ہیں۔ مجموعے میں موجود ابواب کی ابتدائی نگارشات کی وقعت بیان کرنے سے قلم قاصر ہے اس کا صحیح ادراک مطالعے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے اور یہ ایک ایسی نئی روایت ہے جس کو یقیناً رواج پانا چاہیے تاکہ ہر ایک حمد و نعت و مناقب تحریر کیے جانے اور پڑھنے کے مقاصد کا ادراک کر سکے۔ اس بات کو یقیناً مصنف کی اولیات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اگرچہ شعر گوئی کی صلاحیت ایک فطری جوہر ہے تاہم یہ اکتسابی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ جناب رشید وارثی صاحب کی شاعری کا عمیق نظر سے جائزہ لینے کے بعد یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان کی شاعری کا منبع وہب محبت اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک سے نسبت غلامی کا احساس ہے اور یہی عظیم جذبہ جان ایمان ہے۔ یہ جذبہ انہوں نے داعی محبت سلسلہ وارثیہ کے ایک ولی کامل یعنی اپنے والد محترم حضرت ستار وارثی علیہ الرحمۃ سے ورثے میں پایا ہے۔ ان ہی کے فیض نظر سے یہ پروان چڑھا، اس لیے وہ حشر کے میدان میں بھی ان کی ہی اقتداء کے خواہاں ہیں اور دعا گو ہیں ۔

مجھے دے گئے ہیں ورثہ جو ولائے پنجتنؑ کا
وہی میرے مقتداء ہوں سرِ حشر بھی خدادا

ان کی شاعری میں جذبہ محبت کی کارفرمائی دیکھتے ہوئے بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ موصوف ایک راسخ العقیدہ عاشق ہیں، رسم محبت کے آشنائے محض نہیں مگر وہ لوگوں سے اپنے عشق کی سند کے طالب نہیں بلکہ اسی بارگاہِ عالیہ سے اعتبار عشق کے طالب ہیں جو کہ اس عظیم جذبے کی مرکز و محور ہے وہ عرض گزار ہیں۔

دو جہاں بھی میں لٹا دوں تو گمان ہو ریا کا
میرا عشق معتبر ہو وہ اگر کریں اشارہ

اور اسی جذبے نے آپ کی شاعری کو وہ جامعیت اور اثر آفرینی عطا کی جو آپ کے معاصر شعرائے کرام سے آپ کے تقابل کو ناممکن نہیں تو بہت دشوار ضرور بناتی ہے کیونکہ ہر قابل قدر صنف سخن آپ کی جہانگیری میں داخل ہے اور اس دیوان میں شامل ہے۔ دیوان میں

Scanned with CamScanner

شامل کُل منظومات کی تعداد 112 ہے جن میں ایک ترکیب بند، ایک ترجیع بند، ایک مثلث، تین سانیٹ، تین مخمس، ایک مسمط، چار مسدس، پانچ آزاد نظمیں، پانچ مستزاد، چھ نظمیں، سولہ غزلیں (غیر مردف)، چھتر غزلیں اور ایک نظم جدید بعنوان ''درود نجم'' شامل ہے۔ اس کی ہیئت مروجہ ہیئات (Forms) میں سے کوئی نہیں ہے مگر مکمل غنائیت سے بھرپور اور خارج از بحر نہیں۔ کتاب میں شامل قطعات و رباعیات ان اعداد و شمار کے علاوہ ہیں۔ مسمط اور مخمس کی ہیئت میں متعدد شعرائے کے کلام پر تضامین بھی شامل دیوان ہیں اور یقیناً شاعر موصوف کی قادرالکلامی کا بین ثبوت ہیں کہ تمام ہی ناقدانِ فن اس بات پر متفق ہیں کہ کسی بھی کلام پر لکھی گئی تضمین کی قدر و منزلت کا تعین کرنے میں دیگر محاسن کے ساتھ ساتھ جو امر اہم ہے وہ صاحب کلام کے رنگ کا متاثر نہ ہونا ہے اور کلام میں پیوندکاری کا احساس پیدا نہ ہونا ہے اور یہ خوبی شاعر التفات کی رقم کردہ تضامین میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ مثلاً تضمین برکلام اقبال۔

شوق کی انجمن میں تھا صبحِ ازل سے اضطراب
کس کے خیال پاک سے محفل کن ہے فیضیاب
کس کی شعاع نور سے روشن ہیں ماہ و آفتاب
کس کی تجلیات سے نور خدا ہے بے نقاب
پایا جو ساق عرش کا نام نبی سے انتساب
روح صفیؑ پہ وا ہوا شانِ محمدیؐ کا باب
عقل سلیم نے کیا جس کے حضور یوں خطاب
''لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب''

تضمین برکلام قدسی۔

تیرے آنے سے تر و تازہ ہوئی خشک نبات
چمن دہر میں تجھ سے ہے بہاروں کو ثبات
مالک کوثر و تسنیم! کرم کی برسات
''ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی''

ترکیب بند، ترجیع بند، مسمط، مسدس، مخمس جیسی ہیئات کا استعمال اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ شاعر موصوف کے مشاہدے و مطالعے نے ان کے علم میں اس قدر وسعت اور مضامین میں کثرت پیدا کر دی ہے کہ غزل کی ہیئت اس کے بیان کے لیے ناکافی ہے۔ اس کا سبب بیان کرنے سے عاجز ہونا نہیں کیونکہ قدرت کلام کا حال تو یہ ہے کہ غزل کے کوزے میں دریا بند ہیں۔ فرماتے ہیں۔

نسب نامہ رسولِ مجتبیٰ کا
گروہ ساجدیں کا سلسلہ ہے

یہ شعر سورۃ الشعرآء کی 219 ویں آیت مبارکہ کا خوبصورت و مکمل بیان ہے جبکہ مفسرین نے اس کی تفسیر و تشریح میں دفتر کے دفتر رقم کیے ہیں۔

کلام میں شامل ایک نعتیہ مستزاد ایسی بھی ہے جس میں صنف مستزاد کے قاعدے کے مطابق زائد ٹکڑا درود شریف پر مشتمل ہے۔

سر تا قدم ہیں نور رب العلیٰ محمد (صل علیٰ محمد)
ہر سو ہیں اس جہاں میں جلوہ نما محمد (صل علیٰ محمد)

راقم الحروف کی ناقص معلومات کے مطابق اولاً تو نعتیہ ادب میں صنف مستزاد کا استعمال شاذ و نادر ہی ہوا ہے، ثانیاً درود پاک کو اس صنف میں استعمال کرنا بالکل ایک نئی بات ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر اس بات کو بھی یقیناً موصوف کی اولیات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

''مسدس وارثی'' کے عنوان سے شامل کتاب قصیدہ دربارگاہِ سلطان زمن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشبیب کا آخری شعر اور گریز کا بند ملاحظہ ہو

سرکار کی توصیف کا مضمون ادق ہے
اے ابر کرم نوک قلم پیاس سے شق ہے
جوش آ گیا رحمت کو مرے سوز دعا سے
معمور مرا قلب ہوا شہ کی ولا سے
شافع جو ہوئے سرور عالم کے نوا سے
امید لگی واہب مطلق کی عطا سے
دروازہ کھلا مدحت سلطان زمن کا
انداز کرم ہے یہ خداوند سخن کا

مندرجہ بالا اشعار ناقدین کے متعین کردہ معیار ''گریز جان قصیدہ ہے'' کے مطابق اپنی قدر و منزلت کے تعین میں کچھ دشواری پیدا نہیں کر رہے۔

محترم رشید وارثی کے کلام کے دیگر محاسن کے علاوہ جو خاص اسلوب یقیناً آئندہ ادوار میں آپ کے نام کو زندہ رکھے گا وہ فارسی شاعر نظیریؔ نیشاپوری کی شناخت ہے یعنی پہلے دعویٰ ذکر کرنا پھر اس کی دلیل پیش کرنا اردو ادب میں اس کی پیروی سوداؔ کے یہاں پائی جاتی ہے۔ اس اسلوب میں شاعر موصوف فرماتے ہیں۔

ایک بندے کے تصرف میں دو عالم دیدیے (دعویٰ)
شانِ قدرت کے لیے بات یہ مشکل کیا ہے (دلیل)

موجودہ معقولیت پسند دور میں جبکہ قرآن و حدیث کو بھی معقولی مزاج کے مطابق سمجھا اور سمجھایا جا رہا ہے تو اس اسلوب کے علاوہ دوسرا اسلوب شاید ہی قابل قبول ہو۔ اس کے علاوہ یہ شعر یقیناً اختیارات مصطفیٰ پر اعتراضات کرنے والوں کو آئینہ دکھاتا ہے کہ ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ اعتراض کتنی دور تک جاتے ہیں کہ اختیار مصطفیٰ پہ معترض گویا قدرت خداوندی پہ معترض ہے اور جو قدرت خداوندی پر معترض ہو تو اس کے دین و ایمان کا کیا حال ہوگا؟

آپ کے کلام میں عربی الفاظ و تراکیب کا استعمال بھی وافر مقدار میں ہے مثلاً منعوت، کاسر طبقات وغیرہ۔ یہ آپ کے قرآن و حدیث کے مطالعے اور عربی زبان سے یک گونہ وابستگی کے آئینہ دار ہیں گو یہ الفاظ و تراکیب فی الوقت اردو زبان میں مروج نہیں

مکتوب گرامی

نثار ترابی (راولپنڈی)

گرامی قدر جناب رشید وارثی صاحب!

سلام مسنون!

برطانیہ میں کوئی ایک ماہ کے ادبی دورے کے بعد واپس وطن پہنچا تو گھر میں ڈاک کے ذریعے آئی ہوئی کتب میں، آپ کی جانب سے ''خوشبوئے التفات'' کا تحفہ بھی موجود تھا۔ ایک تو خوشبو اور پھر ''التفات'' کے ساتھ سبحان اللہ! سخن سرائی کے باب میں جس مقدس سفر کو آپ نے اپنے فکری محور کا اشاریہ بنایا ہے، اس کی برکات سے یقیناً آپ کا طرز سخن بہت زمانوں تک تحسین کا حقدار ٹھہرایا جاتا رہے گا۔ خوشبوئے التفات کی اشاعت پر دلی مبارک باد۔

Scanned with CamScanner

مگر آئندہ آنے والے دور میں دامن اُردو کی وسعت کا سبب ضرور بنیں گے گویا اس طرح آپ نہ صرف اپنی عقیدتوں، محبتوں کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ ایک اردو دان ہونے کی حیثیت سے ترقی اردو میں اپنا کردار بھی ادا کر رہے ہیں۔

علم بدیع میں صنعت تلمیح کی یہ جامع تعریف کی جاتی ہے:

''کلام میں کسی تاریخی واقعے، کسی آیت قرآنی یا مختلف علوم کی اصطلاحات استعمال کرنا صنعت تلمیح کہلاتا ہے۔''

نعتیہ ادب میں تلمیحات کا استعمال بکثرت پایا جاتا ہے مگر یہ اکثر تکرار پر مبنی ہیں کیونکہ اکثر شعراء اپنی محدود معلومات کے سبب واعظین کی زبان سے بیان کردہ قصص یا عوام الناس میں مقبول واقعات سے ہی واقفیت رکھتے ہیں جبکہ محترم رشید وارثی کے کلام میں اس کی مثالیں بکثرت ملیں گی اور نادر نادر امثال جو کہ نعتیہ کلام میں پہلے مرقوم نہیں اس کے لیے انہوں نے قرآن فہمی کے ملکہ خداداد اور وسعت مطالعہ سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ مثلاً

اجداد کی برکت سے رواں ہے زم زم
مولا کی عطا مالک کوثر وہ ہیں

مصرعہ ثانی میں تو آیت مبارکہ ''انا اعطینک الکوثر'' کی جانب اشارہ ہے جبکہ مصرعہ اولیٰ میں بیک وقت دو واقعات کی جانب اشارہ ہے۔ اولاً تو وہ واقعہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مبارک ایڑیوں کے صدقے زم زم کا ظہور ہوا۔ اس میں شاید کسی کو ندرت کا فقدان نظر آئے مگر ثانیاً جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے وہ اس سے قبل کبھی بیان نہیں کیا گیا وہ یہ کہ جب بنو جرہم کے کنواں پاٹ کر چلے جانے کے بعد زم زم کا کنواں امتداد زمانہ کے سبب لاپتہ ہو چکا تھا اسے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے بشارت الٰہیہ کے مطابق دریافت کر کے حجاج کے لیے دوبارہ جاری کیا اور آپ کی برکت سے زم زم کی روانی آج تک بحال ہے۔

ابلیس کا سوال بھی کرتا نہیں جو رد
کیا کیا تمام خلق یہ اس کی عطا نہیں

اس شعر کے مصرعہ اولیٰ میں سورۂ حجر کی ان آیات کی طرف اشارہ ہے جن میں شیطان رجیم بارگاہ خداوندی میں انسانوں کو گمراہ کرنے کیلئے مہلت کا سوال کرتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ''انک من المنظرین'' فرما کر اس کا سوال بھی رد نہیں فرماتا۔ یہ بھی ایک ایسی نادر تلمیح ہے جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

پایا جو ساق عرش کا نام نبی سے انتساب
روح صفیؑ پہ وا ہوا شان محمدیؐ کا باب

ان اشعار میں اس حدیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے جو کہ کتب حدیث و سیر میں بکثرت منقول ہے کہ ''آدم علیہ السلام نے اپنی تخلیق کے بعد جب ساق عرش کی طرف نظر کی تو وہاں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقش پایا تو اللہ تعالیٰ سے اس بابت دریافت فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام پر اس نام کی عظمت عیاں ہوئی۔

آپ کے کلام کا ایک خاص رنگ مذہب حق اہل سنت و جماعت کیلئے ایک تحفہ گراں مایہ ہے کہ آپ ذات رسالت مآب ﷺ سے وابستہ عقائد اس پیرائے میں نظم کرتے ہیں کہ ادنیٰ سا شائبہ شرک بھی نہیں رہنے دیتے۔

ان نادر تلمیحات کے علاوہ آپ کے کلام میں معروف واقعات بھی تلمیحاً ذکر ہیں۔ مثلاً

شاید ہے تصرف پہ ترے رجعت خورشید
دو نیم قمر تیرے اشارے سے ہوا ہے
پیڑوں کو ترے حکم نے رفتار عطا کی
سنگریزوں کو مٹھی نے تری نطق دیا ہے

مگر اس کے بیان میں بھی آپ کا منفرد آہنگ دوسروں سے آپ کو ممتاز کرتا ہے۔ باوجود مکرر ذکر ہونے کے اس کے بیان کی چاشنی میں فرق نہیں آنے دیتا۔ ان چند امثال کے علاوہ آپ کے کلام میں تقریباً ہر دوسرے شعر میں کوئی نہ کوئی تلمیح موجود ہے جس کی وجہ سے اگر آپ کے دیوان کو ''ارمغانِ تلمیحات'' سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

آپ کے کلام کا ایک خاص رنگ مذہب حق اہلسنّت والجماعت کے لیے ایک تحفہ گراں مایہ ہے کہ آپ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ عقائد اس پیرائے میں نظم کرتے ہیں کہ ادنیٰ سا شائبہ شرک بھی نہیں رہنے دیتے۔ جس کی وجہ سے معاندین الزامِ شرک دے سکیں مثلاً

دربار مدینہ سے مجھے ملتا ہے
وہ رزق جو تقدیر سے دیتا تو ہے

☆☆

ہر اک شے وہ خدا سے مانگتا ہے
خدائی کا مگر حاجت روا ہے

اہلسنّت والجماعت کے ساتھ فی زمانہ یہ المیہ ہے کہ مدح اہل بیت کرنا شیعت کی علامت سمجھا جاتا ہے اور ردِ شیعت کے نام پر تنقیص شان اہل بیت ہوتی ہے اور مداح پیمبر وآل پیمبر پر شیعہ کا ٹھپہ لگا کر اس کو طرح طرح سے ستایا جاتا ہے اور چونکہ خوشبوئے التفات میں اصل مذہب اہلسنّت کے مطابق تکمیل نعت کے لیے مدح اہل بیت بھرپور انداز میں کی گئی ہے تو شاعر موصوف الزام تشیع کا تدارک کرنے کے لیے اور حقیقت حال بیان کرتے ہوئے رقم کرتے ہیں:

مدحت مولا میں گزرے مجھ پہ سو سو امتحاں
اس کی گرد رہ کو بھی پہنچے نہیں عقل و گماں
میں وہاں ہوں کاروانِ اہلسنّت ہے جہاں
مجھ سے ہے ہو شرک رسالت یا حفیظ الاماں

قول احمد ہے، علیؑ کا خون میرا خون ہے
ہیں اگر موسیٰ نبی، تو مرتضیٰ ہارون ہے

ان تمام باتوں کے باوجود محاسن کلام اس قدر ہیں کہ رقم کرنے کے لیے دفتر درکار ہیں اور اس کا سبب فقط یہ ہے کہ

حب خدا، نبی، علی، حسنین پاک کی
خوشبوئے التفات سے مہکے رشید ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خوشبوئے التفات سے معطر شاعر التفات کی طرح اس التفاتِ ناز کی مہک سے آشنا و سرشار فرما کر شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Scanned with CamScanner

بقیہ:

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

اے ذوقِ وفا ! حلقۂ یاراں میں صدا کر
بے لوث محبت کا طلب گار ہے انور
۱۹۶۴ء

اور پھر تمہارے یہ شعر جو چاند رات کو چاند دیکھنے کے بعد کہا گیا تھا:

وہ چاند جبکہ سامنے آیا نہیں رشید
بے چاند دیکھے کیسے سمجھ لوں کہ عید ہے

اور اسی طرح کا ایک انداز جو بزم یاراں میں فرمائشی شاعری کے طور پر سامنے آیا:

کس دھن پہ میں گاؤں اے میری چاند سی نجمہ
اقرار کی امید پہ میں پیار کا نغمہ
بے کیف میرا دل ہے کوئی ساز عطا کر
گزرے ہوئے لمحات کو آواز عطا کر
پھر ڈر ہے تیرے پاس میں آ بھی نہ سکوں گا
اک آگ سی دیکھوں گا بجھا بھی نہ سکوں گا

اس خالص مجازی شاعری سے نعت اور منقبت کی جانب متوجہ کرنے اور تمہیں دنیاداری سے تصوف کی جانب راغب کرنے میں تمہارے والد بزرگوار حضرت ستار وارثی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نظر رہی ہے۔ اور پیرو مرشد حضرت وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور پنجتن پاک علیہم السلام کا کرم ہے کہ جن کی کرم نوازی سے آج ہمارے ہاتھوں میں تمہارا یہ انمول تحفہ ''خوشبوئے التفات'' موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں تمہاری اس کاوش کو قبولیت کا درجہ دے اور اس کے طفیل تمہارے والدین کے درجات بلند فرمائے اور حشر میں تمہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو سرخرو فرمائے۔ آمین

بقیہ:

خوشبوئے التفات سے سرشار
رشید وارثی

بھی ان کیفیات سے اپنے قلوب و اذہان کو جلا بخش رہے ہیں۔ رشید وارثی صاحب کی شاعری کیف و سرور، عجز و انکسار، علم و ادراک اور شوقِ حضوری سے عبارت ہے۔ آپ نے اردو شاعری کی مروجہ اصناف میں ہدایہ عقیدت پیش کر کے ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے اور آئندہ طبع ہونے والی کتب کو نئے زاویے عطا کیے ہیں۔ کلام، اہتمام، ترتیب و تزئین، طباعت اشاعت ہر اعتبار سے کتاب قابلِ تحسین ہے۔

آپ کی تخلیقات کو عہد حاضر اور آنے والے ادوار میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اسے دنیائے ادب میں عظیم سرمایہ کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔

میں دل کی گہرائیوں سے ''خوشبوئے التفات'' کی خوبصورت طباعت اور انتہائی باوقار اشاعت پر محترم رشید وارثی، ان کے اہل خانہ اور خانوادۂ حضرت ستار وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر فرد کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دُعا گو ہوں کہ یہ تحفہ خداوند قدوس اور ان پاکیزہ اور برگزیدہ ہستیوں کی بارگاہ میں قبول ہو۔ آمین

بقیہ:

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے اور مقرب ہو گئے۔

عبدالرشید وارثی جو چھپا عاشقِ رسول بھی ہے نعتیہ کلام اس کتابی شکل میں پیش کر کے ''محبوب محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہو گئے۔ (پھر میرا یار ہم سب سے بازی لے گیا) چلو خوشی ہوئی کہ ان کے پوشیدہ جوہر سے پورا نہیں کچھ تو پردہ ہٹا۔

میری دلی تمنا اور دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ میرا عزیز دوست چمکتا رہے چودھویں کے چاند کی طرح۔

مکتوب گرامی

قمر وارثی (کراچی)

برادرم رشید وارثی صاحب ...... السلام علیکم

توقع ہے کہ آپ بفضل باری تعالیٰ بخیریت ہوں گے۔ آپ کی جانب سے ''خوشبوئے التفات'' کی صورت میں تحفۂ خلوص و محبت موصول ہوا۔ سچ پوچھئے تو جتنا خوبصورت کلام ہے آپ کے حسن سلیقہ نے اسے اتنے ہی خوبصورت انداز سے شائع بھی کیا ہے۔ نعت نگاری کے حوالے سے بیشتر نعت گو شعراء کے مجموعے نظر سے گزرے اور اب تو بفضلہ تعالیٰ ایک تسلسل کے ساتھ نظر سے گزر رہے ہیں، اپنے اپنے جذبات و احساسات اور اپنی عقیدت و محبت کا اظہار تو ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے اور کر رہا ہے مگر جس جذبۂ حسن جستجو اور عرق ریزیٔ فکر و نظر کے ساتھ آپ نے اپنے نعتیہ کلام کو سجایا ہے بلاشبہ لائق تحسین ہے۔ آپ کی نعتوں میں تلاش و جستجو کی سچی لگن سے نعتیہ اشعار میں ڈھلنے والے تجربات و مشاہدات نے قلب و روح پر کچھ ایسے اثرات مرتب کیے ہیں کہ آپ کی کاوشوں پر رشک آ رہا ہے۔

مجھ ناچیز کی جانب سے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کلام و طباعت کے حوالے سے اتنی خوبصورت کتاب پیش کرنے پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ آپ کے حکم کے مطابق قطعۂ تاریخ طباعت ارسال کر رہا ہوں، اللہ کرے آپ کو پسند آئے۔

Scanned with CamScanner

محمد زکریا شیخ الاشرفی

مضرابِ سازِ جاں ہے ''خوشبوئے اِلتفات''

محمد زکریا شیخ اشرفی خوش الحان اور منفرد شناخت کے حامل نعت خواں ہیں۔ 14 اگست 1983ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ 2002ء میں ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کی تکمیل کے بعد اب B.Com. فائنل ایئر کے اسٹوڈنٹ ہیں۔ دنیائے نعت میں نعت خواں ہونے کے علاوہ خانوادۂ حضرت ستار وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے شعراء کے پہلے نعتیہ انتخاب کے مرتب کی حیثیت سے متعارف ہیں۔ جبکہ بزم فیضان مخدوم اشرف کے روحِ رواں ہیں (جو کہ فروغ نعت اور سلسلہ اشرفیہ کے روحانی پیغام کی ترویج و اشاعت کیلئے سرگرم عمل ہے) مسرور کیفی نعت اکیڈمی کے منتظم اعلیٰ اور بزم وارث کے آفس سیکریٹری ہیں۔ (ادارہ)

نعت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان سنت یزدانی ہے اور اس سنت الٰہیہ کو مختلف ادوار میں تمام انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرامؒ اور اُمت محمدی کے وہ افراد جن کو اللہ نے اپنے محبوب کی مدح سرائی کے لیے چن لیا وہ اس اہم فریضہ کو پورا کرتے آرہے ہیں۔ قرآن پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا''

آپ جس طرح تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور تمام عالم آپ کی رحمت سے مستفید ہیں بالکل اسی طرح حضورِ اکرم ﷺ کی مدح و توصیف بھی صرف اُمت محمدی کے لیے مخصوص نہیں اس کارِ خیر کو غیر مسلموں نے بھی انجام دیا۔ حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی صبح ازل سے شام ابد تک اسی طرح جاری و ساری رہے گی۔ انشاء اللہ

ایک نعت خواں ہونے کی حیثیت سے جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں نعت خوانی کے دوران آدابِ نعت کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ نعت پڑھنا اتنا آسان کام نہیں کیونکہ نعت اگر دل کی گہرائی اور سچے جذبے کے ساتھ نہ پڑھی جائے تو اس میں کیف و سرمستی کی کیفیت کبھی پیدا نہیں ہوتی۔ جب صرف نعت پڑھنے کے لیے جذبے کی صداقت اور آدابِ نعت سے واقفیت ضروری ہے تو پھر سوچئے جو حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہیں آپ کی شانِ اقدس میں نعت کہتے ہیں انہیں کس مرحلے سے گزرنا پڑتا ہوگا۔

آج نعت گوئی ہر دوسرا شخص کر رہا ہے اپنے جذبات اور عقیدت کو نعت کے سانچے میں ڈھال رہا ہے لیکن زیادہ تر افراد نعت کے مضامین پر غور نہیں کرتے بلکہ میں یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ انہیں نعتیہ مضامین کا ادراک ہی نہیں ہے۔ آج کل نعت میں نعتیہ مضامین کے بجائے نعت کے ضمنیات زیادہ شامل ہوتے جارہے ہیں۔ ایسے میں کچھ ایسے افراد بھی نظر آتے ہیں کہ جن کی نعت گوئی میں محبت و عقیدت، صداقت و کیفیت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے لحاظ سے آپ کی سیرت مبارکہ کا بیان، آپ کے اوصاف حمیدہ کا بیان، قرآنی مضامین وغیرہ نظر آتے ہیں انہی افراد میں ایک نام رشید وارثی صاحب کا بھی آتا ہے۔ جن کا تعلق ایک ایسے خانوادے سے ہے کہ جو عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عشق اہل بیت اطہار علیہم السلام، عشق صحابہ کرامؓ و اولیاء کرامؒ سے سرشار رہا ہے۔ اگر میں یہ بات کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اس خانوادے کے سلسلۂ نسب میں مداحین پیغمبرؐ کے ہی اسماء شامل ہیں اور اس بات کا اعتراف خود رشید وارثی صاحب اس طور پر کرتے ہیں:

خوشبو ہے رشید ایسے نسب نامے کا عنواں
پشتوں سے جو توصیفِ رسالت میں بسا ہو

رشید وارثی صاحب صرف نعت گو شاعر ہی نہیں بلکہ ایک معروف اسکالر بھی ہیں جن کے مضامین ''نعت میں ذم کے پہلو''، ''نعت رنگ'' اور دیگر مجلوں میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں اور عوام الناس کے دلوں کو روشن کر رہے ہیں۔ ان مضامین کی روشنی میں آج کے نعت گو اپنی نعتوں کی خود اصلاح کر رہے ہیں ان مضامین نے شعراء کرام کو نعت گوئی کی صحیح راہ بھی دکھائی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان مضامین کے مطالعے سے نعت گوئی کا خاصا ادراک حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ بات ہر دور میں دیکھنے میں آئی ہے کہ جو شخص حق و صداقت کا علمبردار ہوتا ہے دنیا اس کی مخالف ہو جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ رشید وارثی صاحب کے ساتھ بھی ہے اور اس مخالفت کا ادراک رشید وارثی صاحب کو بھرپور طریقے سے ہے مگر وہ گھبراتے نہیں، بلکہ تائید خداوندی حاصل کرنے کے لیے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اپنے رب کی بارگاہ میں کچھ اس طرح استغاثہ پیش کرتے ہیں:

پھر فراعین زمانہ کو دیا تو نے عروج
اور مجھے حکم اذاں ہے استغیث یا غیاث

جہاں تک رشید وارثی کے فن کی بات ہے تو حقیقت یہ ہے کہ یہ میرا منصب نہیں کہ میں ان کے فن پر گفتگو کروں کیونکہ یہ اہل فن کا کام ہے، لیکن رشید وارثی صاحب کی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنے کا میں خود کو اہل سمجھتا ہوں کیونکہ میرا رشید وارثی صاحب سے تعلق کوئی چند روزہ نہیں بلکہ یہ تعلق کم و بیش چھ سات سال کے عرصے پر محیط ہے۔ اس عرصے کے دوران، میں

Scanned with CamScanner

دنیائے نعت میں ایک مرتب کی حیثیت سے متعارف ہوا اور الحمدللہ یہ سعادت میرے حصے میں آئی کہ میں نے خانوادۂ حضرت ستار وارثی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا نعتیہ انتخاب ''مدحتِ شاہِ دو عالمؐ'' مرتب کیا جسے اہل ذوق اور اہل محبت کی جانب سے بڑی پذیرائی حاصل ہوئی اور صرف دو مہینے کی مدت میں اس کتاب کے دو ایڈیشن منظر عام پر آئے۔ یہ دور میرے نعتیہ کیریئر کی ترقی میں خصوصیت کا حامل ہے۔ مگر اس پورے عرصے میں، میں نے رشید وارثی صاحب کو جس قدر قریب سے دیکھا ہے اور آپ کی شخصیت کے جو پہلو میرے سامنے آئے ہیں اگر میں ان سب پہ روشنی ڈالنا چاہوں تو یہ ناممکن ہے کیونکہ اس کے لیے ایک طویل دفتر درکار ہے۔ تاہم میں یہاں رشید وارثی صاحب کی شخصیت کے چند نمایاں پہلو ضرور بیان کرنا چاہوں گا۔

☆ الزامِ شیعت سے بے پرواہ ہو کر حب اہل بیت میں وارفتگی

میرا مشاہدہ ہے کہ اس زمانے میں جو شخص بھی اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت سے سرشار ہوتا ہے یا اہل بیت اطہارؑ سے اپنی وارفتگی و محبت کا اظہار کرتا ہے اس پر فوراً ہی شیعت کا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آج عوام الناس میں یہ بات عام ہوگئی ہے کہ جو محبِ اہل بیتؑ ہے وہ شیعہ ہے۔ لوگوں میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی فضیلت اور ان کے رُتبے کا ادراک ہی موجود نہیں ہے۔ آج ہمارے یہاں ردِ شیعت کے نام پر ردِ محبت اہل بیت اطہار کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کے شعراء مناقب اہل بیت اطہار علیہم السلام لکھنے سے کتراتے ہیں۔

رشید وارثی صاحب کے یہاں اہل بیت اطہارؑ کی محبت اور وارفتگی کا والہانہ اظہار ملتا ہے اور محبت اور وارفتگی صرف آپ کی ذات یا آپ کے خانوادہ تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ محبت و عقیدت آپ کے ساتھ بیٹھنے والے تقریباً ہر فرد کے اندر دیکھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی دوستی کی پہلی شرط ہی حب اہل بیت ہے۔ آپ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل اس محبت اور آزادانہ انداز میں بیان کرتے ہیں کہ کوئی ناقص العقل موجود ہو تو آپ کو شیعہ کہنے سے گریز نہیں کرے گا۔ لیکن آپ اس بات کو خاطر میں نہیں لاتے اور فرماتے ہیں:

ناقدانِ عصر اس کو جو بھی چاہیں نام دیں
حق نے بخشا ہے مجھے شوق ولائے پنجتنؑ

باب ولایت میں موجود آئمہ اثناء عشرؑ کے مناقب اور ان کا تعارف نام نہاد محبین اہل بیت کے منہ پر طمانچہ ہے کیونکہ آج اہلسنت والجماعت میں ایک بڑی تعداد ایسے افراد کی موجود ہے جو کہ آئمہ اثناء عشرؑ کے ناموں سے بھی ناواقف ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو مقام اہل بیت اطہار علیہم السلام اور فضائل اہل بیت سے روشناس کرایا جائے۔ آئمہ اثناء عشرؑ کی فضیلت بیان کی جائے۔ اس کی ذمہ داری ہمارے علماء کرام پر زیادہ عائد ہوتی ہے۔

اگرچہ رشید وارثی صاحب الزام شیعت سے بے پرواہ ہو کر حب اہل بیت میں وارفتہ ہیں لیکن اس کے باوجود وہ الزام شیعت کا تدارک کرتے ہوئے خود یوں رقم طراز ہیں:

میں وہاں ہوں کاروانِ اہل سنت ہے جہاں
مجھ سے ہو شرک رسالت یا حفیظ الاماں

رشید وارثی صاحب کے لکھے ہوئے مناقب اہل بیت میں احادیث کے مضامین بھی جابجا نظر آتے ہیں۔ مثلاً حدیث شریف ہے:

الحسین منی و انا من الحسین (ترمذی شریف)
ترجمہ ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں''

اس حدیث کو آپ یوں بیان کرتے ہیں:

ہے قول پاک رسول اکرمؐ، حسینؑ مجھ سے جدا نہیں ہے
جو ابن حیدرؑ سے بغض رکھے، ہمارا وہ باخدا نہیں ہے

اسی طرح دوسری جگہ ایک اور حدیث کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

قول احمدؐ ہے علیؑ کا خون میرا خون ہے
ہیں اگر موسیٰؑ نبی تو مرتضیٰؑ ہارونؑ ہے

رشید وارثی صاحب کی وارفتگی اور محبت کی یہ ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس حوالے سے رشید وارثی صاحب کی عقیدت و محبت کا احاطہ کرنا ایک دریائے بے کراں کو کوزے میں سمیٹنے کے مترادف ہے

نعت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رئیس وارثی (نیویارک)

کوئی بھی کام مسلسل نہیں ہونے پاتا
ذکر سرکارؐ معطل نہیں ہونے پاتا
محفل کون و مکاں میں ہے ازل سے جاری
تذکرہ اُن کا مکمل نہیں ہونے پاتا
عشق سرکارِ دو عالم کی حرارت کے بغیر
آئینہ قلب کا صیقل نہیں ہونے پاتا
نام نامی کی حلاوت کہ اسیرِ فرقت
عرصۂ ہجر میں بیکل نہیں ہونے پاتا
جب درودوں کے جلو میں ہو دُعا گرمِ سفر
بابِ ایجاب مقفل نہیں ہونے پاتا
ظلمتِ شب تو بڑی بات ہے طیبہ میں کبھی
سرمئی رات کا آنچل نہیں ہونے پاتا
بزمِ کونین میں سرکارؐ نہ آتے تو رئیس
عقدۂ ذات کبھی حل نہیں ہونے پاتا

لیکن اس بند کے اختتام پر یہ شعر مولا علیؑ کی شان میں ان کا ضرور بیان کرنا چاہوں گا:

جس کے دم سے ہے فروغِ سنت خیرالبشرؐ
سب کا مولا ہے نبیؐ کے بعد قصہ مختصر

☆ دل بدست آور کہ حج اکبر است

رشید وارثی صاحب اس محاورے ''دل بدست آور کہ حج اکبر است'' کے مصداق ہمیشہ اپنے چھوٹوں اور ہم عصروں کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ کبھی کوئی بھی شخص آپ کے پاس آئے اور اپنے فن کو نعت خوانی یا نعت گوئی یا پھر کسی دوسری صورت میں آپ کے سامنے پیش کرے آپ ہمیشہ اس کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ اس شخص میں آگے بڑھنے کی سچی لگن اور محنت کرنے کا جذبہ دیکھیں۔ اگر آپ نے محسوس کیا کہ یہ شخص ابھی اپنے فن میں ناپختہ ہے یا پھر اُسے مزید محنت کی ضرورت ہے تو آپ اس

Scanned with CamScanner

کی رہنمائی بھی اس انداز میں فرماتے ہیں کہ آنے والے شخص کی دل آزاری بھی نہیں ہوتی اور اس شخص کو رہنمائی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

چھوٹے بچوں پہ شفقت آپ کا خاصا ہے۔ آپ کے گھر کا کوئی بھی فرد ہو خواہ وہ بچے ہی کیوں نہ ہوں آپ کو بڑی محبت سے ''بھائی جان'' کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ یہ اپنائیت اور بچوں سے محبت کی واضح دلیل ہے۔ چھوٹے بچوں میں کوئی آپ کے خاندان کا بچہ ہو یا پھر کوئی باہر سے مہمان آیا ہو اگر آپ کے پاس آجائے اور کسی خواہش کا اظہار کر دے تو آپ حتیٰ الامکان اُسے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بچوں کی تفریح طبع کے لیے متعدد چیزیں آپ کے پاس ہمہ وقت موجود رہتی ہیں۔

رشید وارثی صاحب کے اندر ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ نظر شناس ہیں آپ پہلی ہی ملاقات میں آنے والے شخص کے بارے میں اس کے مزاج کے بارے میں آشنائی حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ آنے والے شخص کی شخصیت کا مطالعہ اس انداز میں کرتے ہیں کہ خود اس شخص کو بھی پتا نہیں چل پاتا۔ بعد میں اس شخص کو اسی کے بارے میں اس کی شخصیت کے بارے میں بتاتے ہیں جس سے آپ کے پاس آنے والے شخص میں اجنبیت ختم ہو جاتی ہے۔

رشید وارثی صاحب کی ایک خوبی جو مجھے بہت متاثر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ قرآن پاک سے بہت محبت کرتے ہیں، شوق سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر قرآنی تعلیمات پر عمل بھی کرتے ہیں۔ قرآن کریم سے آپ کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حفاظ کرام کی بڑی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اور ان کا بہت احترام کرتے ہیں اگر کوئی حفظ کر رہا ہو تو اُسے ہر گام پر اپنی شفقتوں اور محبتوں سے نوازتے ہیں یہ چیز ان کی قرآن سے والہانہ محبت وعقیدت کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑے ہونے کی حیثیت سے آپ ہمیشہ نوجوانوں کے اخلاقی اور تعلیمی نوعیت کے مسائل کو حل کرتے ہیں اور ہر ممکن طور پر آپ ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ اگر کوئی نوجوان احساس کمتری کا شکار ہے کہ جس کے باعث وہ تعلیم جاری نہیں رکھ سکتا یا پھر کسی نوجوان کو کسی اخلاقی بیماری میں مبتلا دیکھتے ہیں تو آپ اس کا سدباب کرتے ہیں اور جس طور پر آپ سے ممکن ہو سکتا ہے اس کی مدد کرتے ہیں۔

☆ والدین سے محبت

رشید وارثی صاحب اپنے والدین سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ اس محبت وعقیدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب وہ اپنے والدین کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں اور آج بظاہر اُن کے والدین کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے باوجود، بھی ان کو ہر گام پر اپنے والدین کی رہنمائی اور حمایت حاصل ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا اپنے والدین سے روحانی وقلبی تعلق آج بھی قائم ودائم ہے۔

حضورِ اکرم سرورِ دارین فخر کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آپ کی آل اطہر کی محبت اور سرکار وارث پاک کی محبت یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ رشید وارثی صاحب کو اپنے آباء واجداد کی جانب سے ورثہ میں ملی ہیں۔ جس کا اظہار آپ اپنے شعر میں کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ۔

نام سرکار پہ آنسو اُمنڈ آتے ہیں رشیدؔ
اپنے اجداد کی آنکھوں پہ گئی ہیں آنکھیں

رشید وارثی صاحب آج بھی اپنے والدین کی خوشی اور اطاعت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہر قول وفعل میں آپ کے والدین کی خوشی و اطاعت جھلکتی ہے۔ اس کے باوجود آپ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے والدین کے لیے یوں دعا گو ہیں:

مرے ماں باپ کی روحوں کو، یارب شادمانی دے
ہو جس میں جذبۂ طاعت وہ طرزِ زندگانی دی

اس مقام پر میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ آج کے اس مادہ پرست دور میں والدین سے ایسی محبت شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے۔ اللہ آپ کے والدین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔ آمین

مکتوب گرامی

قاضی حبیب الرحمٰن انجم (راولپنڈی)

''خوشبوئے التفات'' میں رشید وارثی صاحب نے ادب کی کئی اصناف میں حمد باری تعالیٰ، مدحت رسول اکرمؐ، مناقب اہل بیت، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ و اولیائے عظامؒ بیان کر کے ہر قسم کے قاری کے لیے کشش پیدا کی ہے۔ اس نعتیہ مجموعے کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رشید وارثی نے شرعی، اخلاقی و ادبی تقاضے ملحوظ رکھ کر قرآن و حدیث کی روشنی میں حمد خالق کل، ثنائے مختارِ کل نہایت ہی دلکش انداز میں پیش کی ہے جس سے ایک خادم دربارِ رسول کے جذبہ عشق و محبت رسولؐ کی مکمل عکاسی ہوتی ہے۔ مثلاً

رہ جائے اُنؐ کے روضے پر آنکھوں کا کچھ بھرم
اے اشک آج روزنِ دل سے اُبل کے آ

اور پھر ذیل کی آرزو تو غلام رسول کو تڑپا کے رکھ دیتی ہے:

سگ رہ گزر کو دیکھیں جو دیارِ مصطفےٰ میں
تو یہ آرزو ہو دل میں یہ مقام ہو ہمارا

الغرض یہ ایسا منفرد مجموعہ کلام ہے جس میں ثنائے محبوبؐ و محبت کے علاوہ اہل بیت، خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور اکابرین ولایت کی تعریف میں قرآن و حدیث کی روشنی میں توازن واعتدال کا شرعی معیار قائم رکھا گیا ہے جس کے لیے شاعر کلام مبارک وتحسین کے لائق ہیں۔

☆ پیرومرشد سے والہانہ عقیدت

رشید وارثی صاحب اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ آپ صحیح معنوں میں تصوف کے آدمی ہیں۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی تعلیمات پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ظاہری نمود و نمائش اور شہرت سے دور رہتے ہیں۔ آپ کو گوشہ نشینی

Scanned with CamScanner

پسند ہے۔ آپ سرکارِ وارثؒ سے اس قدر محبت وعقیدت رکھتے ہیں کہ اپنے ہر کام میں اپنے مرشد کی رِضا چاہتے ہیں اور لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ رشید وارثی صاحب حضرت وارث پاکؒ کی رِضا کو زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔

مقصد زیست ہے اپنا تو رضائے وارثؒ
اس کی مرضی ہے رُلائے کہ ہنسائے وارثؒ

رشید وارثی صاحب اپنی تمام زندگی حضور وارث پاکؒ کی محبت میں بسر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس بات کا اظہار اپنے شعر میں اس طرح کرتے ہیں:

زندگی یونہی محبت میں بسر ہو جائے
اور کوئی نام نہ ہو لب پہ سوائے وارثؒ

رشید وارثی صاحب کا ہر سانس حضورِ وارثؒ پاکؒ کی محبت کی خوشبو سے مہکتا ہے اس کا اظہار بھی آپ اپنے شعر میں اس طرح کرتے ہیں کہ:

شہرِ جاں اس کی محبت سے مہکتا ہے رشیدؔ
یہ وہ خوشبو ہے جو ذہنوں میں بسائے وارثؒ

رشید وارثی صاحب کی اپنے پیرو مرشد سے والہانہ عقیدت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ہر اس شخص سے کنارہ کشی اور قطع تعلق کر لیتے ہیں جو کہ آپ کے پیر و مرشد کے بارے میں گستاخانہ گفتگو کا مرتکب ہو۔ یہ آپ کی اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عقیدت کی ادنیٰ سی مثال ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ رشید وارثی صاحب کی عقیدت و محبت صرف آپ کی شاعری ہی سے نہیں بلکہ آپ کے ہر قول و فعل سے جھلکتی ہے۔ آپ کی یہ محبت و عقیدت تمام ہی بزرگانِ دین اور اولیائے کرام سے اسی طرح ہے چونکہ آپ کی نسبت حضور وارث پاکؒ سے ہے اس لیے فطری طور پر زیادہ عقیدت و محبت آپ کو حضور وارث پاکؒ سے ہی ہے۔

☆ تسلیم و رِضا

رشید وارثی صاحب اپنے ہر کام میں اپنے پیش نظر رضائے الٰہی کو رکھتے ہیں۔ آپ اپنے ہر کام میں اللہ کی مدد و نصرت چاہتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوئی بھی ناروا سلوک ہو یا کوئی کام آپ کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو بھی آپ اُسے مشیت الٰہی کہہ کر اس پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پاس آنے والے ہر شخص کو بھی اس بات کا درس دیتے ہیں۔

میں نے ہمیشہ رشید وارثی صاحب کو ہر قسم کی پریشانی اور بیماری میں بڑا پُرسکون دیکھا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ اپنی ہر پریشانی اور بیماری کو مشیت الٰہی سے منسوب کرتے ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ آپ اپنی بیماری کا علاج نہیں کرتے یا پھر اپنی پریشانی کا سدباب نہیں کرتے بلکہ ہر پریشانی کا حل بڑے تدبر سے نکالتے ہیں کبھی اپنی پریشانی کا موجب کسی دوسرے کو نہیں ٹھہراتے۔

عمل سے ملتی ہے آدمی کو حصولِ منزل میں کامیابی
رشید لیکن شعار اپنا، ہمیشہ حق کی رضا رہا ہے

المختصر رشید وارثی صاحب ایک نہایت ہی شفیق اور محبت کرنے والے شخص ہیں۔ آپ کسی کو مصیبت میں نہیں دیکھ سکتے۔ دوسرے کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھتے ہیں۔ غریب طلباء کی اعانت کرنا، نوجوانوں میں تعلیمی شعور بیدار کرنا، نوجوانوں کی اخلاقی اور تعلیمی تربیت کرنا، یہ چند خاص باتیں ہیں جو کہ آپ کی شخصیت کا خاصہ ہیں۔ ایسی کئی باتیں اور بھی ہیں جنھیں میں بیان کروں تو جیسے میں نے پہلے تحریر کیا کہ اس کے لیے مجھے کئی دفتر درکار ہوں گے۔ لیکن میرے پیش نظر مضمون کی طوالت سے بچنا بھی ہے۔

رشید وارثی صاحب کی کتاب ''خوشبوئے التفات'' یقیناً آپ کے دوست واحباب کی ایک دیرینہ خواہش تھی جو کہ پایۂ تکمیل کو پہنچ کر منظر عام پر آئی۔ الحمدللہ! جہاں تک کتاب کی طباعت کی بات ہے تو یقیناً کتاب کی طباعت دیکھ کر دل شاد شاد ہو جاتا ہے اور جب کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو وہ روحانی کیف حاصل ہوتا ہے کہ جس کا بیان ممکن نہیں۔ ''خوشبوئے التفات'' کا ہر کلام اپنے اندر عقیدت و محبت کی خوشبو لیے ہوئے ہے اور یہی خوشبو عشاق کے دلوں کو معطر اور پاکیزہ کر رہی ہے۔ رشید وارثی صاحب نے میری فرمائش پر ایک نعت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زمین میں لکھی تھی جس کا مقطع ہے:

خواجہ معینؒ الدیں کا ہے یہ رشیدؔ احساں
بمضراب ساز جاں ہے ''جانانِ ما محمدؐ''

اگر میں خوشبوئے التفات کے لیے اپنی کیفیت مختصراً بیان کرنا چاہوں تو یہی مصرعہ ثانی کچھ اس طرح بیان کر سکتا ہوں:

''مضراب سازِ جاں ہے ''خوشبوئے التفات''

میں اپنے سارے احساسات و جذبات کو قرطاس پر تو نہیں اُتار سکتا لیکن آخر میں رشید وارثی صاحب سے اپنے تعلق کا اظہار مختصراً بیان کرنا چاہوں گا۔ رشید وارثی صاحب کی محبت و شفقت میرے لیے بالکل ویسے ہی ہے جیسے ان کی اپنی اولاد کے لیے۔ مجھے زندگی کے ہر گام پر رشید وارثی صاحب کی رہنمائی حاصل ہوئی ہے۔ احساسات اور جذبات تو بہت ہیں لیکن بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں۔ بس میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ رشید وارثی صاحب کو صحت عطا فرمائے، آپ کے زورِ قلم کو اور تقویت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پہ تادیر قائم و دائم فرمائے۔ آمین

ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نصیر وارثی (نیویارک)

عرشِ اعظم کا مہماں ہمارا نبیؐ
بزمِ عالم کا سلطاں ہمارا نبیؐ
جلوۂ نورِ یزداں ہمارا نبیؐ
خود سراپا ہے قرآں ہمارا نبیؐ
دافعِ جرم و عصیاں ہمارا نبیؐ
شافعِ جن و انساں ہمارا نبیؐ
تاجِ محبوبیت جس کو بخشا گیا
ہے وہ فخرِ رسولاں ہمارا نبیؐ
نور سے جس کے روشن ہے سارا جہاں
ہے وہ شمعِ فروزاں ہمارا نبیؐ
ساری مخلوق پہ دونوں عالم میں ہے
حق تعالیٰ کا احساں ہمارا نبیؐ
ہے نصیرؔ اُنؐ کی چاہت سے دل کو سکوں
سب دکھوں کا ہے درماں ہمارا نبیؐ

متخصص فی الفقہ محمد ندیم علی قادری

خوشبوئے التفات میری نظر میں

محمد ندیم علی قادری معروف خوش الحان نعت خواں ہیں۔ ان کی آواز میں نعتیہ کلام کی کئی آڈیو کیسٹس ریلیز ہو چکی ہیں۔ وہ 10 مئی 1977ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ 1992ء میں ہائر اسکول ایجوکیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد درس نظامی کی تکمیل کر چکے ہیں۔ اب علم الفقہ میں تخصص کرنے کے ساتھ ساتھ جامعہ امام احمد رضا میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ افتاء نویسی کی اہم ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔ نعت گوئی کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ (ادارہ)

عالم الست میں انبیاء علیہم السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید ونصرت کے عہد لینے کے بعد سے ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مدح سرائی کا آغاز ہوا اور پھر ہر دور میں یہ اہم منصب چنیدہ افراد کیلئے سرمایہ افتخار رہا۔ عصر حاضر میں اسی مقدس سلسلہ کے ایک عظیم فرد رشید وارثی صاحب بھی ہیں۔ آپ کا شمار دنیائے ادب میں بالخصوص نعت نگاری کے حوالے سے قدآور شعراء میں ہوتا ہے۔

جناب رشید وارثی صاحب کا کلام پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صرف ایک نعت گو شاعر ہی نہیں بلکہ بفضل خداوندی ایک عظیم مفسر ومحدث، مفکر وادیب، روحانی طبیب اور دیگر کئی قابل قدر خوبیوں کے حامل ہیں۔ اور ان انعامات خداوندی کا سبب اُلفت آلِ نبی علیہم السلام ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ میرا یہ ایمان ہے جو کوئی بھی آلِ نبی علیہم السلام سے اُلفت ومحبت رکھے گا تو وہ یقیناً بے شمار خوبیوں کا مالک ہوگا۔ رشید وارثی صاحب نے اس بات کا اظہار اپنے ایک شعر میں اس طرح فرمایا کہ:

الفت ملی ہے آل نبی کی جنہیں رشیدؔ
ان پر خدا نے نعمت کبریٰ تمام کی

الحمدللہ علی احسانہ کہ میرا تعلق عرصۂ دراز سے رشید وارثی صاحب سے ہے اور اللہ عزوجل کا یہ بھی بڑا کرم ہے کہ میرے دل میں بچپن ہی سے نبی وآلِ نبی بالخصوص مولیٰ علی علیہم السلام کی محبت تھی۔ مگر جب سے رشید وارثی صاحب سے شرف ملاقات حاصل ہوا تو نہ صرف یہ کہ محبت میں اضافہ ہوا بلکہ اس محبت کا حقیقی مفہوم بھی واضح ہوا اور صحیح وغلط کی واضح پہچان ہوئی۔

میرے دل میں یہ مدت سے تمنا تھی کہ رشید وارثی صاحب کے مختلف کلاموں کو جمع کر کے چھپوایا جائے تاکہ ان کا پیغام عالم اسلام میں عام ہو۔ الحمدللہ عزوجل یہ عالم اسلام بالخصوص برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کیلئے انتہائی مسرت کی بات ہے کہ رشید وارثی صاحب کا مجموعہ کلام بنام ''خوشبوئے التفات'' 4 مئی 2004ء کو بزم وارث کے تعاون سے جلوہ افروز ہوا اور رشید وارثی صاحب نے اپنی دفتری، گھریلو و دیگر مصروفیات کے باعث جس طرح اس کام کو سرانجام دیا یہ انہی کا حصہ ہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا خاص کرم ہے کہ یہ کام آپ کی زندگی میں ہی مکمل ہوگیا۔

آپ کا مجموعہ کلام صرف ایک نعت کی کتاب ہی نہیں بلکہ اس میں اہل ادب کے لیے معلومات کے بے شمار خزانے موجود ہیں۔ رشید وارثی صاحب کی شاعری کی جو خاص باتیں مجھے نظر آئیں وہ یہ کہ ہر حمد ونعت یا منقبت میں آل نبی علیہم السلام کا ذکر ہے جو کہ آپ کی اُلفت کا پتہ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً ہر ہر لفظ قرآن وحدیث کا ترجمان ہے اور یہ عجب کلام فن ہے کہ مضامین قرآن وحدیث کو اس دلفریب انداز میں شعروں کے قالب میں ڈھالا گیا ہے گویا کہ موتیوں کو ایک خوبصورت لڑی میں پرو دیا۔ چنانچہ اپنے ہی ایک شعر میں اس اندازِ بیان کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ:

توصیف کر رہا ہوں رسول انامؐ کی
تفسیر ہو رہی ہے خدا کے کلام کی
یہ ساری کائنات خدا کی ثناء کے بعد
تسبیح پڑھ رہی ہے محمدؐ کے نام کی

یوں تو ''خوشبوئے التفات'' میں بے شمار کلام ہیں اور ہر کلام دوسرے کلام سے ممتاز نظر آتا ہے مگر چند کلام ایسی جدت کے حامل ہیں کہ شاید اب تک اس انداز میں نعتیہ شاعری کسی نے نہ کی ہوگی۔ آپ بھی یقیناً یہی کہیں گے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

بوبکرؓ میں ہیں پانچ صداقت میں حرف پانچ
فاروقؓ میں ہیں پانچ عدالت میں حرف پانچ
عثمانؓ میں ہیں پانچ سخاوت میں حرف پانچ
اور شیر حقؓ میں پانچ شجاعت میں حرف پانچ
اصحابؓ میں ہیں پانچ خلافت میں پانچ حرف
آل نبیؐ میں پانچ امامت میں پانچ حرف

اسی طرح ایک اور کلام جو کہ انتہائی حیرت انگیز ہے کہ پوری نعت میں حرف ''الف'' کا استعمال نہیں کیا گیا۔ یہ صرف حضرتِ رشید وارثی صاحب ہی کا کمال ہے۔ کیا خوب کہا ہے کہ:

دل میں بسی ہوئی ہے محبت حضورؐ کی
ہر لمحہ میرے لب پہ ہے مدحت حضورؐ کی
مہر و مہ و نجوم و فلک، خطۂ زمیں
لوح و قلم حضورؐ کے جنت حضورؐ کی

اسی طرح اس کتاب میں کم عقل لوگوں سے (جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر مانتے ہیں) مخاطب ہو کر ان کو اس حقیقت کی جانب متوجہ کیا:

پہلے مقام عظمت انساں کریں تلاش
جو بات کر رہے ہیں نبیؐ کے مقام کی

اسی طرح اس کتاب میں جو سب سے بڑی خوبی ہے وہ یہ کہ رشید وارثی صاحب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفاء

بقیہ صفحہ نمبر 49 پر

قاضی کامران حسین (نعت خواں)

مستجاب الدعوات شاعر

قاضی کامران حسین 5 دسمبر 1979ء کو کراچی کے ایک مذہبی و علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ 2000ء میں ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کی تکمیل کے بعد اس سال کراچی یونیورسٹی کے زیراہتمام منعقد ہونے والے B.Tech. کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ انہوں نے پرائمری ایجوکیشن کے زمانے ہی سے نعت خوانی پر خصوصی توجہ دی جس کے نتیجے میں بتدریج شہر کراچی میں بحیثیت نعت خواں ایک نمایاں شناخت حاصل کر چکے ہیں۔ وہ ایک خوش الحان نعت خواں ہونے کے ساتھ غنائیت کے اُصولوں سے بھی آشنا ہیں جس کی بدولت مختلف نعتیہ مقابلوں میں انعامات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کل کراچی مقابلہ نعت میں متعدد مرتبہ اوّل پوزیشن اور ایک بار کل سندھ مقابلہ نعت میں بھی اوّل پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔ اسکول لائف میں ایک اچھے مقرر اور مضمون نگار رہے ہیں۔ نعتیہ ادب کے مطالعے کا خصوصی ذوق رکھتے ہیں۔ (ادارہ)

فن و ادب سے وابستہ اکثر افراد کے ذہن میں یہ غلط فہمی سمائی رہتی ہے کہ وہ (کم از کم) اپنے عہد کے بڑے فنکار اور تخلیق کار ہیں اور اپنی بات کو درست ثابت کرنے کے لیے وہ بے وزن دلائل بھی تراش لیتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود اس خود فریبی سے دور رہتے ہیں اور ایسے ہی لوگ حقیقتاً بڑے فنکار اور تخلیق کار ہوتے ہیں۔ یقیناً رشید وارثی صاحب کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے اور نعت گو شاعر ہونے کی حیثیت سے ان کی یہ صفت لائق تحسین ہے کیونکہ اکثر نعت گو شعراء خودفریبی میں مبتلا نظر آتے ہیں جو اس منصب کے لئے کسی طور پر زیبا نہیں۔ رشید وارثی صاحب کی اس خصوصیت کا بڑا سبب سرکار حاجی حافظ سیّد وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی نسبت ہے کیونکہ سلسلہ وارثیہ کی تعلیمات میں نمود و نمائش کی سختی کے ساتھ مخالفت کی گئی ہے۔

محترم رشید وارثی کا مجموعہ نعت ''خوشبوئے التفات'' ان کے احباب کی تشنہ تمناؤں کا حاصل ہے جو مئی 2004ء میں اشاعت پذیر ہوا اور مجھے اس خوشخبری کے ساتھ وصول ہوا کہ میں کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں اپنے تاثرات تحریر کروں جو میرے لیے ایک اعزاز کی بات ہے۔

دنیائے نعت سے میری وابستگی بحیثیت نعت خواں ہے اور میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے نعتیں سنتا اور پڑھتا چلا آرہا ہوں اور رشید وارثی صاحب سے میرا تعلق کم و بیش اتنا ہی پُرانا ہے۔

خوشبوئے التفات کے فنی محاسن پر کچھ تحریر کرنا میری بساط سے باہر ہے البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ کا کلام عوام و خواص دونوں میں مقبول ہے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ آپ کا کلام عوامی محافل کے مقابلے میں علمی و ادبی محافل میں زیادہ ذوق کے ساتھ سنا جاتا ہے۔ کلام کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ نعت خواں حضرات باہم منت سماجت کر کے رشید وارثی صاحب کا کلام حاصل کرتے ہیں اور محافل میں پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور خوب خوب داد بھی پاتے ہیں۔ آپ کے کلام کے حوالے سے مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ جب تک میں مقابلہ نعت میں شریک ہوتا رہا تو اکثر آپ کے لکھے ہوئے کلام

روضۂ شاہ پہ سوغات کے قابل کیا ہے
دوجہاں ان پہ فدا ایک مرا دل کیا ہے
ایک بندے کے تصرف میں دو عالم دیدے
شان قدرت کے لیے بات یہ مشکل کیا ہے

کا انتخاب کر کے مقابلہ جیتتا رہا۔

محترم رشید وارثی نے کتاب کے حرف آغاز میں اہل بیت اطہار علیہم السلام سے متعلق جن باتوں کی نشاندہی کی ہے وہ ناواقف لوگوں کے لئے واقفیت کا سبب اور واقف غیر ذمہ دار لوگوں کیلئے غور و فکر کا سبب بنیں گی اسی طرح باب ولایت میں ائمہ اثنا عشر کے مناقب اور مختصر احوال یقیناً کم علم لوگوں کے ایمان کی تکمیل کا ذریعہ بنیں گے کیونکہ ایمان کے کامل ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے کامل محبت ضروری ہے اور آپ سے کامل محبت آپ کی آل پاک سے محبت کئے بغیر ممکن نہیں اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جس چیز سے محبت کی جائے اس کا کثرت سے ذکر کیا جائے یہ بات حدیث شریف میں بالکل واضح طور پر بیان کی گئی ہے تو اب ضروری ہے کہ آل پاک سے محبت کے لئے ان کا

مکتوب گرامی

شاہ انجم بخاری (حیدر آباد)

محترم جناب رشید وارثی زیدعزۂ العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مزاج شریف! ''خوشبوئے التفات'' سے بہرہ مند فرمایا، بہت شکریہ۔ اس کے سرسری مطالعے سے یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ آپ کی ''مشق سخن کارِ عبادت کے لیے ہے'' واقعی ایمان تازہ ہوگیا۔ آپ کے کلام کی موسیقیت نے اور بھی گھائل کیا۔ تشبیہات اور استعارے بھی خوب ہیں۔ پاس شریعت حقہ، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وسیع مطالعہ اور رموز سخن سے کماحقہٗ آگاہی نے آپ کی شاعری کو قابل مطالعہ بنا دیا ہے، ماشا اللہ ہر صنف سخن میں کامیاب گزرے ہیں۔ دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ ہر نعت میں ایسے ایسے شعر نکالے ہیں کہ بے اختیار لبوں پر کلمات تحسین آجاتے ہیں۔ انتخاب دشوار ہو جاتا ہے۔ پھر بھی بہت سے اشعار کو نشان زد کیا ہے بار بار پڑھتا ہوں، جھومتا ہوں، دعائیں دیتا ہوں۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا
اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

Scanned with CamScanner

ذکر کثرت سے کیا جائے مگر افسوس کہ اکثر سنی کہلانے والے اور عاشق رسول ہونے کا دعویٰ کرنے والے افراد ان مقدس ہستیوں کے ناموں سے بھی واقف نہیں جب یہ حال ہو تو ان کے فضائل و مناقب کا جاننا اور ان کا ذکر کثرت سے کرنا بھلا کیسے ممکن ہے۔ رشید وارثی صاحب نے اپنے مجموعے میں ان مبارک ہستیوں کے مناقب تحریر کر کے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیا ہے اور یہ محبت آپ کو اپنے والدین سے ورثے میں ملی ہے۔ اس کا اظہار آپ کے اشعار میں بھی ہے:

مجھے دے گئے ہیں ورثہ جو ولائے پنجتن کا
وہی میرے مقتداء ہوں سر حشر بھی خدارا

محترم رشید وارثی اپنی شخصیت کے اعتبار سے انتہائی وضعدار، خوش مزاج اور سادہ طبیعت کے حامل ہیں۔ رسمی تکلفات کے بالکل قائل نہیں۔ آپ کی زبان سے گفتگو آپ کی دلی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ آپ مزاج شناسی کی بھی اعلیٰ صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے آپ سے ملنے والے خواہ وہ کسی عمر کے ہوں یا کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں کبھی بوریت کا شکار نہیں ہوتے۔ آپ نوجوانوں اور بچوں سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کرتے ہیں اسی لیے آپ اپنے ملنے والوں میں ہردلعزیز ہیں۔ آپ کی شخصیت کے بارے میں لکھنے کے لیے کئی پہلو ہیں مگر آخر میں جرات کر کے یہ ضرور لکھوں گا کہ آپ کو مستجاب الدعوات شاعر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ جان محمد قدسی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر تضمین لکھتے ہوئے عرض گزار ہیں:

اے مرے آقا و مولا مرے بندہ پرور
طول ظلمت سے ہوا جاتا ہے جینا دوبھر
صبح اُمید غریباں ہے مدینے کا سفر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

اور کتاب شائع ہوتے ہی آپ کی یہ عرض قبول ہوئی اور آپ کو عمرے کی سعادت میسر آئی۔ اسی طرح آپ قصیدۂ خطابیہ کے شروع میں دعا کرتے ہیں:

مدح شہ لولاک کا اعزاز عطا ہو
اللہ سر عرش مری فکر رسا ہو
توصیف رسالت میں وہی حرف ادا ہو
جو دفتر ایجاب میں پہلے سے لکھا ہو

اور آپ کی یہ دعا بھی یقیناً مقبول ہوئی اور آپ کے کلام کو قبولیت عامہ حاصل ہو چکی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رشید وارثی صاحب کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور ان کے تحقیقی کاموں میں ان کی مدد فرمائے۔ آمین

محمد اقبال نجمی (چیف ایڈیٹر ماہنامہ دلچسپ)

خوشبوئے التفات پر چند کلمات

محترم رشید وارثی کے مجموعہ نعت خوشبوئے التفات میں ثناء کے جتنے پیرائے ہیں جیسے حمد، نعت، منقبت، سلام، درود، مناجات، سپاس سبھی ایک کہکشاں کی صورت چمک دمک رہے ہیں۔ محترم رشید وارثی نے حمد و نعت اور مناقب کو شعر برائے شعر نہیں لکھا بلکہ اسے عبادت سمجھ کر قبول کیا ہے انہوں نے قرآن و حدیث کے مفہوم و مطالب اور بزرگانِ دین کی نعت کو اپنے اندر خوب جذب کیا ہے یہی وجہ ہے کہ خوشبوئے التفات کے حرف حرف سے ہمیں عقیدت و محبت کا نور پھوٹتا ہوا ملتا ہے۔

محترم رشید وارثی کے مجموعہ کلام خوشبوئے التفات کو پڑھتے ہوئے ہمیں اُن کے کمال فن، شاعرانہ دسترس اور قادرالکلامی کا بھی معترف ہونا پڑتا ہے۔ انہوں نے تمام قدیم و جدید اصناف کو حمد و نعت اور مناقب کے لیے برتا ہے۔ یہ ان کی ادب سے گہری وابستگی اور وسیع تر مطالعے کی دلیل ہے اور پھر فکر و خیال کی ندرت نے ان کی نعت کو دل نشیں اور دلپسند بنا دیا ہے۔ اللہ کریم اُن کے فکر و عمل میں اضافہ کرے۔ آمین

بقیہ:

خوشبوئے التفات میری نظر میں

راشدین کے مناقب بعد ائمہ مطہرین جن کو ہم بارہ اماموں کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان کے مناقب رقم کیے ہیں۔ اس حوالے سے بڑے دُکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اہل سنت و جماعت اب ان کے نام تک بھول چکے ہیں اور ان مقدس ہستیوں کو شیعہ حضرات کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت کہلوانے والے یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حضرات صرف اہل تشیع لوگوں کے رہنما و پیشوا ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنے اسلاف کی حقیقی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ اگر تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہم جیسے عظیم بزرگوں نے بھی ان مقدس ہستیوں کو اپنا پیشوا جانا، مانا اور ان کی تعریفات میں قصائد رقم کیے، مگر فی زمانہ ان بارہ اماموں کے تذکرے کو صرف شیعہ حضرات کی جانب منسوب کیا جاتا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ مگر رشید وارثی صاحب نے اس کتاب میں اس موضوع کو بیان کر کے ان کی تعریفات میں الگ الگ قصائد لکھ کر حقیقی اہل سنت و جماعت کے علماء سلف کے طریقے کو اپنایا اور بلاخوف و خطر حق و صداقت کا اظہار کیا:

جو آنکھ شہہ دیں کی اطاعت ہی میں کھولے
کیوں آل پیمبرؐ کی حمایت میں نہ بولے
یہ حریت فکر کی معراج ہے لوگو
مظلوم اگر لہجہ شبیرؑ میں بولے
توصیف امامت ہے، فقط کام اسی کا
قرآن کی میزاں پہ جو کردار کو تولے

آخر میں دُعا گو ہوں کہ رب کریم عزوجل رشید وارثی صاحب کی اس کاوش کو شرف ایجاب عطا فرما کر مسلمانانِ عالم کے قلوب کو خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

Scanned with CamScanner

علامہ عمران حبیب نقش

خوشبوئے اِلتفات میں صنائع و بدائع کی جلوہ گری

مہ حبیب نقش 25 اگست 1978ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ 2000ء میں گریجویشن کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی بھی کامیاب تکمیل کی۔ زمانہ طالب علمی میں بوائے اسکاؤٹس سے وابستہ رہتے ہوئے قائداعظم بیج کے علاوہ کم و بیش پچیس بیجز حاصل کئے۔ شعر گوئی اور نثر نگاری کا یکساں ذوق رکھتے ہیں۔ نقش تخلص کرتے ہیں۔ مزاج میں تحقیق کا عنصر غالب ہے۔ اسلامی تعلیمات اور جدید سائنسی تحقیقات کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

شاعر رنگین نوا رشید وارثی صاحب کے مہکے مہکے نعتیہ دیوان ''خوشبوئے التفات'' کو دیکھنے اور اس کا مطالعہ کرنے کے بعد خانۂ شعور و وجدان سے صدائے آفریں رقص کناں ہو کر منصۂ شہود پر ظہور پاتی ہے۔ میرے خیال میں جب کوئی شاعر اپنے علم و ادراک اور تجربات و مشاہدات کو جذبہ و احساس کی زبان عطا کرنے پر قادر ہوتا ہے تو اس قدرت کلام کو وہب الٰہیہ سے ہی تعبیر کیا جانا چاہئے۔

جناب رشید وارثی کی مذہبی شاعری کا نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ پختہ عقائد اور فیضانِ عشق کی برکات و واردات کو شگفتہ زبان میں بیان کرنے سے اس طرح عہدہ برآء ہوتے ہیں کہ مطالب و معانی کی جلوہ آرائی کے ساتھ زبان کی ریزہ کاری اور بیان کی ندرت و معنویت سے ان کے اشعار نکھرتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے کتاب میں شامل حمد و نعت اور مناقب میں قرآن و حدیث کے مضامین پر مبنی اشعار میں جس فنی مہارت اور پختہ کاری سے کام لیا ہے وہ اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ انہیں محاسن کلام، صنائع لفظی و معنوی اور الفاظ کی مزاج شناسی میں خصوصی درک ہے۔

''خوشبوئے التفات'' میں جلوہ آرا علم بیان و معانی اور فن بدیع کی دلکشی پر اکثر جگہ قاری کی نگاہ انتخاب جم کر رہ جاتی ہے۔

زیر نظر مضمون میں بڑے اجمال کے ساتھ کتاب میں زینت آراء صنائع لفظی و معنوی کی جلوہ گری کی جانب قارئین کی توجہ مبذول کرانا مقصود ہے۔

محاسن کلام کے حوالے سے ''خوشبوئے التفات'' میں فن بدیع کے صنائع لفظی و معنوی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ جن کی ایک یا دو دو مثالیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں تاکہ ان کی لطافت سے قارئین لطف اندوز ہو سکیں۔ البتہ مضمون کی طوالت سے گریز کرتے ہوئے فن بدیع کے صنائع کی مثال کے طور پر پیش کردہ اشعار میں ان صنائع کی تخریج اور کتاب میں ان کی مثل دیگر اشعار کی تلاش کو قارئین کرام کے ذوق تفہیم پر اعتماد کرتے ہوئے نظرانداز کیا جا رہا ہے۔

حسن تعلیل

شاعر کا اپنے تخیل سے کسی امر کیلئے ایسا سبب بیان کرنا جو کہ اس کا حقیقی سبب نہ ہو۔

ے اثر رعب جمال شہ خوباں سے رشید
زرد سورج کا ہے چہرہ مہ کامل کیا ہے

☆☆

ے دل میں نبی کی یاد ہے مصروف اعتکاف
دن رات کر رہا ہے بدن میں لہو طواف

صنعت تلمیح

کسی شعر میں مشہور واقعے کی طرف اشارہ کرنا، قرآنی آیت، حدیث یا اصطلاح

ے کیسے ہو سر منزل قوسین منکشف
جبریلؑ سہہ سکے نہ معیت حضورؐ کی

☆☆

ے مختارِ کل کے ایک اشارے کی دیر تھی
تیغ نظر سے پڑ گیا مہتاب میں شگاف

صنعت اقتباس

شاعر کا شعر میں آیت قرآنیہ یا حدیث کے کسی جز کو عربی زبان میں ہی نقل کرنا۔

ے امتحان لن تنالوا البر حتی تنفقوا
اور متاع نقد جاں ہے استعہث یا غیاث

☆☆

ے یا علی انت منی اس سے فرمایا گیا
اور ان منک سے راز قرب سمجھایا گیا

صنعت ملمع مجحوب

شعر کا ایک مصرعہ ایک زبان میں دوسرا دوسری زبان میں کہنا۔

ے آپ کے اجداد کی مدحت ہے ورد روزگار
لافتی الا علی لاسیف الاذوالفقار

☆☆

ے ''کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی''
لیکن ثنائے شاہ میں کسب کمال ہو

صنعت تجاہل عارفانہ

شاعر کا کسی معلوم بات کو نامعلوم کی طرح بیان کر کے اس کی تمیز میں حیرانی کا اظہار کرنا۔

ے آپ کی ذات میں ایک پیکر آئینہ صفات
کس کے جلوے نظر آتے ہیں مقابل کیا ہے

☆☆

ے کس ناز آفریں کا جہاں میں ورود ہے
عرش بریں سے بارش عطر درود ہے

صنعت ترجمہ

کسی شعر کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا۔

ے سرورِ امام حسینؑ ہیں سلطاں امام حسینؑ
خود دین حق ہیں، دیں کے نگہباں حسینؑ
سر دے دیا یزید کی بیعت نہ کی قبول
واللہ لا الہ کی ہیں بنیاں امام حسینؑ

صنعت تضاد

شعر میں دو ایسے الفاظ لانا جو کہ معناً ایک

دوسرے کی ضد ہوں۔

- میرا سر زمین پہ ہو تو نصیب آسماں پر
کبھی نقش پا کا ان کے میں اگر کروں نظارا

☆☆

- وہ خدائے لم یلد کے گھر میں جو پیدا ہوا
وہ علی المرتضیٰ پروردۂ خیرالوریٰ

صنعت تنسیق الصفات

شعر میں کسی کا تذکرہ متعدد صفات کے ساتھ کرنا۔

- وہ محمود و حامد وہ احمد، محمدؐ
درک سے مدح احمدی ماورا ہے

☆☆

- وہ مفسر، وہ محدث، وہ فقیہہ علم دیں
ان کی ہستی فیضیاب صاحبؐ امّ الکتاب

صنعت مسمط

وہ نظم جس کے ہر شعر میں تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں اور اس میں تین سے لیکر دس اشعار ہوں۔

- آنکھیں ہیں تری دید کی حسرت میں گہربار
پر تیری جلالت سے نہیں جرات اظہار
اے احمد مختار

صنعت واسع الشفتین

شعر میں ایسے الفاظ استعمال کرنا کہ جن کی ادائیگی میں ہر ہر لفظ پر ہونٹ جدا رہیں۔

- تذکرہ جس کا دُعاؤں کو اثر دیتا ہے
اس کا کردار ہی جینے کا ہنر دیتا ہے

صنعت استعارہ

شاعر کا کسی لفظ کو حقیقی معنی ترک کر کے مجازی معنی میں استعمال کرنا اور ان کے مابین تشبیہ کا علاقہ ہو۔

- صبح ازل کے آفتاب ، شام ابد کے ماہتاب
"چہرۂ پاک سے نقاب آپ ذرا اٹھائیں تو"

☆☆

- وہ چراغ جلوۂ طور ہے، وہ سراپا آیۂ نور ہے
دل و جان کا وہ سرور ہے، غم دوجہاں کا طبیب ہے

صنعت رجوع

شاعر کا ایک وصف بیان کرنے کے بعد اس کو ناقص سمجھ کر ترقی کرنا۔

- تو محیط عز و جلال ہے تو سراپا شانِ جمال ہے
تو ہی آپ اپنی مثال ہے ترا وصف کیسے کروں بیاں

☆☆

- خوشبو سے عیاں پھول کی رنگت سے عیاں
ہستی ہے تری جلوۂ قدرت سے عیاں
لاریب تو ادراک میں آ سکتا نہیں
ہے عجز میرا دیدۂ حیرت سے عیاں

صنعت اشتقاق

شعر میں ایک ہی مادے سے نکلے ہوئے الفاظ استعمال کرنا۔

- طواف حرم کے ہیں ترے جن و ملائک
ہر لب پہ دم طوف درودوں کی صدا ہے

☆☆

- بازوئے مصطفیٰ نے کیا ہے انہیں بلند
ظاہر علویت کی علامت علیؑ سے ہے

صنعت شبہ اشتقاق

شعر کے اندر ایسے الفاظ استعمال کرنا جن کا ماخذ بظاہر ایک نظر آئے جبکہ حقیقتاً نہ ہو۔

- نور احمد کی خلقت پہ نوری درود
ان کے نورِ قدامت پہ نوری درود
مہر مہر رسالت پہ نوری درود
خندۂ صبح عشرت پہ نوری درود
گریۂ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆

- تیرے جلووں سے پگھلتا میرے دل کا پتھر
دشت سینا میرے سینے کو بنایا ہوتا

صنعت مقلوب کل

شعر میں ایسے الفاظ استعمال کرنا کہ ان کو بالترتیب اُلٹا دینے سے بامعنی لفظ بن جائے۔

- یہ حور و ملائک جن و بشر، یہ غنچہ و گل اور برگ و شجر
رحمت ہے تری سب پہ یکساں سبحان اللہ سبحان اللہ

☆☆

- تو فضاؤں میں پرندوں کو سہارا دے رہا ہے
ہے اماں سمندروں میں ترے نام کی دہائی

صنعت مقلوب مستوی

شعر میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جو الٹا اور سیدھا یکساں پڑھے جائیں۔

- جس کے کشکول بصارت کو درِ دید ملے
پوچھیے اس سے کہ بینائی کا حاصل کیا ہے

☆☆

- مرے دل نشیں مرے دل ربا مرے خوش بیاں مرے ادا
جسے ورد تو نے عطا کیا اسی لادوا کا سلام ہے

صنعت تجنیس ناقص

شعر میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہو مگر اعراب اور معنی میں مختلف ہوں۔

- میں ہوں قطرہ ریگ ساحل پہ فنا ہو جاؤں گا
تُو تو بحر بیکراں ہے استغیث یا غیاث

☆☆

- وصف جمال اس کا ہے اس شان سے عیاں
بے نور آنکھ سے بھی کبھی وہ چھپا نہیں

مکتوب گرامی

سیّد محمد عون نقوی (کراچی)

لطیف الفاظ اور معنی کا مجموعہ

خوشبوئے التفات جو کہ معروف شاعر، ادیب، دانشور اور مفکر جناب رشید وارثی صاحب کا مجموعہ کلام ہے نظر سے گزرا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب نے مقدمے میں شعر و نثر کا فرق اور خوشبوئے التفات میں درج شعر و نثر پر تفصیل سے تبصرہ کیا ہے وہ کتاب کی بلندی رفعت اور لطافت کو ظاہر کرتا ہے۔ رشید وارثی صاحب نے محبت رسول و آل رسول ﷺ کا اظہار بہترین اشعار کی صورت میں کر کے اپنی بلندی اور مودتِ قربیٰ کی مثال پیش کی ہے۔

دُعا ہے کہ خدا آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور مزید مجموعۂ کلام منظر عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صنعت تجنیس خطی

شعر میں ایسے الفاظ استعمال کرنا کہ جن املا یکساں ہو فقط نقطے لگانے سے فرق ہو جائے۔

ے چشمان مصطفیٰؐ سے بینائی کا بھرم ہے، انسان پہ یہ کرم ہے
خلقت میں اپنا شاہد تو نے اسے بنایا، اے واہب عطایا

☆☆

ے تجھ کو اے گوہر مقصود چھپا کر دل میں
میں ترا نام کبھی لب پہ نہ لایا ہوتا

صنعت حسن طلب

شاعر کا لطیف اشارہ کر کے کوئی چیز طلب کرنا یعنی مانگنے کا اچھا طریقہ۔

ے اے قاسم دوراں ترا فیضان مواہب
سرمایۂ تسکیں مری غربت کے لئے ہے

☆☆

ے محشر میں اسے جرعۂ کوثر بھی عطا ہو
شاہ جو تیری آل کے ٹکڑوں پہ پلا ہے

صنعت تخاطب

شاعر کا خطابیہ انداز میں شعر کہنا، یعنی مخاطب کر کے کلام کرنا۔

ے تیرا جمال دل نشیں ہر سو ہے کائنات میں
ڈوبے ہوئے ہیں دوجہاں خوشبوئے التفات میں

☆☆

تری شان کے ہیں مظہر بے ستون آسماں بھی
مہ و مہر و کہکشاں میں ترے نور کی اکائی

صنعت غیر منقوط

شعر کا ایسے الفاظ پر مشتمل ہونا جو کہ بے نقط ہوں۔

ے وہ اصل درود و سلام و دعا ہے
وہ مولائے کل مالک دوسرا ہے
سلام علی آل اطہار احمد
سکوں اس حوالے سے ہم کو ملا ہے

صنعت ایہام

شعر میں ایسے الفاظ لانا جس کے ایک معنی قریبی ہوں اور دوسری بعیدی۔ سننے والے معنی قریبی مراد ہیں اور شاعر بعیدی۔

ے میں بندۂ علی ہوں محبت علی سے ہے
وابستہ آج بھی میری قسمت علی سے ہے

صنعت مراعات النظیر

شعر میں چند ایسی چیزوں کا تذکرہ کرنا جن میں باہم مناسبت پائی جائے۔

ے اے نائب رسول و مولائے کائنات
ہستی ہے تیری نافۂ خوشبوئے التفات

☆☆

ے خالق و مخلوق کے پیارے کا دامن تھام کر
سب مسلماں متحد اجزائے ایمانی کریں

صنعت تاریخ گوئی

شاعر کا شعر کے ایک مصرعہ یا جزو مصرعہ یا سالم شعر سے کوئی تاریخ نکالنا۔

ے بزم رسول پاک کا فیضاں ہے دمبدم
1425ھ
خوشبوئے التفات عزیز جہان ہے
2004ء

صنعت غیر الفیہ

وہ نظم جس میں ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جن میں حرف الف استعمال نہ ہو۔

ے دل میں بسی ہوئی ہے محبت حضورؐ کی
ہر لمحہ میرے لب پہ ہے مدحت حضورؐ کی
مجھ کو نہیں ہے کوثر و تسنیم کی طلب
پل بھر سہی، ملے مجھے قربت حضورؐ کی

صنعت تشبیہ

شاعر کا ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صفت میں شریک قرار دینا۔

ے قلب اطہر کی ہے تمثیل فقط عرش خدا
اسی وسعت میں غریبوں کو وہ گھر دیتا ہے

☆☆

ے مثال کوہ گراں ہے ثبات ابن علی
دلیل عظمت انساں ہے ذات ابن علی

بقیہ صفحہ نمبر 60 پر

حضرت تابش دہلوی علیہ الرحمہ کا شمار عہد حاضر کے ممتاز غزل گو شعراء میں ہوتا ہے۔ وہ ایک وضعدار، ادب پرور اور مشفق بزرگ تھے۔ ذیل میں ان کے مکتوب گرامی کا عکس شائع کیا جا رہا ہے جو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں بستر علالت سے رشید وارثی کے نام تحریر فرمایا تھا۔ جس سے ادب پروری میں انکے غیر معمولی انہماک کا اندازہ ہوتا ہے۔

مکتوب گرامی

سیّد تابش دہلوی (کراچی)

محترم جناب رشید وارثی صاحب! تسلیم و نیاز

آپ کا نعت و مناقب کا مجموعہ ''خوشبوئے التفات'' موصول ہوا، کتاب صوری اور معنوی حسن سے مزین ہے اور آپ کا آخرت کا توشہ ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ میں نہایت بیمار ہوں دس روز اسپتال رہ کر آیا ہوں اس لیے کسی تنقیدی مضمون کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ آپ نے مجھے یاد رکھا اس کے لیے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆

قطعہ سال وفات

حضرت تابش دہلوی علیہ الرحمۃ

مضمحل ہیں فرطِ غم سے صاحبانِ علم و فن
چل دیئے تابش جہاں سے، نعتِ احمدؐ میں مگن
سعیِٔ مدحِ مصطفےٰؐ سے ضوفگن ہے ہر طرف
روضہ خلدِ بریں میں تابش جہد سخن
۱۴۲۵ھ

حضرت تابش دہلوی کا اصل نام سیّد مسعود الحسن تھا۔ وہ 9 نومبر 1911ء کو ہندوستان کے صدر مقام دہلی میں پیدا ہوئے اور 81 برس کا طویل عرصہ شعر و ادب کی خدمت میں گزار کر 23 ستمبر 2004ء بروز جمعرات اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو جنت الفردوس میں اپنا جوارِ خاص عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

Scanned with CamScanner

باسط وارثی طاب ثراہٗ

درود وسلام کی برکتیں

باسط وارثی طاب ثراہٗ، ۱۹۵۶ء کو کراچی کے ایک ممتاز علمی و ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انٹر آرٹس کے بعد پی آئی اے سروس سے وابستہ ہوئے۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل میں احادیث کا ایک مجموعہ ترتیب دے رہے تھے۔ ۱۹۸۷ء میں گردے فیل ہو جانے کے سبب انتقال کر گئے۔ (زیر نظر مضمون باسط وارثی طاب ثراہٗ کی قائم کردہ تنظیم خدام اولیاء شاہ فیصل کے مجلہ رہبر-1985 میں شائع ہوا تھا۔ جو استفادۂ عام کیلئے شامل اشاعت ہے۔) (ادارہ)

سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) درود بھیجا کرو اور سلام عرض کیا کرو''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہمیں تعلیم فرما دیں کہ آپ پر ہم کس طرح درود پڑھا کریں اور کس طرح سے سلام بھیجا کریں۔ آپ نے فرمایا تم یوں کہا کرو۔

(پھر درود ابراہیمی تعلیم فرمایا) چنانچہ یہی درود شریف ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا اور سلام بھیجنا قرآن کریم کی رُو سے ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کے بے شمار فیوض و برکات ہیں جن کا مختصر تذکرہ اس مضمون میں کیا جا رہا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''جذب القلوب'' میں فرماتے ہیں کہ جب کسی (طالب راہِ حقیقت) کو اس کی روحانی تربیت کیلئے شیخ کامل نہ ملے تو طالب کو چاہیے کہ وہ درود شریف پڑھنے کو اپنے اوپر لازمی کرے کیونکہ اس کا درود پڑھنا اس کی رہبری و رہنمائی کے لیے کافی ہوگا کیونکہ اس کی برکت سے بارگاہِ رب العزت سے اس کو تعلیم و آدابِ نبویہؐ سے اور اخلاقِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آراستہ کیا جائے گا۔ اس کی روحانی ترقی اعلیٰ اور اکمل درجہ پر ہوگی اور اس کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار میں قربت کا شرف حاصل ہوگا۔

شیخ صاحب مزید فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ جس زمانے میں اولیائے کرام نہ ملیں تو معرفتِ الٰہی اور طریقہ سلوک حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ شریعت کی پابندی کرتے ہوئے کثرت سے ہمیشہ درود و سلام پڑھتا رہے۔ درود شریف سے طالب کے باطن میں ایک عظیم نور پیدا ہوگا جس کے ذریعہ اسے حقیقت کا راستہ معلوم ہو جائے گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلاواسطہ فیض حاصل ہوگا۔ سلسلہ وارثیہ میں درود شریف پڑھنے پر اسی وجہ سے توجہ دی جاتی ہے۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام مقدس سن کر درود پڑھنا ایک مجلس میں ایک مرتبہ واجب اور اس سے زائد مستحب ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والد حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

یہاں یہ بات بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ بعض لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مقدس کے ساتھ صرف ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھتے پڑھتے ہیں یہ طریقہ بارگاہ رسالت میں ناپسند ہے۔ حضرت جلال الدین سیوطی شافعی حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر ادھورا درود نہ پڑھا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ادھورا درود کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تم لوگ کہتے ہو ....

(یعنی درود میں میری آل کا تذکرہ نہیں کرتے) اور خاموش ہو جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو ....

(یعنی آل پاک کو بھی درود شریف میں شامل کیا کرو) لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مقدس کے ساتھ ہمیں ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لکھنا اور پڑھنا چاہیے۔

درود شریف کی بے شمار برکتیں ہیں اور اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دعا پردے میں رہتی ہے (اور قبول نہیں ہوتی) جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک علیہم السلام پر درود نہ بھیجیں۔ لہٰذا ہم سب طالبانِ راہ حقیقت کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ باوضو اور پاک و صاف رہیں اور حضوری قلب کے ساتھ ہمیشہ درود شریف کو وردِ زبان رکھیں۔

نعت شریف

(محمد طارق بن آزاد)

دل میں سرکار کی محبت ہے
کیسی ہم پر خدا کی رحمت ہے
عاصیوں کے لیے دعائے شی
کیسی اُمت سے ان کو الفت ہے
انؐ کی مدحت ثناء ہے خالق کی
یہ حبیب خدا کی عظمت ہے
دشمنوں کے لیے بھی کرنا دعا
میرے آقاؐ کی شان رحمت ہے
ان کے دم سے ہے حسن کون و مکاں
ان سے قائم نظام قدرت ہے
سب سے پہلے بنایا خالق نے
اور وہ خاتم رسالت ہے
کیسے طارق بیاں ہو ان کی ثناء
مدح آقاؐ خدا کی سنت ہے

Scanned with CamScanner

رشید وارثی

''حدائقِ بخشش'' میں مناقب اہل بیتِ اطہار (علیہم السلام)

شریعت اسلامیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت وتعظیم اور حقوق شناسی مسلمانوں کے دینی فرائض میں سے ہے اور ان سے درجہ بدرجہ محبت رکھنا درحقیقت حضور ﷺ کی محبت ہی کے زیر اثر ہے۔ سورۃ الشوریٰ کی ۲۳ویں آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا کی تفسیر میں ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! آپ کے قرابت داروں سے کون لوگ مراد ہیں؟ فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (مظہری)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب ومقرب اور دوست ہو جاتا ہے اور اس محبت سے اس کو کمال ایمان کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں مودت فی القربیٰ کی یہی تفسیر زیادہ صحیح ہے کہ میں تم سے بس یہ چاہتا ہوں کہ میرے اقرباء، میرے اہل بیت اور میری اولاد سے محبت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آخری نبی تھے آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہ تھا آپ کے بعد فرض تبلیغ کو ادا کرنے والے علمائے اُمت ہی ہیں۔ علمائے ظاہر ہوں یا علماء باطن (یعنی فقہا اور محدثین ہوں یا آئمہ تصوف) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اسی لیے حکم دیا ہے کہ آپ امت کو اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کی تبلیغ کریں کیونکہ امام المسلمین حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) اور آئمہ اہل بیت جو آپ کی نسل میں سے ہوئے (یعنی بارہ امام) کمالات ولایت کے قطب تھے۔ (تفسیر مظہری، صفحہ 10/323) .... یہی بات ہے کہ اکثر مشائخ کے سلسلے آئمہ اہل بیت تک پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں''

صاحب تفسیر مظہری آئندہ آیت حسنۃ کی تفسیر نائبون میں لکھتے ہیں اس سے مراد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کی آل اور نائبوں کی محبت ہے ....آل رسول یعنی مشائخ طریقت سے محبت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت بڑھ جاتی ہے اور محبت رسول میں ترقی سے محبت خدا میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور ازدیاد محبت ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید ونصرت کے حکم کی بحسن وخوبی تعمیل ہوتی ہے جو مقاصد نعت کی اصل ہے۔

ابن ابی حاتم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب مجھ سے اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی فلاح کے بہت خواہاں (حریص) تھے۔ چنانچہ انہیں اپنی آل پاک سے محبت کی عملی ترغیب بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ، کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین (علیہ السلام) کو اپنی پشت (مبارک) پر بٹھا رکھا ہے اور ایک رسی اپنے دہن مبارک میں لے رکھی ہے جس کا دوسرا سرا حسین (علیہ السلام) نے تھام رکھا تھا اور یوں وہ حضور (ﷺ) کو لیے پھر رہے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔ جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا اے حسین! تمہاری سواری بہت اچھی ہے۔ اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے عمر! سوار بھی تو بہت ہی اچھا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت کی برکات اور آپ کی رضائے پاک کے حصول کے لیے آپ کے محبین صحابہ کرامؓ، اولیائے کرام اور علمائے اُمت کا یہ عمل رہا ہے کہ وہ اپنے نعتیہ کلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی شان میں بھی اشعار شامل کرتے تھے۔ چنانچہ ان ہی عمائدین کی اتباع میں ہندوستان کے علمائے حق کا بھی یہی معمول رہا۔ ان علمائے حق میں دیگر علمائے عظام اور حضرت شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔

فدوی نے فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد ۱۹۹۲ء میں ان کے کلام میں مناقب اہل بیت علیہم السلام کا جائزہ لیکر ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ''رود بخشش'' کے عنوان سے ایک کتاب ترتیب دی تھی۔ اسی انتخاب سے ماخوذ زیر نظر مقالہ کسی صراحت اور تبصرے کے بغیر (اس مجلّہ کی گنجائش دیکھتے ہوئے) ہدیہ قارئین ہے:

محبت رسول میں ترقی سے محبت خدا میں مزید اضافہ ہوتا ہے اور ازدیاد محبت ہی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید ونصرت کے حکم کی بحسن وخوبی تعمیل ہوتی ہے جو مقاصد نعت کی اصل ہے۔

در منقبت حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

السلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ　　حمزہ سردار شہیداں عم اکبر آمدہ

السلام اے (علیؓ ابن ابی طالب) کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خسر اور بھائی (بنکر) تشریف لائے۔ اور سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چچا (بنکر) تشریف لائے۔

جعفرے کومی پرد صبح ومسا با قدسیاں　　باتو ہم مسکن بہ بطنِ پاک مادر آمدہ

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رات و دن (جنت میں) فرشتوں کے ساتھ اُڑتے ہیں، وہ آپ کے ساتھ بطن مادر میں رہے (آپ کے سگے بھائی بن کر تشریف لائے۔)

بنت احمد رونق کاشانہ و بانوئے تو　　گوشت وخون تو ملجش شیر وشکر آمدہ

حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا) آپ کے گھر کی رونق اور آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ کا گوشت اور خون ان (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جسم اقدس کے گوشت وخون میں شیر وشکر ہوگیا ہے۔

ہر دو ریحانِ نبی گلہائے توزان گل زمیں　　بہر گل چینت زمیں باغ برتر آمدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پھول (حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام) آپ کے صحن چمن کے پھول ہیں۔ آپ کی گل چینی کیلئے بہترین صحن چمن ملا ہے۔

می چمیدی گلبنا در باغ اسلام و ہنوز　　غنچہ ات نشگفت ونے نخلے دگر برآمدہ

اے شاخ گل تو باغ اسلام میں لچک رہی ہے۔ اور ابھی تک (تیرے غنچوں جیسا) کوئی غنچہ نہیں کھلا اور نہ کوئی (ایسا) درخت پیدا ہوا۔

نرم نرم از بزم دامن چیدہ رفتہ بادتند　　یا علی چوں بر زبانِ شمع مضطر آمدہ

جب (تند ہوا سے گھبرا کر) بیقرار شمع کی زبان پر "یا علی" آتا ہے (تو) تیز ہوا اپنا دامن سمیٹے بزم سے آہستہ آہستہ گزرتی ہے (اور شمع بجھنے سے محفوظ رہتی ہے)

ماہِ تاباں گومتاب ومہر رخشاں گومرخش　　باختر تا خاور اسمت نور گستر آمدہ

خواہ روشن چاند چاندنی نہ پھیلائے (نہ چمکے) اور آفتاب درخشاں روشنی نہ پھیلائے لیکن مشرق سے مغرب تک آپ کے اسم مبارک نے نور پھیلایا ہوا ہے۔

حل مشکل کن بروئے من در رحمت کشا　　اے بنام تو مسلم فتح خیبر آمدہ

اے (فاتح خیبر) فتح خیبر آپ ہی کیلئے مسلم ہوئی۔ میری بھی مشکل حل کیجئے اور مجھ پر رحمت کا دروازہ کھول دیجئے۔

مرحبا اے قاتل مرحب امیر الاشجعیں　　در ظلال ذوالفقارت شور محشر آمدہ

اے (یہودیوں کے سب سے بڑے پہلوان) مرحب کو قتل کرنے والے مرحبا، اے بہادری میں کمال رکھنے والوں کے امیر آپ کی ذوالفقار کے سائے تلے شور قیامت پیدا ہوتا ہے۔

سینہ ام را مشرقستان کن بنورِ معرفت　　اے کہ نام سایہ ات خورشید خاور آمدہ

میرے سینے کو نورِ معرفت کا خزینہ بنا دیجئے۔ اے (میرے آقا) آپ کے سائے کا نام ہی خورشید درخشاں ہے (آپ کا سایہ بھی اتنا درخشاں اور منور ہے کہ اس کو آفتاب مشرق کہا جاتا ہے)

کے رسد مولیٰ بمہر تابناکت نجم شام　　گو بنورِ صحبت اوہم صبح انور آمدہ

اے میرے مولیٰ آپ کے تابناک سورج کو شام کا ستارا کب پہنچ سکتا ہے، اگرچہ آپ کی صحبت کے نور نے اسے صبح انور (کی طرح منور) بنا دیا ہے۔

ناصبی را بغض تو سوئے جہنم رہ نمود　　رافضی از حب کاذب در سقر در آمدہ

ناصبی (فرقہ) کو آپ کا بغض جہنم میں لے جائے گا (اور) رافضی (آپ سے) جھوٹی محبت کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

من زحق میخواہم اے خورشید حق آں مہر تو　　کز ضیائش عالم ایماں منور آمدہ

(امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب) میں حق تعالیٰ سے آپ کی محبت چاہتا کیونکہ اس (محبت) کی روشنی سے ایمان کی دنیا منور ہوگئی ہے۔

بہر استر چادر مہتاب وایں زریں پرند　　نا پذیرائے گلیم بخت قنبر آمدہ

چادر مہتاب (چاندنی) اور یہ زریں پرندہ (چاند) بھی آپ کے غلام قنبر کی تقدیر کی کملی پہ لگانے کے لیے بھی ناقابل قبول ہے۔ (آپ کے غلام قنبر کی قسمت چاند اور اس کی چاندنی سے بھی زیادہ چمک رہی ہے)

تشنہ کام خود رضائے خستہ را ہم جرعۂ　　شکر آں نعمت کہ نامت شاہ کوثر آمدہ

(اے امیر المومنین) اپنے تشنہ کام رضائے خستہ (جاں) کو بھی ایک گھونٹ اس نعمت کے شکر میں عطا کیجئے کہ آپ کا نام شاہِ کوثر ہے۔

فغان جان غمگین بر آستاں والا تمکین
اسد اللہ المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الا سنے امداد کن

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا　　سرور لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

اے (علی) مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنک) اے شیر خدا، اے مرحب کے قتل کرنے والے فاتح خیبر، اے لشکر کشی کرنے والے سردار آپ مشکل کشا ہیں، میری مدد فرمائیے۔

حیدرا اژدر درا ضر غام ہائل منظرا　　شہر عرفاں را درا روشن دُرا امداد کن

اے حیدر کرار! اژدہے کو پھاڑ دینے والے پُر ہیبت نظر آنے والے شیر، اے شہر عرفاں کے دروازے، اے گوہر تابدار میری مدد فرمائیے۔

ضیغما غیظ وغما زیغ دفتن را راغما　　پہلوانِ حق امیر لافتیٰ امداد کن

اے پُر جلال و ہیبت ناک شیر، اے کج روی اور فتنوں کو مٹا دینے والے (مردِ جری) اے حق کے پہلوان، اے لافتیٰ ("لافتیٰ الاعلی" لقب رکھنے والے) سردار (جواں مردوں کے سردار) میری مدد فرمائیے۔

اے خدا را تیغ دائے اندام احمد را سپر　　یا علی یا بوالحسن یا بوالعلےٰ امداد کن

اے اللہ تعالیٰ کی تلوار اور احمد (مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جسم مبارک کی ڈھال، اے علی، اے ابوالحسن اے ابوالعلیٰ (بلندیوں کے حامل)، میری مدد فرمائیے۔

یا یداللہ یا قوی یا زور بازوئے نبی　　من زپا افتادم اے دست خدا امداد کن

اے یداللہ (اللہ تعالیٰ کے ہاتھ)، اے طاقتور، اے نبی اکرم (ﷺ) کے زورِ بازو، میں بے سہارا ہوں، اے دست خدا میری مدد فرمائیے۔

اے نگارِ راز دار قصر اللہ انجیٰ　　اے بہارِ لالہ زارِ انما امداد کن

اے اللہ تعالیٰ کے محبوب آپ عرش الٰہی کے محرم راز ہیں، اے نتیجہ بخش، اے آیت (مبارکہ "انما یرید اللہ" آیۂ تطہیر) "انما" کے گلشن کی بہار، میری مدد فرمائیے۔

اے تنت را جامہ پر زر جلوہ باری عبا　　اے سرت را تاج گوہر بل اتی امداد کن

اے (مرتضیٰ) آپ کے جسم مبارک کا زریں لباس (دراصل) اللہ تعالیٰ کے جلوے کی عبا ہے۔ آپ کے سر اقدس کا تاج گوہر حل اتی ہے، میری مدد فرمائیے۔

اے رخت را غازۂ تطہیر واذہاب نجس　　اے لبت را مایۂ فصل القضا امداد کن

اے (ابوتراب) آپ کے چہرے کا غازہ (آیۂ) تطہیر اور ہر گندگی سے پاک ہونا ہے۔ اے (علیؑ) مقدمات کا فیصلہ آپ کے لبوں کا سرمایہ ہے، میری مدد فرمائیے۔

اے بحیات وحریر ایمن ز شمس و زمہریر　　اے ترا فردوس مشتاقِ لقا امداد کن

اے (شیر خدا) آپ ہر لباس میں دھوپ کی شدت اور سردی سے محفوظ رہتے ہیں۔ اے (حضرت علیؓ) فردوس آپ کے دیدار کی مشتاق رہتی ہے، میری مدد فرمائیے۔

اے بحضرت روز حسرت رو بنصرت جانِ سوز　　شکر ایں نصرت بیک نظرت مرا امداد کن

اے حضرت قیامت کے دن یہ جان پُرسوز آپ کی امداد کی منتظر ہوگی۔ آپ اس شادمانی کے شکر میں اپنی ایک نگاہ کرم سے میری امداد فرمائیں۔

یا طلیق الوجہ فی یوم عبوس قمطریر　　یا بہیج القلب فی یوم الاسیٰ امداد کن

اے قیامت کے سخت اور تلخ دن (بھی) بخندہ پیشانی رہنے والے اور اے وحشتناک دن (روز محشر) میں شگفتہ دل اور شاد کام رہنے والے، میری مدد فرمائیے۔

اے وقاہم ربہم امنت ز شر مستطیر　　مجرمم میجویم از کیفر و قا امداد کن

اے وہ ہستی کہ (اللہ تعالیٰ کا فرمان) وقاھم ربھم (یعنی ان کا رب انہیں محفوظ رکھے گا) جس کیلئے عام شر سے باعث امن ہے۔ میں مجرم ہوں اور (اپنی بدعملی کے) مآل سے آپ کی پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیے۔

اے تنت در راہِ مولیٰ خاک و جانت عرش پاک　　بوتراب اے خاکیان را پیشوا امداد کن

اے کہ آپ کا جسم پاک راہِ مولیٰ میں خاک ہے اور آپ کی جان عرش پاک ہے۔ اے ابوتراب اے تمام خاکیوں (اولاد آدم کے پیشوا) میری مدد فرمائیے۔

اے شب ہجرت بجائے مصطفیٰ برلخت خواب　　اے دم شدت فدائے مصطفیٰ امداد کن

اے ہجرت کی رات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ (بستر پر) سونے والے اور اے سخت مشکل میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان فدا کرنے والے، میری مدد فرمائیے۔

اے عدوے کفر ونصب ورفض و تفضیل وخروج　　اے علوئے سنت و دین ہدیٰ امداد کن

کفر، نصب، رفض، تفضیل اور خروج کی اے سخت مخالفت کرنے والے، اے سنت اور دین ہدایت کی عظمت، میری مدد فرمائیے۔

شمع بزم و تیغ رزم وکوہ عزم و کان حزم　　اے کذ واے فزوں ترا ز کذا امداد کن

شمع محفل اور جنگ کی تلوار اور عزم کے پہاڑ اور برداشت کی کان، اے ان صفات والے اور ان اعلیٰ صفات سے بھی افضل، میری مدد فرمائیے۔

نفیر دل تفتگان کرب و بلا بردر حسین
سید الشہد اعلیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والثناء

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا　　گلرخا شہزادہ گلگوں قبا امداد کن

اے شہید کربلا، اے سختی اور مصیبت کو دور کرنے والے، اے پھول جیسی صورت والے، (جبرئیل علیہ السلام) کے لائے ہوئے سرخ لباس پہننے والے (شہنشاہ کونین کے) شہزادے، مدد فرمائیے۔

اے حسین اے مصطفیٰ را راحت جاں نور عین　　راحت جاں نور عینم دو یا امداد کن

اے حسین (علیہ السلام) اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راحت جاں اور آنکھوں کے نور مجھے بھی راحت جاں اور آنکھوں کا نور عطا فرمائیے، آپ میری مدد فرمائیے۔

اے ز حسن خلق و حسن خلق احمد نسخہ　　سینہ تا پا شکل محبوب خدا امداد کن

اے (امام حسین) آپ حسن صورت اور حسن سیرت میں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہیں، آپ سینہ اقدس تا پائے مبارک تک محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل ہیں۔ میری مدد فرمائیے۔

جانِ حسن ایمانِ حسن وایکان حسن ایشان حسن　　اے جمالت لمع شمع من ... امداد کن

آپ حسن کی جان ہیں، حسن کا ایمان ہیں، حسن کی کان اور حسن کی شان ہیں، آپ ... (حدیث شریف کہ جس نے مجھے دیکھا، اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا) کی شمع کی ... ہے۔ ... مدد فرمائیے۔

جان زہرا و شہید زہر را زور و ظہیر　　زہرت از ہار تسلیم و رضا امداد کن

آپ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا اسلام اللہ علیہا کی جان اور شہید زہر (حضرت امام حسن علیہ السلام) کے زور بازو اور حمایتی ہیں۔ اے تسلیم و رضا کے پھولوں کی خوشبو! میری مدد فرمائیے۔

اے بواقع بیکسانِ دہر را زیبا کسے　　وے بظاہر بیکس دشت جفا امداد کن

اے وہ (ذات کہ جو) حقیقت میں دنیا کے بیکسوں کا سہارا ہے اور بظاہر دشتِ جفا (میدان کربلا) کے بیکس ہیں، میری مدد فرمائیے۔

اے گلویت گہ لبانِ مصطفیٰ را بوسہ گاہ　　گہ لب تیغ لعیں را حسرتا امداد کن

اے (امام علی مقام) آپ کا حلق مبارک جو کبھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہونٹوں کی بوسہ گاہ رہا ہے۔ ہزار افسوس کہ (وہی حلق مبارک) کبھی ملعون (قاتل) کی تلوار کی آماجگاہ بنا۔ مدد فرمائیے۔

اے تن تو گہ سوارِ شہسوار عرش ناز　　گہ چناں پامال خیل اشقیا امداد کن

اے (امام عالی مقام) آپ کا جسم مبارک کبھی عرش ناز کے شہسوار (آسمانوں کی رفعتوں کو عبور کرنے والے شہسوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقدس جسم کا سوار بنا اور کبھی بدبختوں کے گھوڑوں کے سموں سے پامال ہوا، میری مدد فرمائیے۔

اے دل و جانہا فدائے تشنہ کامیہائے تو　　اے لبت شرح رضینا بالقضا امداد کن

اے (امام عالی مقام) آپ کی مسلسل تشنہ لبی پر (مخلوق خدا کے) دل و جان فدا ہوں، آپ کے (خشک) ہونٹ "رضینا بالقضا" (ہم قضائے الٰہی پر راضی ہیں) کی شرح ہیں، (میری) مدد فرمائیے۔

اے کہ سوزت خان مانِ آب را آتش زدے　　گر نبودے گریۂ ارض و سما امداد کن

اے (گل بستانِ رسول) آپ کا سوز (دل) خانمان آب (سمندروں اور دریاؤں کے پانی) کو آگ لگا دیتا۔ اگر زمین و آسمان اس (سوز دل پر) اشک نہ بہاتے۔ میری مدد فرمائیے۔

ہے چہ بحر و تفتگی کوثر لب و ایں تشنگی　　خاک بر فرق فرات از لب مرا امداد کن

ہائے کیا سمندر ہے (امام کا ظرف) اور کیا گرمی کی شدت ہے، کوثر جیسے ہونٹ ہیں اور یہ تشنگی۔ ساحل سے دریائے فرات کے سر پر خاک پڑے (دریائے فرات اس غم میں اپنے سر پر خاک ڈالے)۔ میری مدد فرمائیے۔

ابر گو ہرگز مبار و نہر گو ہرگز مریز　　خودلبت تسنیم وفیضت حبذا امداد کن

خواہ بادل بالکل نہ برسے اور خواہ نہر قطعی نہ چھلکے (تو بھی کچھ فرق نہیں پڑے گا) آپ کے لبہائے مبارک بذات خود (کوثر و) تسنیم ہیں اور آپ کے فیض کا تو کہنا ہی کیا ہے، میری مدد فرمائیے۔

Scanned with CamScanner

ترزبانی مدح نگار بذکر بقیہ آئمہ اطہار و دیگر اولیائے کبار تا حضرت غوثیت مدار علیہم رضوان الغفار

باقی اسیاد یا سجاد یا شاہِ جواد   خضر ارشاد آدم آلِ عبا امداد کن

اے خاندانِ سادات کی یادگار اے (امام زین العابدینؓ) سجاد، اے عطا و بخشش کرنے والے بادشاہ، اے خضرِ ہدایت، اے آلِ عبا (پنجتن پاکؑ) کی باقی نشانی (جس سے پنجتنؑ پاک کی نسل باقی رہی) میری مدد فرمایئے۔

اے بقید ظلم و صد قیدی ز بندِ غم کشا   اے تہ بیداد و کانِ دادہا امداد کن

اے (امام) آپ خود تو ظلم کی قید میں رہے اور سینکڑوں قیدیوں کو قیدِ غم سے رہائی دلوائی۔ آپ خود تو حالت مظلومیت میں رہے (دوسروں کیلئے) فریادرسی کا مرکز و منبع رہے، میری مدد فرمایئے۔

باقرا یا عالم سادات یا بحر العلوم   از علوم خود بدفع جہل ما امداد کن

اے امام باقر (محمد بن علی بن حسین) علیہ السلام، اے خاندان سادات کے عالم، اے تمام علوم کے سمندر، اپنے علوم سے ہماری جہالت کو دفع کر کے، ہماری مدد فرمایئے۔

جعفر صادق بحق ناطق بحق واثق توئی   بہر حق ما را طریق حق نما امداد کن

اے امام جعفر صادق! حق کی حمایت میں بولنے والے اور حق پر یقین کامل رکھنے والے آپ ہی تو ہیں۔ خدا کیلئے ہمیں راہ حق دکھلایئے (اور) ہماری مدد فرمایئے۔

شانِ علما کان علما جانِ علما السلام   موسیٰ کاظم جہاں ناظم مرا امداد کن

السلام (اے امام موسیٰ کاظمؓ) عالموں کی شان، عالموں کی کان (آپ کے در سے علماء درس لیکر نکلتے ہیں) آپ عالموں کی جان ہیں اے امام موسیٰ (علیہ السلام) اے جہاں کے ناظم، میری مدد فرمایئے۔

اے ترا زیں از عبادت و ز توزیں عابداں   بہر اں بے زینت از زین و صفا امداد کن

اے مام! عبادت آپ کی زینت ہے اور آپ کی ذات عابدوں کی زینت ہے۔ آپ اپنی زینت اور صفائے باطن سے اس بے زینت (شاعر) کی مدد فرمایئے۔

ضامن ثامن رضاؔ برمن نگاہے از رضا   خشم را شایانم و گویم رضا امداد کن

اے امام ضامن رضا (علیہ السلام) مجھ پر اپنی رضا سے نگاہ (کرم) کیجئے۔ بیشک میں عتاب (ہی پانے) کے لائق ہوں (لیکن) رضاؔ یہ عرض کرتا ہے کہ میری مدد فرمایئے۔

نوٹ: اس کے بعد سلسلہ قادریہ کے شجرہ طریقت کے لحاظ سے باقی بزرگانِ دین سے استمداد ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اُردو کلام میں منتخب مناقب اہل بیت اطہارؓ

تشنہ لب نہ دامنو! مژدہ کہ ہیں
ساقی نہر لبن مولا علیؓ
باغباں اللہ، گلبن مصطفیٰؐ
عندلیب نغمہ زن مولا علیؓ

علی امام، علی ملتجا، علی مولا
سقر میں جائے جو چھوڑے شہا! ترا دامن

☆☆

علی مرتضیٰ تو ہے، وصی مصطفیٰ تو ہے
مرا حاجت روا تو ہے مرا مشکل کشا تو ہے

☆☆

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد، شہید کربلا کے واسطے

☆☆

اس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدر کرار ہے، مولا ہے ہمارا

☆☆

در نجف ہوں گوہر پاک خوش آب ہوں
یعنی تراب رہگزر بوترابؓ ہوں

☆☆

مولا علیؓ نے واری تری نیند پہ نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

☆☆

وہ کیا جانے گا فضل مرتضیٰ کو
جو تیرے فضل کا جاہل ہے یا غوث

☆☆

بہر تسلیم علیؓ میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

مناقب حسنین کریمین و بقیہ آل پاک علیہم السلام

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحابؓ حضورؐ
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

☆☆

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
ایک سینے تک مشابہ، اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

☆☆

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجئے رضاؔ کو حشر میں خنداں مثال گل

☆☆

اتنا عجب بلندیٔ جنت پہ کس لئے
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسنؓ بنے ہیں آدھے سے حسینؓ

☆☆

کیا بات رضاؔ اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسینؓ اور حسنؓ پھول

☆☆

دستگیر ہر دو عالم کر دیا حسنینؓ کو
اے میں قرباں، جانِ جاں! انگشت کیا لی ہاتھ میں

☆☆

جب اہلبیتؓ دے آلِ محمدؐ کیلئے
کر شہید عشق حمزہؓ پیشوا کے واسطے

مناقب غوث پاک رضی اللہ عنہ

ابن زہرا کو مبارک ہو عروسِ قدرت
قادری پائیں تصدق، مرے دولہا! تیرا

☆☆

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند، حسینی ہے اُجالا تیرا
نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن
حسنی لعل، حسینی ہے تجلا تیرا

☆☆

یہ تیری چمپئی رنگت حسینیؓ
حسنؓ کے چاند صبح دل ہے یا غوث

رُباعی

اللہ کا احسان ہے اُنؐ کی آمد
توحید کی برہان ہے اُنؐ کی آمد
حاصل ہے انہیں ختم نبوت کا شرف
اس بات کا اعلان ہے اُنؐ کی آمد

(جبار وارثی علیہ الرحمۃ)

Scanned with CamScanner

اہل بیت اطہار کی بارگاہ میں ہدیہ سلام
(سلام رضا سے انتخاب)

بارگاہِ مرتضوی میں

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام
اوّلیں دافع اہل رفض و خروج
چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
ماحی رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

بارگاہِ خاتونِ جنتؓ میں

اُس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ
حجلۂ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اُس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

بارگاہِ حسنیؓ میں

وہ حسن مجتبیٰ سیّدالاسخیا
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام
اوج مہر ہدیٰ موج بحر ندیٰ
روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام

بارگاہِ حسینیؓ میں

شہد خوار لعابِ زبانِ نبیؐ
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام
اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
دُرِ دُرجِ نجف مہرِ برجِ شرف
رنگ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام

تمام آل پاک کی بارگاہ میں

پارہ ہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر سے جس میں پودے جمے
اُس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام
خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اور جتنے ہیں شہزادے اُس شاہ کے
اُن سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

اُن کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیر غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

☆☆

محبت اہل بیت علیہم السلام سے معطر فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اشعار کو ایک طرف تو صاحب دل اور خوش عقیدہ علمائے کرام اور اہل قلم کی جانب سے بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے اور انکی برکت سے ہندوستان اور دیگر بلادِ عرب وعجم میں مولانا موصوف ایک سچے عاشق رسول کی حیثیت سے پہچانے گئے اور ان کے معتقدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ لیکن دوسری جانب بعض علمائے سوء کی جانب سے ان پر دیگر الزامات کے ساتھ یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس نے اہل سنت کو نقصان پہنچانے کے لیے بطور تقیہ سنی ہونا ظاہر کیا تھا (مجموعہ رسائل)۔ اور اس دعویٰ پر دلیل یہ دی گئی کہ ان کے اجداد علیہم الرحمۃ کے نام شیعوں جیسے تھے مثلاً

احمد رضا خان ابن نقی علی خان ابن رضا علی خان ابن کاظم علی خان۔

حالانکہ اس زمانے میں اہل سنت والجماعت اور غیر شیعہ خاندانوں میں بھی ایسے نام رکھے جاتے تھے مثلاً اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے والد کا نام نواب حسن خان، دادا کا نام نواب علی حسنین خان، بیٹے کا نام میر علی خان اور نورالحسن خان تھا۔ اسی طرح دیوبندی مکتبہ فکر کے شیخ الہند مولوی محمودالحسن صاحب اور ان کے والد مولوی ذوالفقار علی سہارنپوری، مولوی اشرف علی تھانوی صاحب، مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب جیسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

اس میلان خارجیت کو کیا کہا جائے کہ جسے محب آل اطہر دیکھا اسے رافضی یا شیعہ مشہور کر دیا۔ گویا سنی عالم کی پہچان یہ سمجھی جانے لگی کہ اس کے نام کے ساتھ

مئی 1992ء میں روزنامہ جنگ کی جانب سے نیویارک میں میر خلیل الرحمن (مرحوم) کی یاد میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر ایڈیٹر "فلک پرواز" پی آئی اے جناب رشید وارثی خطاب کر رہے ہیں۔ ان کی دائیں جانب میر صاحب کی صاحبزادی محترمہ گل افشاں، تقریب کے میزبان نمائندہ جنگ (نیویارک) جناب عظیم میاں اور دیگر مندوبین نظر آرہے ہیں۔ تصویر میں دائیں جانب پہلی صف میں معروف شاعر پروفیسر عارف عبدالمتین بیٹھے ہوئے ہیں۔

صدیقی، فاروقی، عثمانی یا پھر کوئی عجمی لاحقہ ضروری ہو۔ اس کے برعکس مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو بھی محض سید ہونے کی بناء پر رافضیت کا الزام دینے سے دریغ نہیں کیا گیا۔ جبکہ اہل سنت وجماعت کا تو امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ اہل بیت اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان دونوں سے سچی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔

اسی طرح اس نئے دور کا ایک شاخسانہ یہ بھی ہے کہ خارجیت کے پروپیگنڈے سے متاثر بعض اہل سنت حضرات اور اہل قلم آئمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو شیعہ کے بارہ امام کہنے اور لکھنے لگے ہیں جو ایک بے بنیاد بات ہے کیونکہ یہ آئمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام اہل سنت کے حقیقی عقائد کے مطابق بھی مسلم روحانی پیشوا ہیں اور اہل سنت کے زیادہ تر سلسلے ان ہی مقدس ہستیوں پر ختم ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر سرمہ چشم بصیرت ہے:

''نیز پچھلے امام مثل حضرت سجادؒ و باقرؒ و صادقؒ و کاظمؒ اور امام رضاؒ تمام اہلسنت کے مقتدا اور پیشوا ہوئے ہیں کہ اہلسنت کے علمائے کبار مثلاً زہریؒ، ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے ان حضرات کی شاگردی اختیار کی ہے اور اس وقت کے آئمہ تصوف مثلاً معروف کرخیؒ وغیرہ نے ان حضرات سے کسب فیض کیا ہے اور مشائخ طریقت نے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلۃ الذہب قرار دیا ہے اور اہل سنت کے محدثین نے ان بزرگوں سے اکثر فنون خصوصاً تفسیر وسلوک میں احادیث کے دفتروں کے دفتر روایت کیے ہیں۔'' (تحفہ اثناء عشریہ)

اسی طرح اہل حدیث کے معروف عالم اور کتب احادیث کے مترجم نواب وحیدالزماںؒ لکھتے ہیں:

''اہل حدیث شیعہ علی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت وموالات رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت کا پاس رکھتے ہیں کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں اور میں تم میں دوگراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں:

(۱) کتاب اللہ

(۲) میری عترت اور اہل بیت

اور اہل حدیث قیاسی مسائل میں اہل بیت کے اقوال کو دوسرں کے اقوال پر مقدم رکھتے ہیں۔ اہل بیت یہ ہیں

> اہل سنت و جماعت کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ اہل بیت اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان دونوں سے سچی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت فاطمہ زہراؓ، اور قیامت تک ہونے والی ان کی اولاد۔'' (ہدیۃ المہدی)

ہندوستان کے عظیم فقیہہ اور استاذِ نعت گویان مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش اہل سنت کے حقیقی عقائد اور عشق صادق کا ترجمان ہے۔ یہ دیوان ۱۳۲۵ ہجری میں طبع ہو کر منظر عام پر آیا۔ اس کے پورے سو سال بعد فدوی رشید وارثی کا مجموعہ حمد ونعت اور مناقب ''خوشبوئے التفات'' زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔ اس حسن اتفاق کو برادر عزیز القدر رئیس وارثی سلمہ کے ارسال کردہ خوشبوئے التفات کے قطعہ سال طباعت میں بیان کیا گیا ہے جسے پیش کرتے ہوئے یہ مقالہ مکمل کیا جاتا ہے۔

قطعہ سال طباعت - خوشبوئے التفات

بحر خوشبوئے التفات میں ہیں
مثل گوہر حقائق بخشش
ناگہاں دی صدا یہ ہاتف نے
یہ ہے حسب حدائق بخشش

۱۴۲۵ھ (رئیس وارثی)

بقیہ:

خوشبوئے التفات میں صنائع و بدائع کی جلوہ گری

صنعت تجنیس کامل

شعر مین دو ایسے الفاظ استعمال کرنا جو حروف و اعراب میں یکساں ہوں لیکن معنی و مطلب بھی مختلف ہوں۔

یہ تری عطا کے ہوئیں عطا مجھے ساری دنیا کی راحتیں
تری دید کی جو کمی رہی، مرا دل نہ ہو سکا شادماں

☆☆

کاش میں ترکِ تمنا کی تمنا کرتا
بے نیازی کا تری لطف اٹھایا ہوتا

صنعت مقابلہ

شعر میں پہلے باہم موافقت رکھنے والے الفاظ استعمال کرنا اور پھر اوّل الذکر کے اضداد کو ذکر کرنا۔

ملی ہے صورت سیماب جن کو جانے
انہیں سکینت صبر و رضا بھی دے یارب

☆☆

آخر میں، میں اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی شاعر کے کمال فن کی ضمانت اسی بات میں مضمر ہے کہ اہل نظر پہلے اس کے شعر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور پھر شعر میں پوشیدہ صنائع کی لطافت کا انہیں احساس ہو۔ کیونکہ صنائع کی موجودگی کسی نعتیہ شعر کا نصب العین ہونے کی بجائے صرف تزئین کلام کا فائدہ دیتی ہے۔

رشید وارثی صاحب کے کلام میں باوجود کثرت صنائع و بدائع کے جو بے ساختگی پائی جاتی ہے وہ اس بات کی آئینہ دار ہے کہ یہ تمام صنائع کسی شعوری کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ عطیۂ خداوندی ہے۔ کیونکہ

ایں سعادت بزورِ بازوے نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قطعات تاریخ طباعت ''خوشبوئے التفات''

''مطلع صبح حمد و نعت و منقبت''

1425ھ

''گنجینہ جناب رشید وارثی''

1425ھ

''نورِ دبستانِ رشید وارثی''

2004ء

☆☆☆

ملتا ہے ہر کسی کو مقدر سے یہ کہاں
حمد خدا و نعت نبیؐ پاک کا بیاں
خوش بخت ہیں وہ لوگ کہ جن کو ہوئی نصیب
شعر و سخن میں مدحت اخیار کو زُباں
''خوشبوئے التفات'' جہاں میں بکھیر کر
رجل رشید بن گئے عبدالرشید خاں
کیوں کہ دل و نگاہ نہ ہوں اس سے فیضیاب
پیش نظر ہے حسن عقیدت کا ارمغاں
زادِ رہِ حیات ہے ''خوشبوئے التفات''
مہکا ہے حمد و نعت و مناقب کا گل ستاں
روشن رہے گی اپنے محاسن کے حسن سے
عبدالرشید تیرے تفکر کی کہکشاں
''اجمال'' کے خروج سے مہجورؔ تم کہو
''خوشبوئے التفات ہے علم و ادب کی جاں''

2004 = 75 − 2079

از اثر خامہ

سیّد عارف محمود مہجور رضوی (گجرات)

(۱)

تیری رشید وارثی ، یہ خوب تر کتاب
لاریب، ہے خزانہ فیضانِ التفات
اس کے مطالعہ سے حظ اندوز میں ہوا
کچھ اور بڑھ گیا مرا ارمانِ التفات
طارقؔ ، کتابِ خوب کی تاریخ چاپ کی
گلزارِ رحمت و کرم ''بستانِ التفات''

۱۴۲۵ھ

(۲)

وارثی پیرایہ تحمید و نعت و منقبت
عالم شعر و ادب میں اُس کا چرچا ہے بڑا
بیدم، عنبر وارثی، ستار، حیرت وارثی
آپ ہے اپنی مثال اُن کا کلامِ دل رُبا
اِس مشن کے ارتقا میں رات دن مشغول ہے
خاندانِ باسعادت حضرتِ ستار کا
اُن کا خوش قسمت خجستہ بخت فرزندِ رشید
باغ حمد و نعت کا ہے بلبلِ شیریں نوا
اُس کا تازہ شاہکار فکر ''بوئے التفات''
ظاہراً بھی خوشنما ہے باطناً بھی خوشنما
ایک گلشن جس میں فردوس نظر گل ہائے حمد
ایک دیدہ زیب لالہ زار نعت مصطفےٰ
آل و اصحاب نبی کے ذکر کی بھی ہے مہک
اولیائے حق کی بھی ہے اس میں طیب جاں فزا
ہو گئی تاریخ اس مجموعۂ اوصاف کی
میں نے طارقؔ جب کہا ''خوشبو فزا خوشبو فزا''

۱۰۰۲+۱۰۰۲=۲۰۰۴ء

نتیجۂ فکر: جناب طارق سلطان پوری

قطعہ تاریخ طباعت ''خوشبوئے التفات''

(در صنعت توشیح)

خ	خلاّقِ دو جہان کا لطفِ عمیم ہے	ر - 200	رحمت سے جس کی عام ہے خوشبوئے التفات
و	واہب ہے ذاتِ پاک اُسی ذوالجلال کی	ج - 3	جس کے نبیؐ کا نور ہے صبحِ تجلیات
ش	شام و سحر ہیں دہر میں اس کی نشانیاں	ن - 50	نائب ہے جس کا باعثِ تخلیقِ کائنات
ب	باقی رہے گا نام اُسی کردگار کا	خ - 600	خلقت کو دے رہا ہے جو پیمانۂ حیات
و	وہ بزم کُن کا مالک و حاکم ہے بالیقیں	ا - 1	اس کا حبیبِ پاک ہے مختارِ کائنات
ے	یہ التفاتِ ناز کہ دونوں جہان میں	م - 40	مولیٰ علیؑ کی شان ہے مولائے کائنات
ا	اُس نے ہی پائی عالمِ امکاں کی سلطنت	و - 6	وہ عبدِ خاص جو کہ ہے محوِ تصرفات
ل	لازم ثناء ہے اس کی ہر اک خاص و عام پر	ر - 200	رائج شرع میں اس کے نبیؐ پر ہوئی صلوات
ت	تحمید ذوالجلال کا یارا نہیں ۔ مگر	ق - 100	قلب حزیں کا چین ہے اس کی حسین ذات
ف	فرمانِ مصطفٰےؐ ہے کہ ذکر خدائے پاک	ر - 200	راحت ہے مومنوں کی، تو پروانۂ نجات
ا	اِس نام پہ لٹائی ہو جس نے ہر اک خوشی	ک - 20	کب اس کو چین دیتی ہیں دنیا کی خواہشات
ت	تم بھی رہو گواہ، سعیدؔ اُس کے عشق میں	ہ - 5	ہر شخص کی نجات ہے، بے قیدِ ذات پات
خوشبوئے التفات		1425ھ	

نتیجۂ فکر

ڈاکٹر محمد سعید خاں وارثی دام ظلہٗ

Scanned with CamScanner

قطعات تاریخ طباعت ''خوشبوئے التفات''

جوہر تاریخ

۱۴۲۵ھ

''گل جاں نواز خوشبوئے التفات''

۲۰۰۴ء

''مصنف گلزارِ علم مداح نبی رشید وارثی''

۲۰۰۴ء

(در صنعت منقوط)

عشق نبی میں ہیں مگن بیشک رشید وارثی
تصنیف ان کی مدحت سرکارِ شش جہات ہے
صابر سنِ طباعت منقوط اس کا ہے یہی
''نور النہار بالیقیں خوشبوئے التفات ہے''

۲۰۰۴ء

(در صنعت تناصف)

کرتے ہیں نذر خدمت محبوب کبریا
حد درجہ خوشگوار ہیں ان کے تخیلات
صابر ہے اس کتاب کی تاریخ حسب حال
''ناموس اہل ذوق ہے خوشبوئے التفات''

۲۸۵۰ ۲ = ۱۴۲۵ھ

نتیجۂ فکر: جناب صابر براری

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

در شانِ ذاتِ نور، بصد حسن شعریات
ایک ایک حرف روکش آئینۂ صفات
لائی خبر سپردگئ فکر و فن قمر
از کلک مدحِ پاک ہے ''خوشبوئے التفات''

۲۰۰۴ء

نتیجۂ فکر: جناب قمر وارثی

ہم عصر شاعروں میں وہ فردِ فرید ہیں
وارث علیؒ کے شیدا و سچے مرید ہیں
اشعار ان کے خون جگر سے کشید ہیں
پروانۂ بہشت کی بے شک نوید ہیں
جذبے مہک رہے ہیں جو پوری کتاب میں
یارو ! درِ قبول کی یہ بھی کلید ہیں
اس شاعری میں ایسے معانی ہیں جلوہ گر
ظاہر میں جو حصارِ خرد سے بعید ہیں
''خوشبوئے التفات'' ہے اپنی مثال آپ
اس دور میں تو ایسی کتابیں فقید ہیں
حامد ہیں کبریا کے تو مدّاح پنجتن
کیا خوش نصیب فرد مؤدب رشید ہیں

2004ء

طارق ہے بے مثال طباعت میں یہ کتاب
مضمون اس کے گلبن دورِ جدید ہیں

1425ھ

نتیجۂ فکر
محمد طارق بن آزاد

وھو العزیز الوھاب

عصری نعت

اہل گمان آئیں، خلاء میں سفر کریں
اَسرارِ کائنات کی جانب نظر کریں

شق قمر کی آج بھی پا کر نشانیاں
لوٹیں زمیں پہ ، مدحت خیرُالبشر کریں

یہ کیا حبیبؐ حق کو ہو معراج خواب میں
کافر سوادِ ماہِ درخشاں کو سر کریں

یہ کیا رسول پاک ہوں اُمت سے بے خبر
آلات ہم کو سارے جہاں کی خبر کریں

اِک بار نقش پائے نبیؐ کو جو چوم لیں
تارے مثالِ مہر درخشاں سحر کریں

آباد مثلِ فرشِ زمیں ہو وہ کائنات
اک پل جہاں وہ رحمت دوراں بسر کریں

جس کی ثناء بیان کرے رب ذوالجلال
کیا اُس کی بارگاہ میں عرضِ ہنر کریں

شاہِ اُمم کا فیض رسالت ہے آشکار
ایجاد و اختراع پہ تدبر اگر کریں

ان کی تجلیات سے حیراں ہیں دیدہ ور
کیا بے بصر پہ نور کے دھارے اثر کریں

ساری صداقتیں ہیں زمان و مکان کی
قرآں سے کسب فیض تو اہل ہنر کریں

وہ ذوق بندگی ہو عطا ہم کو اے خدا !
ہم زندگی کو ان کی ثناء میں بسر کریں

جو آگیا رسولِؐ خدا کی پناہ میں
کیا اس پہ حادثاتِ زمانہ اثر کریں

اللہ چاہتا ہے کہ ہم تحفۂ درود
پیش اس کی بارگاہ میں آٹھوں پہر کریں

بڑھتا رہے گا اور بھی احساس تشنگی
توصیف مصطفیٰؐ کی اگر عمر بھر کریں

ہم ارتقاء کی اوج پہ ہوں آج بھی رشیدؔ
عشق رسولؐ پاک کو جو راہبر کریں

رشیدؔ وارثی

نیویارک میں رشید وارثی کی سماجی وثقافتی سرگرمیوں کی تصویری جھلکیاں

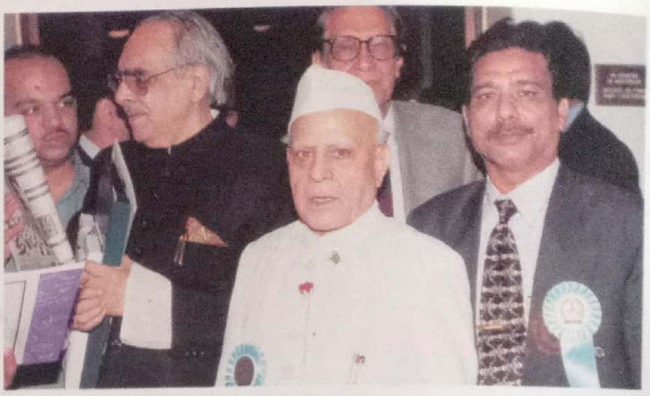

اُردو مرکز نیویارک کے زیر اہتمام اقوام متحدہ کے ہال میں منعقدہ پہلی اُردو کانفرنس کے موقع پر رشید وارثی، پنڈت گلزار دہلوی اور جناب جمیل الدین عالی کی ایک یادگار تصویر

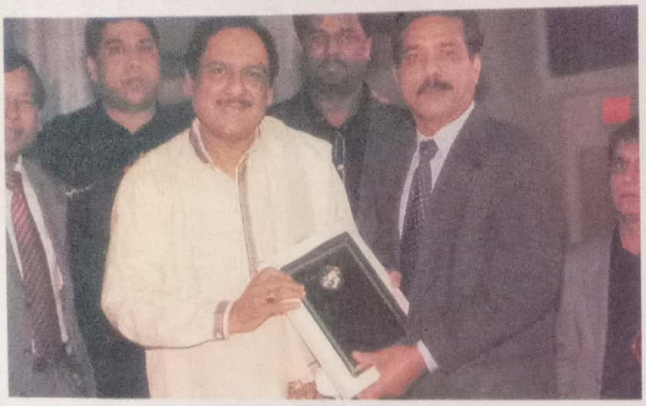

ایڈیٹر ''فلک پرواز'' پی آئی اے جناب رشید وارثی نیویارک کے شہریوں کی جانب سے پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ غزل کے گائک جناب غلام علی کو ایک خصوصی تقریب میں یادگار شیلڈ دے رہے ہیں۔

اُردو مرکز نیویارک کے زیر اہتمام میر خلیل الرحمٰن کی یاد میں منعقد ہونے والے سیمنار سے صدر اُردو مرکز نیویارک جناب رئیس وارثی خطاب کر رہے ہیں۔

اقوام متحدہ میں منعقد ہونے والی پہلی اُردو کانفرنس کے دوسرے سیشن میں (بائیں جانب سے) صدر اُردو مرکز نیویارک جناب رئیس وارثی، مدیر پاکستان لنک جناب عبدالرحمٰن صدیقی، پروفیسر عقیل دانش (لندن)، جناب رشید وارثی (دوسری صف) محترمہ فرحت زاہد، جناب زاہد سعید اور اٹارنی خالد اعظم

اقوام متحدہ ہال (نیویارک) میں منعقد ہونے والی پہلی اُردو کانفرنس کے موقع پر (دائیں جانب سے) ایڈیٹر فلک پرواز پی آئی اے جناب رشید وارثی، پروفیسر عقیل دانش (لندن)، پروڈیوسر پاکستان ٹیلی ویژن نیٹ ورک (نیویارک) محترمہ حنا خالد اور جناب خالد الطاف کا ایک گروپ فوٹو

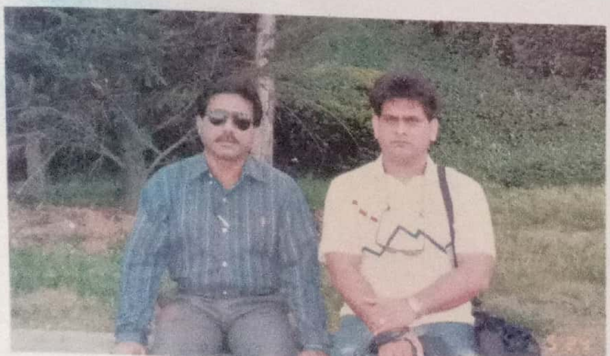

اُردو مرکز نیویارک کے سیکریٹری اُمور ادب وثقافت جناب نصیر وارثی اور ایڈیٹر ''فلک پرواز'' پی آئی اے جناب رشید وارثی نیویارک کے ایک نواحی جزیرے پر

Scanned with CamScanner